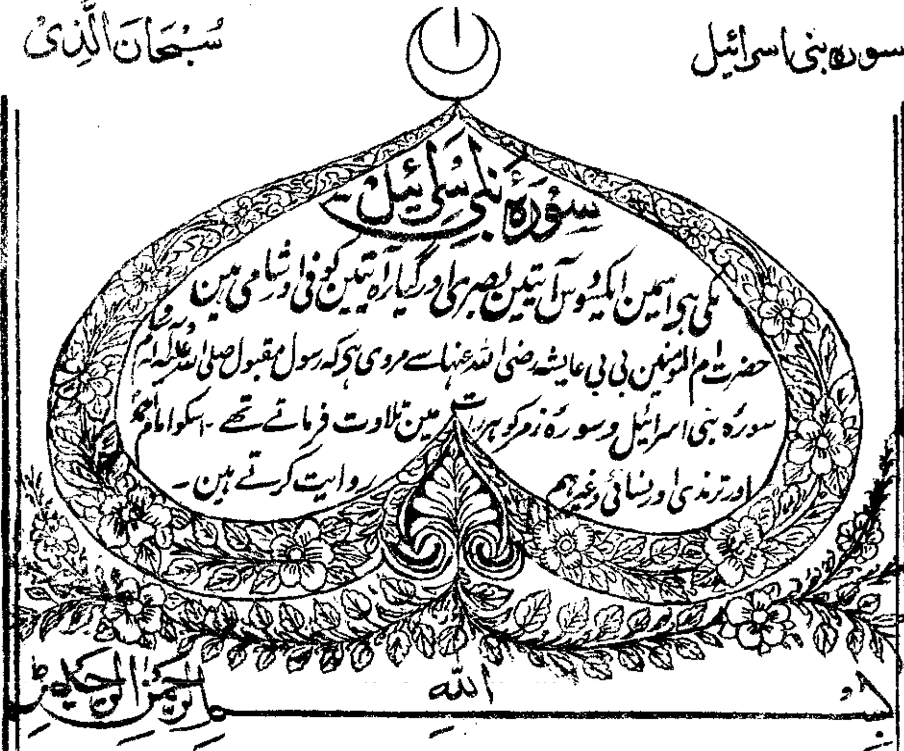


شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے ۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

وہ پاک ہے جو اپنے بندے (سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کا مصاحب ہو کر

تھوڑی سی رات مین مسجد محترم (مکہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لیگیا

(سُبۡحٰنَ) اسم ہے جو تسبیح یعنے تنزیہ کے معنون مین ہے اور جو کبھی علم ہو کر

مستعمل ہوتا ہے تو اوسوقت مضاف نہین ہوتا اور غیر منصرف ہوتا ہے اسلئے

کہ علم اور الف و نون زایدتان ہے ۔ اور یہہ منصوب ہے ایسے فعل سے

جس کا ظاہر کرنا متروک ہوگیا ہے یعنے عرب سے سننے مین نہین آیا ۔ اسکی تقدیر

17-1 حصۂ اول

اُسَبِّحُ اللّٰہَ سُبْحَانَ ہے پہر سبحان بجاے فعل کے لایا گیا اور اوسی کے قایم مقام
ہوگیا - اور اس قصہ کو لفظِ سبحان سے شروع کرنے مین یہ **نکتہ** ہے کہ کوئی
وہمی و خیالی آدمی اہلِ تشبیہہ و تجسیم سے یہہ نہ خیال کرے کہ خداوندِ عالم کسی جہت
اور حدو مکان مین محدود ہے بلکہ اوس کے اعتبار کرتے سب مکانون کی
نسبت ایک ہی ہی ہے اور وہ سب جا موجود ہے - ہان جو قرآن مین اپنی خصوصیت
بعضے مکان سے بتلایا ہے ہم اوسکی مراد پر بھی ایمان لاتے ہین - تاویل
سے گہبراتے ہین - گو متاخرین نے اسکو اختیار کیا لیکن سلف و متقدمین کا
یہی وہی مذہب رہا - اور لفظِ سبحان مین یہہ بھی ایک **نکتہ** ہے کہ کوئی اوس کے
رسولِ پاک کو نہ جہٹلاے - اس قصۂ معراج مین جو جسمِ عنصری سے ہوا ہے
تاویلین نہ کرے خدا سے شرماے - وہ لیگیا ہے یہہ خود تو نہین گئے -
تا منکرون کو چون و چرا کا موقع باقی نہ رہے - سبحان اللہ خداے قادر کے
فعل پر بھی عیب لگاتے ہو - اپنا سا اوسکو بھی مجبور بناتے ہو (اَسْرٰی)
اور سَرٰی کے معنی ہین رات کو گیا - لیکن لیلاً کو یہان اوسکا ظرف کیا - تا وہم
مجاز دور ہوجاے - اور جو سیرِ نہار پر بھی کبھی اطلاق ہوتا ہے اوسکا خیال
نہ آے (بِعَبْدِہٖ) بای مصاحبت عبدہ مین بڑہایا - اسمین یہہ **نکتہ** ہے کہ

وہ اپنے بندے کے ساتھہ ہوکے اس سیر کو دکھلایا۔ غیرون کی سیر کا جب
بیان آیا۔ وہان بجاے لفظِ بار لفظِ فی لایا۔ هُوَ الَّذِیۡ یُسَیِّرُکُمۡ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ
فرمایا۔ یعنے وہی ہے جو تمکو بحر و بر مین چلاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ
رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حق تعالی سے کیسی خصوصیت اور کیسا
علاقہ ہے۔ اسیواسطے دعا مین بھی اکثر آپ یون فرماتے۔ یہہ دعا زبان پر لاتے
اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ یعنے یا اللہ تو ہی سفر مین مصاحب ہے
پھر یہہ معراج تو خاص سفر ہے۔ اسمین مصاحبت کی خصوصیت بھی سب سے
بڑہکر ہے۔ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ مین ایک اور **نکتہ** یہہ ہے کہ آپ کی بندگی کے
نسبت اور سیر کی اضافت بھی اپنے ہی طرف کی۔ موسی علیہ السلام کو نام سے
پکارا سیر کی اضافت بھی انہین کے طرف ہوئی۔ فرمایا وَلَمَّا جَآءَ مُوۡسٰی
لِمِیۡقَاتِنَا یعنے جب موسی ہمارے وعدہ پر آئے۔ حضرت موسی علیہ السلام آتے ہین
حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لیجاتے ہین۔ آنیوالا طالب جس کو
لیجاتے ہین مطلوب ہے۔ وہ محب یہہ محبوب ہے۔ طالب آتا ہے۔
مطلوب گھر بیٹھے پاتا ہے۔ وہ ذاکر یہہ مذکور ہے۔ وہ ناظر یہہ منظور ہے۔
آنیوالا جب آئے تو حضور ہے۔ لیکن جس کو لیجاتے ہین اوس سے لیجانیوالا

کب دور ہے۔ وہ نور ہے۔ یہہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ (بِعَبۡدِہٖ) مفسرین و متکلمین
و علما سب متفق ہین کہ یہان عبد سے مراد سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین
وہی حضورِ مکرّم ہین۔ اور اضافت تشریف و تعظیم کیلئے ہے تبجیل و تکریم کیلئے ہے
کسی شاعر نے کہا ہے لَاتَدۡعُنِیۡ اِلَّا بِیَا عَبۡدَھَا ۔ فَاِنَّہٗ اَشۡرَفُ اَسۡمَائِیۡ ترجمہ
اوس کا بندہ کہہ کے تو مجھکو پکار ۔ میرے سب نامون سی بہتر ہے یہہ نام
تفسیرِ کبیر مین یون کہا گیا ہے آپ جب شبِ معراج مین اوس اعلیٰ درجات
اور بلند مرتبات سے مشرف ہوے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مین نے تمکو کس چیز سے شرف دیا۔ حضرت نے عرض کی اس سبب سے
کہ تو نے مجھکو عبودیت سے اپنے طرف منسوب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو
اوتارا۔ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا عبد کہنے مین یہہ نکتہ ہے کہ اللہ سے
ایسا تقرب خیر البشر کو ہوا۔ کہ کسی کو بھی یہہ مقام نہ میسر ہوا۔ لیکن آپ عبدیت سے
باہر نہ ہوے۔ بلکہ عبدیت پر ہی فخر کرتے رہے۔ اب کسکی مجال ہے کہ یہہ دعوے
کرے۔ اَنَا نیّت کا دم بھرے۔ کچا صوفی پکا ملحد شرمائے۔ اس تعیّنِ عبدیت سے
منحرف نہ ہو جائے۔ یہ کسی نامعتبر کا اعتبار نہین یہہ معتبرِ حقیقی کا اعتبار ہے۔
جس پر ایمان کا دار و مدار ہے۔ یہ کسی وقت مین جدا نہین ہوتا۔ بندہ خدا نہین ہوتا

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد	گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

ہان اپنی خودی کو مٹا کر حق حق کہنا یہہ دوسری بات ہے۔ لیکن طریقت
مین شریعت کی رعایت اہم واجبات ہے۔ ایک اور نکتہ عبد کہنے مین
یہ ہی کہ بندہ کا کچھ بھی نہین جو کچھ ہے اوسکے مولا کا ہے۔ اَلْعَبْدُ وَمَا مَلَكَ
لِمَوْلَاهُ مشہور مقولہ ہے۔ اور مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ یعنے جو اللہ کا ہوا
اللہ بھی اوسکا ہوا کب کسی پر پوشیدہ ہی۔ پہر عبد بھی کیسے کہ کل صفات اور
جمیع معانی سے اپنے آقا کی بندگی کرنیوالے جب ہی تو سید العباد ہوئے
جو کچھ آپ کا تھا وہ تو اللہ ہی کا تھا اللہ نے بھی آپ کو سب کچھ دیا جامع ترمذی
مین ہے کہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ
بِيَدِيْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ الخ۔ یعنے عزت وکرامت اور تمام کنجیان
اوس دن میرے ہات مین ہونگی لوائے حمد بھی اوس دن میرے ہی ہاتھ ہوگا
اگر کوئی کہے کہ یہہ کنجیان تو آخرت مین ملین گی یہان تو نہین ملین تو اوسکو چاہیے
مشکوۃ کی متفق علیہ حدیث سماعت کرے۔ اُتِیْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ
فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ مختصراً یعنے میرے پاس زمین کے خزانون کی کنجیان
لائے گئین اور میرے ہاتھ مین رکھدئے گئین الخ میرے مرشد نے خوب کہا ہے

اللہ اللہ تم نے پایا ہے		بندگی مین مزا خدائی کا

بندے بھی ایسے کہ جنکی خوشنودی خدا کو مقصود۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ
فَتَرْضٰى قرآن مین موجود۔ یعنی البتہ تمہارا پروردگار تمکو ایسا دیگا کہ تم خوش ہو جاؤگے
لطف تو یہان ہے کہ جب ہم غلامون کی تکلیف بھی سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو
ناگوار ہوئی حضرت کے خوش کرنیکو اوسی طرح حکم پروردگار آیا صحیح مسلم مین حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ وَبَكٰى
فَقَالَ اللّٰهُ يَا جِبْرِيْلُ اذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ لَهٗ اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ
وَلَا نَسُوْءُكَ مختصراً یعنے پھر حضرت نے اپنے دونون ہات اٹھا کر عرض کرنے لگے
کہ یا اللہ میری امت اور رونے لگے تو اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ اے جبریل
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور اون سے کہو کہ البتہ ہم تمکو تمہاری امت
کے مقدمے مین خوشنود رکھینگے غمگین نہ کرینگے۔ اگر اب بھی شک باقی ہے تو
یہہ حدیث صحیح بخاری سے ہے۔ کتاب التفسیر دیکھو۔ باب قولہ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ
ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کا کیا اعتقاد ہے اوس سرکار صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مین یون عرض کرتی ہین مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ
یعنے مین آپ کے پروردگار کو دیکھتی ہون کہ جو آپ کی خواہش اور مرضی ہوتی ہے

اوسکو بہت ہی جلد پوری کردیتا ہے۔ یہہ مَا اور اِلَّا کا حصر تو دیکھو کیا لطف دیرہا ہے۔ علامہ قسطلانی اوسکی شرح مین فرماتے ہین اِلَّا مُوجِدًا لَكَ مُرَادَكَ بِلَا تَأخِيرٍ۔ شاعر نے خوب کہا ہے

زبندگی بنشینی بہ تخت سلطانی — اگر تو خدمت محمود چون ایاز کنی
بنازکی نبری پے بمنزل مقصود — مگر سلوک رہش از سر نیاز کنی
نیازمندی تو یک نفس بہ از صد سال — کہ روز روزہ بداری و شب نماز کنی
گرت بناز براند مرو کہ آخر کار — بصد نیاز بخواند ترا و ناز کنی

ایک نکتہ عبد مین یہہ ہے کہ عبد جسم و روح کا نام ہے۔ اسمین منکرون کو الزام تام ہی۔ کیونکہ اگر خواب مین ہوتی تو بِرُوحِ عَبْدِہٖ فرماتا۔ ایسے وقت مین معراج کا بیداری مین جسم و روح سے ہونا ضرور ہوا۔ اور آیات اپنے نظیر پر محمول ہونگے کیونکہ عبد کا لفظ قران مین جتنے جا ہے ہم نے ہر ایک مقام پر دیکھا کہین بھی عبد کے معنی روح کے نہین لئے گئے پھر کیسے اسکا خلاف ہوسکتا ہے۔ چنانچہ بطور نمونہ ان دو آیتون مین لفظِ عبد کو غور کیجئے تو معلوم ہو جائیگا۔ اَرَاَیْتَ الَّذِی یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی یعنے کیا دیکھا تو نے اوس شخص کو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑہتا ہی۔ یہان عبد سے مراد رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین

مانع ابوجہل ہے ظاہر ہے کہ وہ نمازِ روحی سے منع نہین کرتا تھا۔ سورۂ جن مین ہے
وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یعنے بیشک جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوتا ہے اوسکی عبادت
کرتا ہوا۔ یہان بھی عبد مجموعۂ روح وجسد کا نام ہے۔ پہر کیا سبب ہی کہ اَسْرٰی
بِعَبْدِهٖ مین یہہ معنی نہ لئے جائین۔ ہان منکرین معجزات کے یہہ سب دہوکے ہین
انکی قلعی ہم آگے کھولتے ہین۔ ایک **نکتہ** عبد کہنے مین یہہ ہے کہ عبد حقیقی تو وہی ہے
کہ اپنے رب کے تمامی اخلاق وصفات سے متخلق ومتصف ہووے۔ اور
مومن کے صفات سے کوئی صفت عبودیت سے اشرف واتم نہین کیونکہ
الٰہیت وسیادت وربوبیت حقیقت مین یہہ سب اللہ ہی کے لئے ہین۔
اب جوان سے منسوب ہونگے وہی مراتبِ حقیقی وہی اشرفِ مراتب ہونگے۔
اور جو اسکے سوا ہین وہ سب مجازی ہین۔ اسی سبب سے اشرفِ مقام مین
اسی اسمِ اعظم سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرمایا۔ کیونکہ آپ
اوسکے جمیع صفات سے متصف تھے۔ اب حقیقت مین یہہ نام حضرت کے ہی
لایق ہی۔ اور جو اقطاب آپکے بعد ہون گے جس پر بطور تبعیت اسکا اطلاق ہوگا
وہ آپ کا طفیلی ہے۔ اور جو غیرون پر عبد کا اطلاق ہوا ہے مجازی ہی (لَیْلًا)
نکرہ کہا اللیل معرفہ نہ فرمایا۔ اس مین یہہ **نکتہ** ہے۔ کہ نکرہ تقلیل مدت پر دال ہے

یعنے تھوڑی سی رات مین یہہ سب کچھہ ہوا ہے۔ معراج رات کو جو مقرر ہائی لطور
اہلِ اشارات کے اسمین بہت سی حکمتین ہین۔ تھوڑی سی ساعت فرمائے۔ محبت
خدا و رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑہائے **پہلی حکمت** رات اس لئے
مقرر ہوئی کہ مومنین کا ایمان غیب پر زیادہ ہو۔ کافرون کو فتنے پر فتنہ علاوہ ہو۔
کوئی صدّیق ہو۔ کوئی زندیق ہو۔ اگر دن ہوتا سب دیکھہ لیتے۔ شبہ مرتفع ہو جاتا یہہ
امتیاز باقی نرہتا۔ مومنین کا ایمان غیب پر کیسے بڑہتا۔ اسی لئے صادقینِ امت کو
ماننے مین کچھہ بھی دیر نہوئی۔ جو کچھہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اوسکی تصدیق کی برخلاف امت
حضرت موسی علیہ السلام کے کہ دن کو اونکی یاد ہوئی۔ ستر آدمی بھی ہمراہ تھے لیکن
پھر بھی یہہ کہتے رہی۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً یعنے ہم آپ کی ہرگز
تصدیق نہ کرینگے۔ جب تک کہ خدا کو ظاہر نہ دیکھہ لینگے۔ یہی اسباب ہین کہ یہہ
امت سب امتون سے بہتر و ممتاز ہوئی۔ خطابِ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
سے سرفراز ہوئی۔ **دوسری حکمت** جب اللہ تعالی نے رات کا نور دور
فرمایا۔ اور اوسکو لباس تاریکی پہنایا تا لوگ اوسمین آرام پائین۔ اور دن کو روشن
بنایا تا اوسمین محنت کرین کمائین۔ رات غمگین ہوئی۔ بہت ہی اندوہگین ہوئی۔
جبرِ خاطر کیلئے رات مین ہی اوس ماہِ انور کو یاد کیا۔ اس طرح رات کو شاد کیا۔

تیسری حکمت۔ دن بسبب آفتاب کے رات پر فخر کرتا۔ خودی دخود سرائی کا دم بہرتا۔ کہا گیا کہ یہہ دعوی اچہا نہین مخلوق کو زیبا نہین۔ اگر آفتاب دنیا سے تیرا حسن دو بالا ہی۔ تو شب مین آفتاب وجود آسمان پر طلوع ہونیوالا ہے۔

چوتھی حکمت اللہ تعالی نے آپ کو قرآن مین سِرَاجًا مُنِيرًا فرمایا۔ قاعدہ ہے چراغ رات کو ہی سلگاتے ہین۔ شب مین ہی اوس سے فائدہ اٹھاتے ہین۔ شاعر نے خوب کہا ہے

اِنَّمَا ذَرَّتُ فِی الظَّلَامِ لِکَیْمَا	یَشْرِقُ اللَّیْلُ مِنْ اَشِعَّۃِ نُوْرِیْ

ترجمہ

مین رات کو کرتا ہون ملاقات جو اوس سے	مطلب یہہ ہی کہہ شب بھی مرے نور سے چمکے

پانچوین حکمت۔ اللہ تعالی نے آپ کو خلیل وحبیب بنایا اور حبیب سے خلوت رات کو ہی ہوتی ہی۔ اوسی وقت دو محب ایکجا ہوتے ہین۔ اسلئے آپ کو بھی رات کو معراج ہوا تا مقام محبت جو آپ کیلئے خاص ہے اوسکا پورا ظہور ہو جائے۔ اور منکرین محبت کا بھی شک وشبہ دور ہو جائے۔ ۵

خوان نعم بہادہ مین بہر صلائے نیم شب	دست کرم گسترده مین بہر عطائے نیم شب
وقت وصال دوستان در نیم شب دیدم عیان	ای جسم وجان عاشقان باد افدائے نیم شب

ہم نیم شب می آیدت از بارگاہِ کبریا — بکشائے گوشِ ہوش را بشنو ندائے نیم شب
ہر نیم شب تیرِ دعا بر چرخِ ہفتم میزدم — ہان کارگر آمد مگر تیرِ دعائے نیم شب
گوید کہ ہَلْ مِنْ مُذْنِبٍ خواند کہ ہَلْ مِنْ تَائِبٍ — جوید کہ ہَلْ مُسْتَغْفِرٍ در انتہائے نیم شب
کوئی گنہگار ہے — کوئی توبہ کرنیوالا — کوئی بخشش چاہنے والا

چھٹی حکمت حضرتؐ کا نور حقیقی ہے اور سب سے پہلے اس عالم مین جلوہ افروز ہوا حدیث صحیح مین اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ آیا۔ پہر وہ آفتاب جس کا نور عاریتی ہے اس آفتاب جہانتاب کی کہان تاب لا سکتا تھا۔ جب یہہ طلوع فرمایا۔ وہ ایسا روپوش ہوا کہ منہ نہ دکہایا۔ آپ کا فقیر آپ کی شان مین عرض کرتا ہے ۵

وہ شمسِ حُسن بڑہکر مہر سے تنویر رکہتے ہین — ہون روشن پتلیان آنکھونکی وہ تصویر کہینچتے ہین
ہوی دیکہتے ہی پیدا جس طرح منظور تہا انکو — وہ اپنا حُسن عالی خارجِ تقریر رکہتے ہین

ساتوین حکمت رات کو جو معراج ہوئی یا شاید اُمتِ عاشقانہ کے لحاظ سے ہوئی اگر دن کو تشریف فرمائی ہوتی صحابۂ کرام کو بہت ہی بیقراری ہوتی۔ یہہ وہ یہودی نہ ہوے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑکر گوسالہ پرستی کرنے لگے۔ جب لڑائی کا کام پڑا تو حضرت موسی سے کہدیا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ یعنے تم تمہارا پروردگار جاکر لڑین بیشک ہم یہین بیٹھے رہین گے۔ بدر کی لڑائی مین جب حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے استفسار فرمایا تو اس طرح عرض

کرنے لگے کہ وہ ہم لوگ نہین مین جیسے حضرت موسیٰ سے اونکی امت نے کہا تھا ہم تو وہ ہین کہ اگر آپ حکم فرمائیے تو آگ مین کود جائین۔ پانی مین ڈوبنے سے نہ گھبرائین۔ بہرحال آپکے سات رہین گے۔ آپکا دامن نہ چھوڑینگے۔ لڑائی ہوگی تو مقتل مین ملاحظہ فرمائا کہ سامنے پیچھے سیدہے بائین سبکے سب تصدق ہوتے رہین گے۔ ہماری تو یہہ عرض ہے۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُقَاتِلُوْنَ۔ یعنے آپ اور پروردگار لڑنے چلین ہم بھی بیشک آپکی ہمراہی مین لڑین گے۔ غرض یہہ کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کو وہ محبت تھی کہ تھوڑی سی جدائی بھی شاق ہوجاتی تھی۔ صحیح مسلم مین ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم اطراف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہین تشریف فرما ہوئے آنے مین تھوڑی دیر ہوئی۔ ہمین خوف ہوا کہ کہین ہم سے دور نکل جائین۔ اور کہین کسی سے تکلیف نہ پہونچے۔ ہم سب گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوگئے۔ سب سے زیادہ اور پہلے مجھے گھبراہٹ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈھنے نکلا کسی انصاری کے باغ پر پہنچا۔ اوسکے اطراف پھرا کہ کہین دروازہ ملے لیکن نہ پایا۔ آخر ایک چھوٹی نالی جو باغ مین جا رہی تھی لومڑی کی طرح اوسمین سے گھس گیا اور حضور مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخل ہوا۔ سرکار نے ارشاد فرمایا ابوہریرہ

مین نے عرض کی جی ہان یارسول اللہ۔ فرمایا کیا حال ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سب عرضِ حال کیا الخ ابوہریرہ کا دروازہ نہ ملنے سے نالی کی راہ سے داخل ہونا یہہ ایک مضطربانہ حرکت ہی سچے عاشق کی حالت ہی۔ انہین پر کیا موقوف ہے بلال و ثوبان وغیرہم رضی اللہ عنہم کا بھی یہی حال تھا کہ اگر تھوڑی دیر حضرت کو نہ دیکھتے بیقرار ہو جاتے۔ کسی پہلو آرام نہ پاتے۔ آپ کا فقیر عرض کرتا ہے

کسی پہلو نہ ہو آرام جب تک		ہو تو یا تیسری خو یا تیری بو ہو

اور رحمتِ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بھی یہہ تقاضا نہ تھا۔ کہ دیکھتے دیکھتے اپنے عاشقون کو چھوڑ کر تن تنہا چلے جاتے۔ اور اونکو اپنی جدائی مین تڑپاتے۔ اسی واسطے شب کو معراج مقرر ہوئی۔ کسی کو بھی نہ خبر ہوئی۔ ایک مثال جب حال ہی کہ جب شفیق باپ کا ارادہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچون کے لئے ضروری سامان لائے لیکن یہہ بھی معلوم ہے کہ اگر مین اون کے روبرو جاؤن تو وے غمگین ہون گے اور میرے ہمراہ چلنے مستعد ہونگے۔ تو وہ پہلے اونکو سُلا دیکر آہستہ سے نکل جاتا ہے پھر اونکا ضروری سامان لیکر جلدی سے واپس آتا ہے۔ کہ وہ سوتے ہی رہتے ہین معراج مین بھی حضرت کا راتون رات جانا۔ نماز و تحفے امت کے لئے لانا اچھی تمثیل ہے۔ کیا خوب تشبیہہ ہی

چو پوشید از کرامت خلعتِ خاص	بیامد باز پس با گنجِ اخلاص
خلایق را براہِ شادی آورد	ز دوزخ نامۂ آزادی آورد

(مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ) مسجدِ حرام سے یا مسجد بعینہ یعنے نفسِ مسجد مراد لی جائے جیسے متفق علیہ حدیث مین ہے۔ یا کُل حَرَم مقصود ہو۔ جس مین حضرت اُمِّ ہانی کا مکان بھی داخل ہوجاتا ہے جیسے نسائی وغیرہ مین اوسی مکان کا ذکر ہے۔ اب رہا کُل حَرَم کو مسجدِ حرام کہنا یا حقیقتِ لغوی ہے یعنی کل حرم محلِ سجود ہے اور حرام یعنے محترم ہے۔ حِل مین داخل نہین۔ یا مجاز بسبب علاقہ مجاورت حسیہ اور احاطہ کے ہے۔ اور حَرَم کو مسجد حرام کہنے مین یہہ **نکتہ** ہے کہ جیسے منتہیٰ مسجد ہے اسی طرح مبدا بھی مسجد ہو۔ تاکہ مناسبت دونون مین پوری طور سے ہوجائے۔ اب رہا اون دونون روایتونکی **تطبیق** جو ایک مین کعبہ ایک مین مکان ہے یون ہے کہ اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان سے کعبہ مین لیگئے پھر وہان سے معراج ہوئی اور بعضے روایتون مین جو میرا مکان آیا ہے تو اضافت ادنیٰ ملابست سے ہوسکتی ہے کیونکہ بی بی اُمِّ ہانی کے مکان مین آپ رات کو آرام فرماتے تھے اسلئے اپنا مکان فرمایا اور بعضون نے یون تطبیق دی ہے کہ معراج دوبار ہوئی۔ بعثت و نبوت کے پہلے خواب مین ایکبار اور بعدِ نبوت جسمِ مبارک سے بیداری مین دوسرے مرتبہ۔ کیونکہ

انبیا کے خواب سپیدیِ صبح کے طرح بعینہ سامنے آتے ہین۔ اور گویا اوس معراجِ
جسمانی کا یہہ معراجِ روحانی مقدمہ ہوئی۔ اور دربارِ قُدس مین حاضر ہونیکے لئے
طریقۂ تعلیم بنائی گئی۔ مسجدِ حرام و مکہ معظمہ کے فضائل انشاء اللہ پہر بیان کئی جائینگے
لیکن اتنا سمجہنا بھی کافی ہی کہ اسکے بنانے کا جو حکم کیا ہے وہ ربِ جلیل ہی۔ مُہندس
جبرئیل ہے۔ بنانیوالے خلیل ہین۔ شاگرد و مددگار اسمٰعیل ہین علیہم السلام۔
(اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا) یعنے بیت المقدس تک۔ اَقْصٰی اَبْعَدْ یعنے وہ
مسجد نسبت حجاز والون کے بہت ہی دور ہے۔ معراج مکہ سے سیدہا آسمان پر
نہ ہوکر بیت المقدس سے جو جانا ٹہیرا اوسمین یہہ **حکمت** تھی کہ رسولِ مقبول
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دونو قبلون کو اوس رات مین جمع فرمالین۔ اور یہہ بھی
حکمت تھی کہ پہلے انبیا علیہم السلام کا بیت المقدس دارِ ہجرت تھا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی اسلئے اوس طرف سفر فرمایا کہ تا متفرق فضائل
سب آپکی ذاتِ پاک مین جمع ہوجائین۔ اور یہہ بھی **حکمت** تھی کہ وہ زمین محشر ہے
وہین حشر ہوگا۔ اور اوس رات کی اکثر باتین ایسی تھین کہ جو احوالِ آخرت سی مناسبت
رکہتی تھین تو معراج بھی ایسی ہی جاے سے ہونا بہت ہی انسب و اولیٰ ہوا۔
اور یہہ بھی **حکمت** تھی کہ دوسرے کے مسجد و مکان مین متولیِ مسجد و صاحب مکان

ہی امامت کا مستحق ہوتا ہے۔ لیکن جب پادشاہ آجائے تو کسی کی تولیت اور کسیکی حکومت بھی اوس وقت کام نہین دیتی۔ اسیواسطے اللہ تعالی کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ پوری طور سے ظاہر کرنا منظور تھا اونہین کی مسجد مین اونہین کے مقام مین لیجا کر سب کو مقتدی اور آپ کو سب کا امام بنا دیا۔ رباعی

اے ہر دو جہان نثارِ خاکِ پایت — گردون نرسد بقدرِ عالی رایت
یک لحظہ گذر بسوے درویشان کن — تا از دل و وز دیدہ بسازم جایت

اور یہہ بھی **حکمت** تھی کہ مخالفین پر حق ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ اونکو خوب معلوم تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کو نہین تشریف لیگئے اور وہ تو خود دیکھے ہوے تھے اسیواسطے وہان کے جزئیات محراب دروازے پوچھنے لگے۔ جب رسول کریم علیہ الصلواۃ والتسلیم اونکو خبر دینے لگے تو سمجھ گئے کہ وہان کی سیر کروائی گئی ہے اور جب بعض کی تصحیح ہو چکی تو کل کا ثبوت بھی لازم ہو گیا۔ یعنے جب مکۂ معظمہ سے بیت المقدس تک کی سیر ثابت ہو گئی جو ایک شب مین طاقتِ بشری سے خارج ہے تو یہہ اعجاز ہوا۔ پہر صاحبِ اعجاز جو نبی ہوتا ہے اوسکی ساری باتین ضرور ہی ماننا پڑیگا گو وہ فوق الفطرت ہون یا خرقِ عادت ہے۔ اصل یہ ہے کہ جیسی خدا کی ذات سمجھ سے باہر اور عقل سے پرے ہے اسی طرح اوس کے افعال بھی

کسی کے احاطۂ عقل مین نہین آسکتے۔ قوانین قدرت پوری طور سے کسی کو بھی نہین
معلوم اب دیکھتے جاؤ کہ پہلے کے فلاسفہ اور حکما جو قاعدے ٹھیرائے قانون بنائے
آج اون پر مضحکہ اور ہنسی ہو رہی ہے۔ اسی طرح زمانہ رنگ بدلتے ہی جا رہا ہے۔
کل دوسرے لوگ آتے ہین انکی غلطیان نکالتے ہین اور ان پر ہنستے ہین۔
وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ کا قاعدہ کبھی نہ ٹوٹا ہے نہ ٹوٹیگا۔ یون تو
ہر ایک آدمی اپنی جزوی اور ناقص عقل سے سمجھہ لیتا ہے کہ مجھے سب کچھہ معلوم ہے
لیکن اوس کیڑے سے اوسکی عقل کچھہ زیادہ نہین ہوسکتی جو پتھر مین رہکر سب کچھہ
اوسمین سمجھتا ہے ۵

چو آن کرمے کہ در سنگے نہان است	زمین و آسمان او ہمان است

جیسا کہ آج کل کم عقلی سے انبیا کے معجزونکا انکار ہو رہا ہے حتی کہ کسی[1] کثیف نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم لطیف کو اپنے پر قیاس کرکے جسم کثیف کہا کسی[2] نے

[1] مرزا قادیانی کی کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳ مین ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے سات نہین تھی بلکہ وہ نہایت اعلی درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفون مین مولف خود صاحب تجربہ ہے ۱۲

[2] مرزا حیرت مقدمۂ تفسیر الفرقان صفحہ ۳۴ گھوڑا آسمان پر اڑانے لگے یہ باتین نہ صرف مجنونانہ خیالات ہین بلکہ اوسکی سخت توہین کے باعث ہین جس کی ذات سے ان واقعات کی نسبت دیجاتی ہے خدائے تعالی نبی کو اس لئے مبعوث نہین کرتا کہ وہ اوس کے قانون قدرت کو ہمیشہ بدلا کرے۔ صفحہ ۴۴ اور اخیر اسی پوشیدہ قوت کا نام ہمنے خالق حقیقی رکھا ہے ۱۲

سبحان اللہ حیرت ہی حیرت ہے جب قوت کو خدا بنایا اب نبی سے معجزہ کیسے ظاہر ہوگا یہہ خدا اور یہہ نبی اور یہہ اسلام انہین کو مبارک نعوذ باللہ من ذلک ۱۲

مجنونانہ خیالات کہا لیکن ان لوگون نے اس آیت کا بھی نہ خیال کیا اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنے جو اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہین بیشک خدا کی لعنت اون پر دنیا و آخرت مین حضرت نظامی کس ادب سے عرض کرتے ہین

تن او کہ صافی تر از جان ماست — بیک لحظہ گر آمد و شد بجاست

تفسیر ابن کثیر مین حافظ عمر بن دحیہ سے منقول ہے فَحَدِیْثُ الْاِسْرَاءِ اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَعْرَضَ عَنْہُ الزَّنَادِقَۃُ وَالْمُلْحِدُوْنَ۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ یعنے حدیث اسرا پر مسلمانون کا اجماع ہے۔ اور زندیق و ملحد اسکے منکر ہین چاہتے ہین کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھائین۔ اللہ اپنے نور کو پورا کریگا اگرچہ کافر انکار کرین۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ جو شخص یہہ کہتا ہے کہ جسم کثیف اس عالم سے عرش کے اوپر نہین جاسکتا تو وہ اسکا بھی انکار کرتا ہوگا کہ جسم لطیف فوق عرش سے اس عالم مین کیسے آئیگا الغرض جو ایک رات مین معراج محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتنع کہتا ہے تو نزول جبریل علیہ السلام جو ایک لحظے مین عرش سے مکہ مین ہوتا تھا اوسکو بھی ممتنع کہیگا۔ اگر بفرض محال اسکو مان لیا جائے تو کسی نبی کی نبوت

نہ ثابت ہوگی جب اصل نبوت ہی ثابت نہ ہوئی تو معراج کا ثبوت کہاں جو
فرع ہی یہی سبب ہو کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی معراج کا منکر ہے وہ جبرئیل[1]
کے نیچے اترنے کا اور اون کے نزول کا بھی منکر ہے۔ اور مسلمان تو اس بات کے
قایل ہین کہ جبرئیل علیہ السلام کو جسم ہے اور اون کے نزول کے یہہ معنی ہین کہ
عالمِ افلاک یعنی آسمانون پر سے مکہ معظمہ مین آتے تھے۔ جب یہہ بات ثابت ہوگئی
اب پورا الزام ہوچکا یعنے جب انکارِ نزولِ جبرئیل علیہ السلام باطل ہے تو انکارِ
معراج بھی باطل ہوا اور معراج مین اس حد تک جو سریع حرکت ہوئی وہ فی نفسہ
ممکن ہے جس پر یہہ چند وجوہ دلالت کرتے ہین پہلی وجہ فلکِ اعظم پہلی رات
سے آخر رات تک اسقدر حرکت کرتا ہے جو نصفِ دور کے قریب ہوتا ہے
اور ہندسے مین یہہ بات ثابت ہوگئی کہ قطر ہر شئے مدور کا مسافتِ دوران شئے
تقریباً کچھ اوپر تیسرا حصہ ہوتا ہے تو اب لازم ہوا کہ نسبت نصفِ قطر کی نصفِ دور سے

[1] مرزا حیرت مقدمۂ تفسیر الفرقان صفحہ ۱۵۳ اکھتے سمجھ مین نہین آتا کہ کبھی تو روح القدس افق پر اپنے بڑے پرون کو دکھائی دیتے تھے اور اس صورت مین پیغام باری تعالیٰ پہنچاتے تھے کبھی دحیہ کلبی کی صورت مین نمودار ہوتے تھے کبھی نورین کے آنکھون کے سامنے چکا نے لگتے تھے یہہ ساری باتین تراشی ہوئی ہین الخ
مرزا قادیانی توضیح مرام - جبرئیل کبھی اپنے ہیڈ کوارٹر اور روشن نیر سے جدا نہین ہوا۔ خدا اور بندہ کی محبت نر و مادہ سے جو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے اوس کا نام روح القدس روح امین شدید القوی ہے الخ۔ نعوذ باللہ من ذٰلک

وہی ہوگی۔ اور تخمیناً جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارتفاع مکۂ معظمہ سے فلک اعظم پر ہوا تو آپکی حرکت نصفِ قطر کے موافق ہوتی ہے۔ پس اس قدر زمانے مین جب حرکت نصفِ دور کی حاصل ہوتی ہے تو وہ حرکت جو بمقدار نصفِ قطر کے ہے بطریقِ اولی ممکن ہوگی تو یہہ برہان قاطع ہے اس بات پر کہ مکہ سے مافوق العرش بلند ہونا باندازۂ ثلثِ شب فی نفسہ امر ممکن ہے پھر پوری رات مین تو بطریقِ اولےٰ امکان ہوسکتا ہے۔ **دوسری وجہ**۔ ہندسے مین ثابت ہوگیا کہ قرص شمس کرۂ زمین سے ایک سو سات اور کئی درجہ بڑھا ہوا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہین کہ تھوڑی دیر مین قرص طلوع ہو جاتا ہے۔ یہہ دلیل ہے کہ حرکت کی سرعت اس حدّ کو تک ہونا فی نفسہ ممکن ہے **تیسری وجہ** نزولِ جبریل علیہ السلام کی ہے جسکو فقیر نے اوپر ذکر کیا **چوتھی وجہ**۔ اکثر اہلِ مذہب وجودِ ابلیس کو مانتے ہین اور القاء وسوسے کے قائل ہین۔ اور اوسکا مشرق سے مغرب تک القاءِ وسوسے کیلئے منتقل ہونا اسکو بھی تسلیم کرتے ہین۔ جب اس فوری حرکت کو ابلیس کے لئے مانتے ہین تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت کرنا تو بہت ہی اولیٰ و انسب ہے فقیر کہتا ہے کہ بعضے خبیثون کو خبیث روحون سے محبت ہوتی ہے بفرمان اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ تو اس تصرف اور قوت و علم[1] کو مانتے ہین لیکن ارواحِ طیبہ سے

[illegible]

[1] مولوی گنگوہی براہین قاطعہ کے صفحہ ۴۷ مین لکھا شیطان کو یہہ وسعت نص سے ثابت ہوئی ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے الخ جسکو اس کا رد دیکھنا منظور ہو وہ مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب کے تصنیفات دیکھے ۱۲

چونکہ انکے ہمجنس نہ ہونے سے ایسے تصرف وعلم کو کفر و شرک بتلاتے ہین)۔

پانچوین وجہ حضرت سلیمان کو ہوا دور تک تھوڑی دیر مین لیجاتی۔ چنانچہ صفت سیر مین سلیمان علیہ السلام کے قرآن مین مذکور ہے۔ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّرَوَاحُھَا شَھْرٌ۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہین اور یہہ بات محسوس ہے کہ جب شدت ہوا کی ہوتی ہے اور زور سے چلتی ہے تو ایک آن مین ہوا یہان سے وہان دور دور تک نکل جاتی ہے معلوم ہوا کہ یہہ فوری حرکت فی نفسہ ممکن ہی

یعنی ہم نے سلیمان کے لئے مسخر کردیا ہوا کو صبح کی اوسکی رفتار ایک ماہ کی تھی اور شام کی رفتار بھی ایک ماہ کی ۱۲

چھٹی وجہ قرآن مین مذکور ہے کہ جسکے پاس علم کتاب تھا ایک پلک مارنے عرش بلقیس کو یمن سے شام کو لاکر پہنچا دیا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے قَالَ الَّذِی عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ

جب یہہ بعض کے لحاظ سے ممکن ہوا تو فی نفسہ بھی اوسکا ممکن الوجود ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ یہہ بات دلائل قطعیہ سے ثابت ہوچکی کہ اجسام اپنے تمام ماہیت مین متماثلہ ہین۔ پس ایسی حرکت جب بعضے اجسام مین ممکن ہے تو تمام اجسام مین بھی اوسکا ہونا ممکن ہے۔ جب یہہ ثابت ہوگیا تو اس کا ثبوت کہ خالق عالم ممکنات پر قادر ہے بدلائل ثابت ہے اور یہہ بھی ثابت ہوچکا کہ یہہ سریع حرکت کا جسم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونا ممکن ہے تو ضرور ہوا کہ اللہ تعالی اوسپر بھی قادر ہے

جب یہہ سب مقدمات ایکجا ہوجائین تو لازمی طور سے ماننا پڑیگا کہ اس معراج کا ثبوت فی نفسہٖ امر ممکن الوجود ہے۔ رہی یہہ بات کہ تعجب کا ہونا یہہ کوئی اس قصۂ معراج پر ہی منحصر نہین بلکہ سارے معجزات مین تعجب ہوا کرتا ہے۔ عصا کا اژدہا ہوکر ہزارہا رسیون اور عصاؤنکا نگل جانا پھر اپنی پہلی چھوٹی حالت پر عود کرنا امرِ عجیب ہی ہے۔ ایک بڑی اونٹنی کا سخت پہاڑ مین سے نکل آنا۔ یا بڑے پہاڑ کا ہوا مین معلّق ہوکر لوگون پر سایہ افگن ہونا (جو معجزے قرآن مین مذکور ہین) یہہ سب تعجب خیز امور ہین۔ اگر مجرد تعجّب سے انکار لازم آئیگا۔ تو معجزات کا ثبوت قطعی طور سے باطل ہوجائیگا۔ اور جو معجزات سے انکار کریگا۔ پہر اوسکو اصلِ نبوت کا ماننا بھی مشکل پڑیگا الخ۔ کیونکہ معجزہ کے باعث نبی اور غیرِ نبی مین فرق ہوتا ہے۔ دعویِ نبوت کے سات خرقِ عادت دکہانا سب پر ثابت کردیتا ہے کہ یہہ بیشک نبی ہین۔ اللہ کی عادت یون جاری ہوئی ہے کہ جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اوسکو خرقِ عادت نہین عطا فرماتا۔ یہی سبب ہے کہ آج کل کے دہریے جب معجزات کو نہین مانتے ہین تو پہر ہر ایک[۱] کیلئے وحی اور

[۱] سید احمد خان تفسیر القرآن صفحہ ۲۸ جس مین اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضٰے اوسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے۔ تہذیب الاخلاق مطبوعہ علیگڈہ۔ دیانند سرستی۔ بابو کیشب چند بنگالی بھی نبی ہین ۱۲۔

نبوت کا منصب مقرر کردیتے ہین - اسی باعث بنی کے معنی ریفارمر مُصلحِ قوم کے
کیئے جاتے ہین اگر سچ پوچھیئے تو اس سے بڑھکر بنی کی اور کیا توہین ہوسکتی ہے
کہ اگر ایک ہندو بھی مصلحِ قوم ہوجائے تو وہ بھی ان جدید مسلمانون کے پاس
نبی ہے - افسوس ہے کہ غیرِ قوم سے وہ صدمہ اسلام کو نہین پہنچا جو کچھ اِنسے
پہنچا اور پہنچ رہا ہے - ہان ترقیِ قوم کے یہی معنی ہین کیونکہ اب قوم کی ترقی
ہوئی کہ سب ہندو بھی مسلمان ہوگئے - اور ایک جامع تعریف سب کو شامل
ہوگئی - نئے مسلمانو اب بھی وقت باقی ہے اپنے سلف اور آبارِ صالح کے
عقیدے کے طرف عَود کرو - اور جیسے اپنے پیارے بنی کی روحِ مبارک کو رنج
پہنچائے ہو اوسی طرح اونکو خوش کرو - کیا تم یہہ سمجھتے ہو کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کو اس سے
تکلیف نہین پہنچی - اور وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
کی وعید تم پر صادق نہین آئی - رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یون فرمان ہے کہ ہم سب نبی
علاتی بھائی ہین - کیا تمہارے اسلام کا یہہ تقاضا ہے کہ ہر ایک ادنیٰ آدمی بھی
تمہارے نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علاتی بھائی بن جائے - اور قرآن مین جو
تعظیم و تکریم نبیون کیلئے مقرر ہوئی ہے وہ بھی اوسکا مستحق ہوجائے ہزار افسوس
کہ اب بھی تم نہین سمجھتے تم اوسوقت سمجھوگے کہ ایک ہنٹر کو تمہارے باز و کہڑا کر کے

کہا جائے کہ تم اور دہیر برابر نظر آتے ہین۔ اوسوقت تم سوچو کہ تمہارے دل کو
ایذا پہنچتی ہے یا نہین۔ کہنے والا شخص تمہارے پاس دشمن ٹھہرتا ہے یا نہین۔
پہر تم اپنی عزت کا خیال کرکے اوسکو دشمن بناتے ہو تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی عزت کو تم اپنی عزت سے بھی کم ٹھہراتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی
بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ یعنے نبی تو اونکی جانون سے بھی بڑہکر ہے۔ اور خود سرکار
بھی فرماتے ہین۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ حدیث ہے۔ یعنے تم مومن نہوگے جب تک
مجھے اپنے آباؤ و اولاد اور سب لوگون سے بڑہکر نہ چاہوگے۔ اس فرمانے پر بھی
تم غور نہین کرتے ہو۔ اور ظاہری دنیا پر مرتے ہو۔ اب قریب وہ دن آئیگا۔
اور تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اوس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی عزت و شان ہوگی۔ جسمین عقل حیران
ہوگی۔ جب اوس تجمل سے قیامت مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آئیگی۔ اب کس کی خرابی
آئیگی۔ اونکے چاہنے والے اون پر ایمان لانیوالے بے فکری سے اونکے ہمراہ
آیت۔ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ اسپر گواہ۔ دیکھو
کہین ایسا نہ ہو کہ علاقۂ ایمانی ٹوٹ جائے۔ اور وہ مبارک دامن ہات سے
چھوٹ جائے۔ مولانا روم مثنوی مین فرماتے ہین۔

گفت پیغمبر شمارا اے مہان چون پدر ہستم شفیق و مہربان

لاجرم کہ جملہ اجزائے منید جزو را از کُل چرا بر می کنید

جزو از کُل قطع شد بیکار شد عضو از تن قطع شد مردار شد

تا نہ پیوند د بکُل بارِ دگر مردہ بودش نے بود از جان خبر

ایت (۱) اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

ایسی مسجد کہ جسکے گرداگرد اوسکے برکت دی ہے تاکہ ہم اونکو اپنی قدرت کے
نمونے دکہلائین۔ البتہ وہ دیکہنے والا سننے والا ہے۔ اور برکت سے عام برکت مراد
ہے دینی اور دنیوی کیونکہ وہ مہبطِ وحی اور معبدِ انبیا علیہم السلام ہے۔ اور انہار
و اشجار بھی کثرت سے ہین۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسکی بنا ڈالی اور سلیمان
علیہ السلام نے پورا کیا۔ بعضے کہتے ہین کہ کعبہ کے بعد چالیس سال کے آدم علیہ السلام
نے بنایا ہے۔ اسکی فضیلت مین یہہ صحیح حدیث ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین۔ کہ سلیمان علیہ السلام نے بعد بنانے بیت المقدس کے یہہ بھی دعا کی
تھی کہ جو شخص اپنے گہر سے صرف مسجد بیت المقدس مین نماز پڑہنے کی نیت سے
نکلے تو گویا گنہ سے وہ ایسا علیحدہ ہو جائیگا جیسے اوسکی مان نے اوسکو ابھی جنا ہے
پھر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمین امید ہے کہ یہہ بھی اللہ تعالیٰ نے

اونکو دیا ہوگا مخصوصًا (لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا) غیبت سے تکلم کے طرف التفات
فرمایا یعنے آسْرٰی بِعَبْدِہٖ کے بعد صیغہ تکلم بَارَکْنَا وغیرہ کے طرف رجوع فرمایا جسمین برکات
وآیات کی تعظیم کے طرف اشارہ ہے یعنے ہم نے برکت دی ہمنے نشانیان
دکہلائین تو عظیم کا فعل بھی عظیم ہے اور اسمین آسمانون پر بھی جانیکا اشارہ ہے
کیونکہ بڑے بڑے نشانیان اور ظاہر معجزات آسمانون پر ہی دیکہنے مین آئے
اور بیت المقدس کو جو ایک مہینہ یا چالیس دن کا راستہ ہے ایک تھوڑی شب
مین پہنچ جانا یہہ بھی اوسمین کی ایک نشانی ہے۔ معراج مین جو تشریف فرمائی
ہوئی بہت سی حکمتین اس سیر مین ہین۔ **پہلی حکمت** قضاءِ الٰہی یون جاری
ہو چکی تھی کہ قیامت کے روز سب کے بشارت دینے والے سب کے خطیب
سب کے بشیر وامام سب سے پہلے شفاعت مین زبان کہولنے والے آپ ہی ہونگے
اور اوس دن کی ہیبت کیا کہنا۔ ہر ایک کو اپنی سوجھے گی۔ کسی کو کسی کی خبر
نہ ہوگی اسیواسطے ہمارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عجائب و غرائب
ملکوت دکہلائے گئے۔ درجاتِ بہشت و درکاتِ دوزخ مشاہدہ مین لائے گئے
تا روزِ قیامت کسی طرح کی دہشت نہو۔ کوئی قسم کی وحشت نہو۔ یہی سبب ہوگا کہ
جو دوسرے لوگ یکایک دیکہین گے نفسی نفسی کہہ اٹھین گے۔ ہمارے مولا صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی

معراج کی حکمتین

دیکھہ آرہے ہین اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فرمائین گے۔کچھہ بھی نہ گھبرائین گے۔ **دوسری حکمت** یہہ ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سب کو جنت کا شوق دلاتے تھے۔اور اللہ پاک کے دیدار کا وعدہ فرماتے تھے۔تو خود جو شخص دیکھا ہو وہ دوسرے کو پوری طور سے کس طرح تحریص دلائیگا حدیث ہے لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔دیکھنے سننے مین بڑا فرق ہے تو اب جو کچھہ آپنے فرمایا معاینہ کرکے فرمایا **تیسری حکمت** یہہ کہ حبیب کو تمام باتون کی اطلاع ہونی چاہیئے بادشاہان مجازی جب کسی کو اپنا محبوب بناتے ہین۔تو خزانے اور دفینے سب کی اوسکو اطلاع دیتے ہین۔اسیواسطے صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا یعنے اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کردیا۔مین نے اوسکے مشارق ومغارب سب کو دیکھہ لیا۔پھر عالم ملکوت اور آسمانون پر تشریف فرمائی ہوئی اور بزرگی کی کنجیان آپ کے تفویض کئے گئین **چوتھی حکمت** وہان یاد فرماکے بے واسطہ کسی کے امت کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تفویض فرمایا کہ جس سے اشارہ ہی کہ دینے والے کو دیکھو اور جو چیز دیگئی بلحاظ مُعطی کے اوسکا بھی خیال رکھو۔یہی باعث ہوگا جو قیامت مین

دینے والا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّتی اُمّتی فرمائین گے گویا حضرت کا یون معروضہ ہے کہ تو نے مقام قرب مین جو شے عنایت فرمائی تھی یہی امت ہے اگر انکو بھول جاؤن تو تیری عطا کی حقارت ہوتی ہے مین کسی وقت بھی تیری عنایت کردہ شے کو نہ فراموش کرونگا **پانچوین حکمت** یہہ ہے کہ فاضل ترین وحی سے مشرف فرمایا کیونکہ افضل اقسامِ وحی یہہ ہے کہ بے واسطہ جبرئیل علیہ السلام ملکِ جلیل جل جلالہ سے گفت وشنید وبے پردہ دید ہووے۔ بعضے عارف کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک سب سے زیادہ جمالِ الٰہی کا مشتاق تھا۔ اگر آپسے بھی وہی وعدۂ فردائے قیامت کیا جاتا تو آپ کو اسکی تاب ہوتی یہی باعث تھا کہ دنیا مین ہی اس دولتِ عظمیٰ سے سرفرازی ہوئی ٥

اَلصَّبْرُ یُحْمَدُ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّهَا	اِلَّا عَلَیْكَ فَاِنَّهٗ لَا یُحْمَدُ

ترجمہ

صبر کرنا تو ہر اک جائے پہ اچھا ہے جناب	آپ سے جو کہ کرے صبر وہ ہے صبر خراب

چھٹی حکمت یہہ ہے کہ مشرک ویہود سے طرح طرح کی تکلیفات آپکو پہنچے۔ خداوند عالم نے وہ بارِ غبار کو دفع فرمانے کے لئے اپنے فرشتۂ خاص کے ہمراہ سواری بھجوا کے اوس عظمت وشان سے حرم سرائے خاص مین طلب فرمایا کہ

تمام عالم زیرِ قدومِ میمنت لزوم نظر آیا۔ ہر چیز کو آپ سے عزت ہوئی۔ کسی سے آپنے رتبہ نہ پایا۔ یہی سبب تھا کہ جب آپ اپنے مراتب کو اظہار فرماتے تو اوسکے بعد یون فرماتے وَلَا فَخْرَ یعنے مجھے ان چیزون سے فخر نہین۔ مجھے تو اوس پر ناز ہے۔ جو رفیق اعلی بے نیاز ہے۔ اصل یہہ نکتہ ہے کہ مُنْعِم کے چاہنے والے دو قسم کے ہین ایک بلحاظِ نعمت کے جیسے بنی اسرائیل اسی سبب اونکو ارشاد ہوتا ہے۔ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ یعنے ای بنی اسرائیل میری نعمتون کو یاد کرو۔ اور دوسرے ذاتِ منعم کو چاہتے ہین خواہ وہ نعمت دے یا نہ دے۔ جیسے یہہ اُمتِ مرحومہ اس لئے انکو مخاطب ہوکے فرماتا ہے فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ۔ یعنے تم مجھے یاد کرو مین تمکو یاد کرتا ہون

قطعہ

نہ جنت جویم و نے حور و نے انہار می خواہم	بتو ارزانی اے زاہد ہمہ۔ من یار می خواہم
شہان مملکت فردوس را بارے بدست آرند	کہ من درویش عالی ہمتم دیدار می خواہم

(اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ) اس ضمیر مین دونو احتمال ہین یعنے اللہ تعالی شنوا و بینا ہے یا یہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سنتے دیکھتے ہین۔ علامہ طیبی نے ابو البقا سے اسکو نقل کیا کہ ایسے وقت مین عبد کے طرف ضمیر پھرتی ہے معنی یون ہون گے تا کہ ہم نے اونکو اپنی نشانیان دکھلائین وہ تو سننے اور دیکھنے والے ہین اس فقیر کو

یہہ ربط[1] نہایت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ دکہانیوالا کبریا جل جلالہ۔ دیکھنے والے مصطفی علیہ السلام
جیسے وَالنَّجْمِ مین بصرِ مبارک کی تعریف بیان ہوئی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔
یہان بھی قصہ معراج مین آپ کو سمیع و بصیر فرمایا۔ علامہ خفاجی حاشیہ بیضاوی
مین تحریر فرماتے ہین وَلَعَلَّ السِّرَّ فِی مَجِیْءِ الضَّمِیْرِ مُحْتَمِلًا لِلْاَمْرَیْنِ الْاِشَارَۃُ
اِلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّہٗ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ کُنْتُ سَمْعَہٗ
وَبَصَرَہٗ فَافْھَمْ تَسْمَعُ وَتُبْصِرُ تفسیر حسینی مین بحر الحقایق سے لکھا ہے کہ ہمنے
اونکو وہ نشانیان دکہائین جو ہمارے جلال و جمال کے ساتھ مخصوص تھے۔ وہی تو
ہماری سماعت سے سننے والے ہین۔ وہی تو ہماری بصارت سے دیکھنے والے ہین
نفحات الانس مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اون چیزون کے
سننے والے تھے جس سے اونکو خطاب کیا گیا اور اون چیزون کے دیکھنے والے تھے
جو اونکو دکہائی گئین الخ غرض یہہ کہ سمیع و بصیر کا اطلاق غیر خدا پر جایز ہے ممتنع نہین
پہر خصوص ایسی ذات پر جن کو اپنی متعدد نام اللہ تعالی نے عنایت فرمائے ہون
کہین نور و حق فرمایا کبھی رؤف و رحیم کر کے پکارا خود سرکار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنی سماعت و [illegible] سی خبر دیتے ہین اِنِّیْ اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا

[1] مولوی نذیر احمد نے اپنے ترجمہ مین بہت ہی محذوفات نکالے ہین اور حاشیہ پر لکھا کہ اس آیت مین انہ ہو السمیع البصیر کا تعلق غور طلب ہی الخ۔ لیکن بعد غور بھی یہہ معنون سے انکار ہی رہا۔ خدا سب مسلمانون کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت د

تَرَوْنَ یعنے مین وہ چیزین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے اور وہ چیزین سنتا ہون جو تم نہین سنتے
صحیح بخاری مین ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا
وَلَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا یعنے جو مین جانتا ہون اگر تم بھی جانتے بہت ہی روتے اور کم ہنستے
بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا باادب حضور مین عرض کرتی تھین تَرٰی مَا لَا نَرٰی یعنے جو
چیزین آپ ملاحظہ فرماتے ہین ہم نہین دیکھ سکتے مشکوۃ مین ابوداؤد سے مروی ہے اِسْتَوُوْا
اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرَاکُمْ
مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ متفق علیہ حدیث اس طرح مذکور ہے قَالَ اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّیْ
اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ اور بھی مشکوۃ باب رکوع فصل اول مین ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقِیْمُوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ
لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِیْ متفق علیہ۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکوع و سجدہ
پوری طور سے کیا کرو اللہ کی قسم کہ بیشک مین تمکو میرے بعد بھی دیکھتا ہون ظاہراً تو پیچھے
دیکھتا ہون معنی لئے گئے ہین اور اگر اون حدیثون سے ملا کر دیکھیے تو کوئی شبہ باقی نہین رہتا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی ہمارے حالات سے مطلع ہین ابن سعد وغیرہ سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَاِنْ رَاَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُ اللّٰہَ وَ
اِنْ رَاَیْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ یعنے تمہارے اعمال مجھپر پیش ہوتے ہین اگر بہتر

دیکھتا ہون تو اللہ کی حمد کرتا ہون اور اگر برے دیکھتا ہون تمہارے لئے بخشش چاہتا
ہون۔ اور جب عام اموات پر زندون کے عمل پیش ہوتے ہین پس انبیاء علیہم السلام زندہ ہین خصوص
سید الانبیاء علیہ السلام ہین کسی طرح چون و چرا کی گنجایش نہین ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی شرح الصدور
مین امام احمد اور امام بیہقی وغیرہ وغیرہ سے روایت کرتے ہین۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْمَالَکُمْ تُعْرَضُ عَلٰی اَقَارِبِکُمْ وَعَشَائِرِکُمْ مِنَ الْاَمْوَاتِ
فَاِنْ کَانَ خَیْرًا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ قَالُوْا اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْھُمْ
حَتّٰی تَھْدِیَھُمْ کَمَا ھَدَیْتَنَا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ تمہارے
اعمال تمہارے کنبے والے قرابتدارون پر جو مردے ہین پیش ہوتے ہین اگر عمل تمہارے
اچھے ہون تو وہ خوش ہوتے ہین اور اگر دوسری قسم کے ہون تو یون دعا کرتے ہین کہ
یا اللہ تو اونکو موت نہ دے یہانتک کہ تو اُن کو ہدایت دے جیسا کہ تو نے ہمکو ہدایت دی
صحیحین کی ایک روایت کے یہہ الفاظ ہین۔ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ
مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ الخ یعنے تم سمجھتے ہو کہ قبلے کے طرف میرا رخ ہے
اللہ کی قسم نہ تمہارا خشوع مجھپر پوشیدہ ہے نہ رکوع۔ یہان خشوع کا بھی ذکر ہے جو قلبی حالت ہے
حضرت تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہین لیکن جسکو آپ مین فنائیت تامہ حاصل کی وہی قول اُنسے بھی
صادر ہوا ہے حضرت سلطان الاولیا غوث الثقلین محبوب پاک رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا

بہجۃ الاسرار وغیرہ مین بطرق متعددہ مستندہ یونہی ثابت ہوا ہے کہ آپ لوگون سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ تم میرے سامنے کے شیشے مثال ہو مین تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھتا ہون اَنتُم بَینَ یَدَیَّ کَالقَوَارِیرِ اَدرِی مَا فِی بُطُونِکُم وَظَوَاہِرِکُم علامہ قسطلانی مواہب مین فرماتے ہین قَد قَالَ عُلَمَاؤُنَا رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا فَرقَ بَینَ مَوتِہٖ وَحَیَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی مُشَاہَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ وَمَعرِفَتِہٖ بِاَحوَالِہِم وَنِیَّاتِہِم وَعَزَائِمِہِم وَخَوَاطِرِہِم وَذٰلِکَ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ بِہٖ یعنی بیشک ہمارے علمانے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات دنیوی اور اسوقت کی حالت مین کچھ فرق نہین اس بات مین کہ آپ اپنی امت کو ملاحظہ فرما رہے ہین اونکے ہر حال اونکی ہر نیت اونکے ارادے اونکے خطرے کو پہچانتے ہین اور یہہ سب باتین حضور پر ایسی روشن ہین جنمین اصلا کسی طرح کی پوشیدگی نہین انتہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت تو وہ ہے کہ اطیط آسمان یعنی ایک قسم کی آواز سماعت فرماتے سب آوازین ایکطرف ہین جسنے خدا کا کلام سنا ہو اوسکو سمیع نہ کہئے تو پھر کسکو کہئے۔ بصارت وہ تھی کہ ثریا یعنے پروین مین گیارہ تارے ملاحظہ فرماتے شیاطینون کو دیکھتے۔ فرشتون کو ملاحظہ فرماتے جیسے روشنی اور اجالے مین ملاحظہ فرماتے اوسی طرح تاریکی اور اندھیرے مین۔ جن آنکھون نے اللہ تعالٰی کو دیکھا ہو اوسکو مخلوق کا دیکھنا کونسی مشکل ہے حضرت قاضی عیاض شفا شریف مین اپنی سند سے اس حدیث کو روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے

جب موسی علیہ السلام کیلئے تجلی فرمائی تو حضرت موسی کی وہ بینائی ہوگئی تھی کہ اندھیری راتین اگر کسی پہاڑ پر چیونٹی بھی چلتی ہو تو دس فرسخ کی مسافت سے دیکھ لیتے۔ پھر قاضی صاحب فرماتے ہین کہ اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معراج کے بعد یہہ مقام حاصل ہو تو کیا دشواری ہے۔ پھر ایسے وقت مین سمیع و بصیر سے آپکو مخاطب کرنا بہت ہی موزون ہے۔ اونکا فقیر لکھتا ہے کہ سمیع و بصیر کہنے مین یہہ حکمت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس مین آکر عرض کی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ آپ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہین یا بندہ نبی آپنے فرمایا مجھے بندہ نبی ہونا پسند ہے۔ آیت مین بھی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ فرمایا کیونکہ جب انکو وصف عبدیت پسند ہے ہم بھی اوسی صفت محبوب سے انکو موصوف کرتے ہین لیکن جب اس وصف سے وہ موصوف کئے جاتے ہین تو فرحت و مسرت سے اپنا پیارا لقب اون محبوب حقیقی سے سننے کیلئے ہمہ تن گوش بنجاتے ہین اور دیدار کیلئے ہمہ تن بصر پھر سمیع بصیر کا لقب بھی اسی وقت مین انہین پھبتا انہین کون زیب دیتا ہے یہی سبب ہوگا کہ ابتداء آیت مین عبدیت سے موصوف کیا۔ آخر آیت مین سمیع و بصیر سے ملقب کیا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔ اَصَمُّ اِذَا نُوْدِیْتُ بِاسْمِیْ فَاِنَّنِیْ اِذَا قِیْلَ لِیْ یَا عَبْدَھَا لَسَمِیْعٌ بہرا بنتا ہون پکارا جب گیا مین نام سے جب کہا اے بندہ اوسکے پھر تو ہوتا ہون سمیع علامہ زرقانی شرح مواہب مین قصہ معراج کو پینتالیس صحابیون سے ثابت فرمایا۔ یہہ چھوٹی تفسیر اوسکی متحمل نہین ہوسکتی اب قصہ معراج مین اتباع علامہ برزنجی کی ہے لیکن جس موقع مین اس فقیر کو ماخذ نہین ملا تو چھوڑ دیا۔ یا کسی مقام پر احادیث کی تطبیق دیکر قصے کو بیان کیا کیا عجب ہے کہ جیسے وہ مقبول ہوا ہے یہہ بھی مقبول ہو جاے۔ اور مجالس مین پڑھا جاے

وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ

مسند امام احمد حنبل (منتخب کنز العمال)



بسم اللہ کہہ کے معراجِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکہنے تیار ہوتا ہون شفیع المذنبین کے ذکرِ بابرکت سے اپنے گناہونکی سیاہی دہوتا ہون۔ سامعین آپ بھی باادب خاموش ہین اس قصہ کی سماعت کیلئے ہمہ تن گوش بنین دیکہو پہر رحمت کا نزول ہوتا ہے جلوہ فرما خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی۔ پہر تو ہمارے ہی سرتاج ہی۔ یہہ ہماری معراج ہی۔ ہماری رسائی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے۔ آنحضرت کی کبریا تک ہم اس شاہ کے دیکہنے والے۔ وہ خدا کے دیکہنے والے ہم انہین مین فنا انہین سے مسرور۔ وہ خدا سے ہم کلام اوسی کے نور سے پُر نور ہم ہیہ در چھوڑ کہان جائینگے۔ جو کچھہ پائین گے انہین سے پائین گے مُلُّوشُدِی

محبوبِ خدا سے پہیر کے منہ — اللہ کو شکل دکھانا کیا

یہی ابِ اکبر اور جدِ اعلےٰ ہین۔ یہی تعیُّنِ اول اور برزخِ کبریٰ ہین۔ انہین کے باعث سارا جہان ہوا۔ انہین کے سبب وہ رازِ مخفی عیان ہوا۔ یہہ نہ ہوتے تو ہم دوزخ مین ابدالآباد رہتے۔ اسلام سے ناخوش کفر سے شاد رہتے۔ ہماری روح ہمارے ماں باپ ان پہ سے فدا ہون۔ ہم انہین کے قدمون سے وابستہ رہین کبھی نہ جدا ہون۔

یا اللہ اوس ذاتِ مقدس پر اور آپکے آل و اصحاب پر رحمتِ کاملہ نازل فرما۔ ہمکو بھی
انہین کی غلامی مین داخل فرما ۵

بِعَرْفِ شَذِیٍّ مِّنْ صَلَاۃٍ وَّتَسْلِیْمٍ	عَطِّرِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْمَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ

راویانِ اخبار و ناقلانِ آثارِ معراجِ مصطفوی کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ بارہوین سال بعد نبوت سفرِ معراج قرار پایا اللہ تعالی نے آخرِ رجب مین اپنے حبیبِ پاک شہِ لولاک کو اس جسمِ عنصری سے افلاک پر یاد فرمایا۔ سواری بھجوائی حضرت جبریل امین براق لایا۔ خچر سے پست دراز گوش سے بالا میانہ قد تھا۔ سفید بچہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمِّ ہانی کے مکان مین آرام فرما رہی تھے خواب شیرین سے جگایا مسجدِ حرام مین آپکو لیگئے حضرت میکائیل آبِ زمزم سے سونے[ع] کا طشت بھر کے لایا۔ دونون نے آپکے سینہ مبارک[ع] کو چاک کیا قلب و سینے کو دھو کر معانی و حکمت سے بھر کے پھر سی دیا۔ براق تیز رفتار زین کسا ہوا مستعد و آمادہ حضرت کی سواری کا منتظر دلدادہ۔ چال مین کوتاہی نکرتا۔ جہان اپنی نظر پڑتی وہین اپنا قدم دہرتا سواری کے وقت اپنی شوخی اور چہل بل کو دکہایا۔ جبریل علیہ السلام نے اوس سی مخاطب ہو کر فرمایا

ع۵ سونے کا استعمال اوس وقت تک حرام نہین ہوا تھا یا یہ کہ معراج عالمِ آخرت سے ہے اس عالم سے نہین۔
ع۵ بخاری و مسلم وغیرہ شقِ صدر کے راوی ہین لیکن آج کل کے دہریون نے اسکا بھی انکار کیا ہے۔ بلکہ جو بات خلافِ عقل ہو اوسکو نہین مانتے ہین۔ اسیواسطے معجزات و کرامات کے بھی منکر ہین۔ اور غسل قلب شریف اس معنی کر نہین ہے۔ کہ وہان طہارت کی ضرورت تھی بلکہ وہ قلب شریف طاہر و مطہر تھا لیکن صرف آداب کا ادا کرنا تھا۔ جیسے پاک جسم والا بھی نماز کے وقت وضو کرتا ہے اور اوسمین یہ بھی حکمت تھی کہ شقِ صدر کے مشاہدے سے کسی قسم کا خوف باقی نہ رہے اسی واسطے آپ اشجع الناس تھے ۱۲

له بخاری و نسائی و ترمذی بعض الفاظ کے تغیر سے روایت کرتے ہین اور ان کا مسلم و ابوداؤد و طبرانی و بیہقی وغیرہ روایت کرتے ہین ۱۲

کہ ان سے بہتر تجھہ پر نہ کوئی سوار ہوگا نہ ہوا ہے۔ یہہ تو محبوب خدا ہے علیہ السلام یہہ سن کر شرمایا۔
پسینہ مین نہایا جب اوسکو سکون و قرار ہوا۔ شہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوا۔ ۵

معراج کی شب بن ٹھن کے چلا وہ احمد پیارا خوب بنا	جبریل یکار اصل علی رحمت کا ڈولارا خوب بنا

آپکے سیدہی بازو جبریل ہین۔ بائین بازو میکائیل ہین۔ اس تجمل سے سواری چلی۔ یکایک کھجورن مین پھونچی۔ حضرت جبریل نے عرض کی یہان نماز ادا فرمائین یہہ مدینہ طیبہ ہے حضور کی ہجرت بھی یہان ہوگی یہی آپکی خوابگہ ہی۔ پھر آگے تشریف فرمائی ہوئی جبریل علیہ السلام نے کہا یہان بھی نماز پڑہئے گو جنگل ہے لیکن موسی علیہ السلام نے جہان اپنی عصا سے دریا کو شق کیا تھا یہہ ہی محل ہی۔ پھر آگے رونق افروزی ہوئی جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہان بھی نماز پڑہنی ضرور ہی۔ یہہ وہ جاے ہی جہان اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے کلام کیا تھا جسکا نام کوہ طور ہی ۵

حَطِّ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم	بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيْم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْه

پہر ایسی زمین پر سواری پھونچی جہان قصور و محل عالیشان ہین۔ بڑے بڑے مکان ہین۔ حضرت جبریل نے عرض کی یہان بھی ادا نماز ہو۔ خالق سے راز و نیاز ہو۔ جہان حضرت عیسی پیدا ہوے ہین یہہ وہی جا ہی جنکو لڑکپن ہین ہی سب علم و فضل ملا ہے۔ ابھی سواری جا رہی تھی کہ راہ مین ایک قوم کو ملاحظہ فرمایا کہ بوتے ہی سات کہیت تیار ہو جاتا ہی جو سونے کے

۵ شاید یہہ حرکت براق کی خوشی اور فخر سے تھی۔ جب جبریل علیہ السلام مخاطب ہوے۔ وہ زبان حال سے یون کہنے لگا۔ یون نہ سمجھو کہ یہ میری شرارت و شوخی ہے۔ بلکہ سردار دو جہان جو سوار ہوتے ہین اوسکی خوشی ہی۔ جبریل علیہ السلام کے عتاب سے شرمندہ ہو

کاٹتے ہی پہر پہلی بہار لاتا ہے حضرت نے پوچہا کہ یہہ کونسا زمرہ بے اشتباہ ہی جبرئیل نے عرض کی یہہ گروہ مجاہد فی سبیل اللہ ہی۔ پہر آگے جو سواری بڑہی خوشبو کی مہک آنے لگی۔ معلوم ہوا کہ یہان مُشاطۂ دختر فرعون کی مزار ہے عجیب بہار ہی۔ اسکا قصہ یون ہی کہ یہہ ایکدن فرعون کی بیٹی کو کنگہی کر رہی تہی ہاتہہ سی کنگہی گر گئی تو بسم اللہ کہکر اوسکو اوٹہا لیا۔ فرعون کو کچہہ سخت و سست بہی کہا۔ اوسکی بیٹی نے پوچہا کہ میرے باپ کے سوا تجہے اور بہی کوئی خدا ہی۔ کہا ہان ہمارا تو وہی خدا ہی جسنے تیرے باپ کو بہی پالا اور پرورش کیا ہے اوس لڑکی نے باپ سے کہدیا۔ اوسنے انکو طلب کیا۔ ڈرا دہمکا کے پوچہا کہ میرے سوا تجہے اور بہی کوئی رب شاہنشاہ ہی۔ اوسنے کہا ہان میرا اور تیرا تو پروردگار اللہ ہی۔ اوس بی بی کو خاوند اور دو فرزند تہے۔ نہایت ارجمند تہے۔ فرعون نے رغبت دلاکے دین سے پہیرنا چاہا اونہون نے اوسکی ایک نسنی کچہہ بہی کہا نہ مانا۔ یہہ دین اسلام پر اڑے تہی۔ جان دینے مستعد کہڑے تہے فرعون نے ان سب کو ایک دیگ مین جسمین پانی گرم اور کہولتا تہا ڈالدیا۔ کچہہ بہی خیال کیا چاہتا تہا کہ میری ربوبیت کا اقرار کرے۔ میرا دین اختیار کرے۔ وہ بی بی نہ خاوند کے طرف متوجہہ ہوتی تہی۔ نہ بچون کیلئے روتی تہی۔ یکایک اونمین سے اونکا ایک چہوٹا لڑکا معصوم جسکی عمر کوئی سات مہینے کی ہوگی پکار اوٹہا۔ کہ امان اسمین گر جانا ہرگز پیچہے نہ ہٹنا تو حق پر ہے اب موت سی کیا ڈرہے۔ غرض اوس بی بی کو بہی اوسمین ڈالدیا۔ سبہون نے رحمت حق مین

روایت کی اسکو امام احمد نے اور بیہقی وغیرہم نے اس قصے کے راوی ابن عباس ہین

پناہ لی اس عالم سے انتقال کیا۔ اور ایک قوم پر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا جب اونکے سر کچلے جاتے ہین۔ سات ہی صحیح ہو کر پہلی حالت پر پلٹ آتے ہین حضرت نے پوچہا۔ جبرئیل علیہ السلام نے التماس کیا۔ یہہ وہ لوگ ہین کہ گران ان پر احکام باری ہوتے تھے۔ نماز کے وقت سر بھاری ہوتے تھی۔ پہر ایک قوم پر گذر ہوا جنکو لنگوٹیان لگی ہین سب جسم ننگا ہی۔ سینڈہ اور زقوم کہا رہے ہین یہی اونکی غذا ہی۔ پوچہا تو عرض کی یہہ وہ لوگ ہین جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہ نکالتے تھی۔ یون اللہ کے فرایض کو ٹالتے تھی۔ پہر ایک قوم پر گذر ہوا کہ وہ پکا ہوا اچہا گوشت چھوڑ کر کچا گوشت کہا رہے ہین۔ یہہ عذاب پا رہے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچہا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہہ آپکی امت کے مرد و عورت زناکار ہین حلال کو چھوڑ کر حرام مین مبتلا ہوتے تھے اسلئے اس عذاب مین گرفتار ہین۔ ایک روایت مین ہی کہ زناکار ایک تنور مین جل رہی تھے جسکا سر اوپر سے چھوٹا تھا جب آگ کی شدت سی جلتے ہوے اوپر آتے تو نہین نکل سکتے تھے۔ پہر راہ مین ایک خاردار لکڑی پر سے گذر ہوا۔ کہ جو اوس طرف سی جاتا ہے۔ اس سی ضرر پاتا ہی۔ بعدِ استفسار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام نے گذارش کی یہہ اون لوگونکی مثال ہی جو راہ مین لوٹ مار کرتے ہین قرآن بھی اوسکی ممانعت پر صریح دال ہے۔ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عطا اللّٰهم قبرہ المکریم بعرف شذی من صلوٰۃ وتسلیمۃ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

پہر لگے جو سواری پڑہی۔ تو ایک خون کی نہر نظر پڑی۔ ایک شخص اوسمین پیراک ہی۔ اوسکی غذا پتہر اور نجاست و خاشاک ہی۔ اس عذاب مین گرفتار ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچہا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یہہ سود خوار ہی۔ پہر ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ ایک گٹہا جمع کیا ہی جسکو اوٹہا نہین سکتا لیکن اوسپر اور زیادہ کر رہا ہے۔ پوچہا تو عرض کی کہ لوگون کی امانتین اسکے پاس ہتی تہین جسکا ادا کرنا اسکو دشوار و شاق تہا لیکن یہہ اور جمع کرنیکا مشتاق تہا۔ پہر ایک ایسی قوم پر گذر ہوا کہ جنکی زبانین قینچیون سے کتری جاتی ہین۔ ساتہ ہی پہلی حالت پر پلٹ آتی ہین۔ استفسار فرمایا کہ یہہ کون ہین عرض کی کہ آپکی امت کے خطیب و واعظ ہین۔ جن کے اعمال مخالف مواعظ ہین۔ لوگون کو کہتے آپ نہ کرتے۔ جس سے غیرون کو منع کرتے آپ اوسمین مرتکب ہوتے۔ پہر ایک اور قوم پر سے گذر ہوا جو لوہے کے ناخنون سے اپنے منہ چہیل رہے تہے۔ حضرت نے استفسار کیا

سود مرزا حیرت سے لوگون کو بہت ہی حیرت ہے کہ صفحون کے صفحے جواز ربوا مین لکہہ ڈالے لیکن جہوٹ کو سچ کرنا اور حرام کو حلال کرنا ایک دشوار کام تہا اوسی سود خواری کی محبت مین قرآن کی آیت ہی بدل ڈالی اور اوس مین صریح زیادتی کی۔ ملاحظہ ہو مقدمہ تفسیر الفرقان مولوی باب صفحہ (۲۸۵) ربوا کے متعلق قرآن مجید مین ایک یہہ آیت آئی ہے۔ الذین یبدلون مکان اعطاء الفقراء اخذ الربوا منہم فیاکلون ذالک الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس یعنے جو لوگ بجائے فقیرون کے دینے کے فقیرون سے سود لیکے اوس سود کو کہاتے ہین نہ کہڑے ہون گے مگر جس طرح کہڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے شیطان نے لپیٹ کے خبط مین ڈالا ہو۔ انتہی بلفظہ۔ مسلمانو تحریف قرانی ملاحظہ ہو اگر آپ کو شک ہو تو تیسرا پارہ حمائل کہولکر دیکہ لو کہ آیت اس طرح ہے الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔ اسکے بعد صفحہ (۶۸۷) مین لکہا کہ راقم الحروف نے کبہی ایک لفظ بہی عربی فارسی و انگریزی کا نہین پڑہا الخ۔ اسواسطے یہہ جہالت کا باعث ہے کہ قران کی آیت تک صحیح نہین لکہی جاتی ہے۔ اس پر تفسیر لکہنے مستعد۔ اب اپنے اخبار مین اسکا ترجمہ خرید نیکے لئے لوگون کو رغبت دلائی جا رہی ہے۔ دیکہئے کون کون سے سادہ لوح مسلمان اس دام لپیٹ مین آتے ہین ۱۲۔

جبرئیل نے اظہار کیا۔ کہ غیبت کرنا انکا کام تھا۔ اپنے بھائی مسلمانون کی بدگوئی مین ایام اٹھا
پھر ایک ایسی جائے پر گذر ہوا کہ ایک سوراخ سے بیل نکل کر پھر اوسمین پلٹنا چاہتا ہی لیکن
اوسمین سما نہین سکتا مطلق جا نہین سکتا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض حال کیا۔
کہ یہہ اوس شخص کی مثال ہے۔ اوسکا براحال ہی کہ بات کرنیکو کرتا لیکن بعد اوسکی ندامت سے
خراب حال ہوتا پہر اوس بری بات کا پلٹنا محال ہوتا۔ پہر ایک ایسی جائے گذر ہوا کہ ٹھنڈی
ہوا چلتی ہے خوشبو سے دماغ معطر ہوگیا۔ اوسکے خوش آوازی کان مین آنے لگی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
پوچھا جبرئیل نے عرض کی۔ کہ یہہ جنت کی آوازہی۔ خدا سے اوسکو راز و نیاز ہی کہتی ہی مجھے جسکا
وعدہ ہوا ہی وہ مجھکو دے ڈال مجھہ مین نعمتون کی کثرت ہوگئی ہی اے ذوالجلال۔ خداوند عالم نے
جواب مین فرمایا۔ کہ تیرے لئے ہے ہر مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت جو ایمان لایا۔ اچھے کام کئے
شرک سے بیزار رہا۔ جو مجھہ سے ڈرا وہ بیفکر ہوا۔ جس نے مجھہ سے طلب کیا مین نے اوس کو دیا۔
جس نے مجھکو قرض دیا مین نے اوسکو اچھی طرح ادا کیا۔ جس نے مجھپر توکل کیا۔ مین نے اوسکو
مستغنی عن الکل کیا۔ مین اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود نہین۔ مجھے خلاف وعدہ مقصود نہین۔
مومنین کو نجات ہی۔ سچی بات ہی۔ جنت نے عرض کی جو حکم باری ہی بندی اوسپر راضی ہی۔ پہر آگے
ایک اور جائے تشریف فرمائی ہوئی۔ وہان سے آوازِ ناخوش او سخت بدبو آنے لگی۔ حضرت نے اوس سے
سوال کیا۔ جبرئیل نے اسطرح عرض حال کیا۔ کہ یہہ جہنم کی صدا ہی کہتی ہی کہ پروردگار وہ مجھے دیدے جسکا

تونے مجھسے وعدہ کیا ہی۔ انواع انواع عذاب کی مجھہ مین کثرت ہی نہایت درجہ پر حرارت ہے۔ اللہ تعالی سے ندا ہوئی کہ یہہ میرا فرمان ہی۔ کہ تو ہر ظالم اور مشرک و مشرکہ کا مسکن و مکان ہی۔ عرض کی مین بھی تیری باندی ہون جو حکم ہی اوسپر راضی ہون ۵

عَطِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْمَ		بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِنْ صَلٰوۃٍ وَتَسْلِیْمٍ

	اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ	

اوسی رات مین دجّال[ع] کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ اور ایک ستون بھی نظر آیا جسکو ملائکہ اوٹھاکر لیجاتے تھے اوسکی چمک سے کواکب اور ستارے شرماتے تھی۔ پوچھا کہ کیا اوٹھاتے ہو۔ کہان لیجاتے ہو۔ عرض کی یہہ ستون اسلام ہی ہمین اسکو وہان رکھنے کا حکم ہوا ہی جس ملک کا نام شام ہے۔ پہر آپ تشریف لیجا رہی ہین کہ داعی یہود نے بلایا حضرت نے سکوت فرمایا جبریل نے عرض کی کہ اگر آپ جواب دیتی۔ آپکے امتی یہودیت کو اختیار کر لیتے۔ پہر راہ مین آپکو داعی نصاریٰ نے بلایا۔ حضرت نے سکوت فرمایا۔ جبریل نے عرض کی کہ اگر آپ جواب دیتی۔ آپکے امتی نصرانیت کو اختیار کر لیتے۔ پہر سواری آگے بڑہی ایک عورت نظر پڑی۔ لباس سے آراستہ گہنی اور زیور سے پیراستہ۔ دونو ہات[ع] اپنی گہنا دکہانیکے لئے کہلے رکھے ہین۔ اسکے بھی عجیب عجیب مکاریان اور حیلے ہین۔ حضرت کو اس نے بھی اپنی طرف بلایا حضرت نے کچھہ بھی التفات نکیا سکوت فرمایا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ اگر آپ اوسکو

ع امام احمد ... راوی ہین ۱۲

[ع] شاید یہہ چولی کرتی پہنے کا رواج ہندوستان مین دنیاداروں نے دنیا ہی سے سیکہا ہی خصوص جب بہت سی نامحرم اپنے داروں کے ساتھ عورتین نکلتی ہین تو ایسے وقت مین کرتہ ہی پہننا اچھا ہی۔ خدا ہم سب کو راہ راست دکہائے اور جسمین اوسکی خوشنودی ہے وہی راہ چلائے۔

جواب سرفراز فرماتے۔ آپکے اکثر امتی دنیا ہی کو پسند کر لیتے۔ آخرت سی منہ پہراتے ابھی چل ہی رہے ہین کہ ایک کوزہ پشت بوڑہا ہی۔ جو راہ ایمان سی کوسون دور پڑا ہی حضرت سے مخاطب ہوکر کہا۔ کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادہر تشریف لائیے میرے پاس آئیے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آگے ارادہ فرمائین اودہر نجائین۔ یہہ دشمن آدم علیہ السلام ہی جس نے انکو جنت سے نکالا کیسے کیسے آفتون مین ڈالا حضور پُر نور کو چاہتا ہی کہ اپنی طرف مائل ہون۔ اور خدا سی غافل ہون لیکن وہ پاک پروردگار ہر لحظہ وہر آن آپکا نگہبان ہی۔ آپکی وہ شان ہی پہر دنیا کو بوڑہی کی صفت مین ملاحظہ فرماکر اوس طرف توجہ نہ فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی عمر دنیا بہت ہی تھوڑی باقی ہی جیسے آپنے اس بوڑہی کو پایا۔ پہر آپنے خوبصورت خوبصورت لوگون سی راہ مین ملاقات کی۔ انہون نے اس طرح عرض تحیات کی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا حَاشِرُ حضرت نے بھی جواب ادا فرمایا۔ پہر دوسرے مرتبہ اور تیسرے مرتبے بھی اسیطرح ملاقاتکا موقع پیش آیا۔ پوچھا تو التماس کیا کہ پہلے اولوالعزم پیغمبر ہین۔ آپکے برادر ہین

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ | بِعَرْفِ شَذِيٍّ مِّنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْمٍ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

آگے سواری بڑہی تو موسی علیہ السلام پر گذر ہوا کہ قبر مین ادا نماز کر رہے ہین۔ خالق سے عجز و نیاز کر رہی ہین بلند آواز سے کہتے ہین کہ تو نے انکو فضیلت دی۔ شرافت و کرامت دی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے اون کے پاس جاکر سلام کیا۔ اونہون نے بعدِ جواب حضرت کا اکرام
کیا۔ موسی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہہ کون ذاتِ بابرکات ہی۔ جبریل نے
کہا یہہ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اشرفِ مخلوقات ہی۔ پہر مرحبا کہا اور آپکی تعریف کی۔ نہایت توصیف کی
اور کہا خدا سے اپنی امت کا عرضِ حال کیجئے۔ نجات وسلامتی سہولت وآسانی کا سوال کیجئے
حضرت نے پوچھا تو جبریل نے عرض کی یہہ بندۂ مقبول ہین موسی نبی اسرائیل کے رسول ہین
پھر ایک بڑے جہاڑ کے پاس پہونچے وہان چراغون کی چمک ہی۔ نور کی دمک ہی۔ اوس جہاڑ
کے تلے ایک بوڑہے معہ اہل وعیال مقیم ہین۔ پوچھا تو جبریل نے عرض کی یہہ آپکے والد
حضرت ابراہیم ہین۔ آپنے سلام کیا۔ اونہون نے جواب دیا۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ یہہ
کون بزرگ وامجد ہین۔ جبریل نے التماس کیا کہ یہہ آپکے بیٹے احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ یہہ وہ صاحبِ
کرم وجود ہی۔ جن کے آنیکی بشارت کتبِ قدیمہ مین موجود ہی۔ حضرت ابراہیم نے کہا مرحبا ہے
ایسے شاہ کو اُمت کے خیرخواہ کو۔ اچھی طرح امت کی خبر لی کچھ بھی کوتاہی نہ کی۔ پہر بیت المقدس
کے کسی صحرا مین سواری گئی۔ وہان جہنم اپنے خوفناک حالت مین دکہلائی گئی۔ ناخوش وکریہ منظر ہے
چنگاریان اڑا رہی ہے ہر چنگاری محل کے برابر ہے۔ پھر شہرِ اقدس مین پھونچے یعنی بیت المقدس
مین پہونچے۔ مسجد کے سیدہی اور بائین دو نور ساطع ہین۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے
جبریل یہہ کس کے انوارِ لامع ہین۔ جبریل نے عرض کی سیدہی طرف کو حضرت داؤد کا محراب ہے اور انوار

بائین طرف جسپر نور برس رہا ہے وہ بی بی مریم کی مزار ہی۔ پہر آپ مسجد مین اوس دروازہ سے داخل ہوے جو شرقی ہو مشہور باب محمدی علیہ السلام ہے۔ حضرت نے اوسکے حلقے سی براق کو باندہا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہولکر اندر لاکر صخرہ سی باندہا آپ اور جبرئیل علیہ السلام نے دو دو رکعت نماز تحیت المسجد ادا فرمائی۔ تہوڑی دیر نہین ٹہرے تہے کہ مسجد بہر گئی بہت ہی مخلوق آئی خلقت جمع خاص و عام تہی۔ بہت ہی دہوم دہام تہی۔ سارے انبیا اوس دن مہمان و ضیوف تہے۔ عبادت رب مین مصروف تہی۔ پہر موذن نے اذان دی اقامت کہی ہر ایک صف درست ہوئی۔ اب اس بات کے منتظر خلایق ہی۔ کہ آج دیکہین امامت کیلیے کون مستحق و لایق ہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سید المرسلین کا ہات پکڑکے آگے بڑہایا۔ آپنے دو رکعت نماز امام ہوکر سب کو پڑہایا۔

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ	بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْمٍ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

پہر انبیا سے ملاقات ہوئی۔ ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہی۔ جب حضرت کی باری آئی تو آپنے فرمایا۔ کہ مین بہی اپنے رب کی ثنا کرتا ہون تم مین سے تو ہر ایک نے اپنے رب کو سراہا۔ سب تعریف اوسی کو جس نے مجہے رحمت عالم کرکے بہیجا۔ اور مجہپر قرآن اوتارا میری امت کو بہترین امت بنایا۔ جنت مین یہہ سب کے پہلے جائے گی گو پیدائش مین آخر خلقت بنایا

عہ اذان سے مراد اذان معروف نہین بلکہ اعلام ہے

میرا سینہ کہولدیا۔مجھے معصوم کیا۔میرا نام اسطرح بلند فرمایا۔کہ جہان اوسکا نام ہو میرا نام بھی اسکے ہمراہ لایا

وَضَمَّ الْاِلٰہُ اسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اسْمِہٖ　　اِذَا قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْھَدُ
وَشَقَّ لَہٗ مِنِ اسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ　　فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّھٰذَا مُحَمَّدٌ

رباعی

نام اپنے نبی کا کیا اپنے ہمراہ　　پنجوقتہ اذان مین جو ہے اوسکا گواہ
محمود جل جلالہ ہے ذو عرش۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یہہ　　مشتق کیا نام اپنے سے اللہ ری جاہ

مجھے سب سے مقدم اور سب کا خاتم کیا۔حضرت ابراہیم نے سب سے مخاطب ہوکے کہا۔انہین صفات سے سب سے آپکا مرتبہ بڑہ گیا۔پہر جبریل علیہ السلام نے ایک قدح شراب عـ کا اور ایک پیالہ عـ دودہ کا پیش کش کیا۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودہ کا پیالہ لیلیا۔جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپنے اچھا کیا۔فطرت یعنے اسلام و استقامت کو پالیا۔

عَطِّرِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْمِ　　بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِّنْ صَلَاۃٍ وَّتَسْلِیْمٍ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ

عـ شراب مکہ مین حرام نہ تھی۔بلکہ مدینہ مین ہوئی۔یا جنت کی شراب ہو۔جو نشہ سے پاک ہو۔لیکن حضرت نے مشابہت کے باعث اوس سے بھی اجتناب فرمایا۔یہہ کمال ورع ہے۔جنت مین اجتناب ہوگا۔کیونکہ وہ دار تکلیف نہین ہے۔

عـ ایک روایت مین پانی اور شہد کا بھی ذکر ہے۔اس لحاظ سے چار پیالے ہوتے ہین لیکن اوسکی تطبیق یون ہے کہ بعضون نے ذکر کیا بعضون نے نہین۔عَدَمُ الذِّکْرِ لَا یَدُلُّ عَلٰی عَدَمِ الْوُجُوْدِ یا دو جا بے مختلف طور پر پیش ہوے جسکو ایک جا بے بیان کردیا گیا جُعِلَتِ الْمَرَّتَانِ مَرَّۃً ۱۲

[1] پھر معراج لائی گئی جس پر سے بنی آدم کی روحین عروج کرتی ہین اسی حسن معراج کے دیکھنے مین میت کی آنکھین کھلی رہتی ہین (حضرت معراج پر شاید اسلئے جلوہ فرما ہوے تا وہ بھی حضرت کے نور سے تابان ہو اور اُمت کو عروج اوس قدوم کی برکت سے سہل و آسان ہو۔)

پہلے آسمان تک جب تشریف فرما ہوے دیکھا کہ اسمٰعیل نام کا فرشتہ وہان ہی۔ اون کے سامنے ستر ہزار فرشتے اور ہر ایک لاکھ ملائکہ پر حکمران ہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ [2] پوچھا گیا کہ کون ہی۔ کہا جبرئیل [3]۔ کہا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے جبرئیل نے حضرت کا نام بتلایا

---

[1] ابن جریر بیہقی ابن ابی حاتم ابن منذر ابن مردویہ وغیرہ نے روایت کی۔ اور واسطی راوی ہین کہ معراج کا ایک زینہ چاندی کا تھا اور ایک سونے کا۔ بیت المقدس سے معراج کا ہونا یا براق پر ہی جانا اسکی **تطبیق** یون ہے کہ براق معراج پر سے گیا ہو یا یون بھی جمع ممکن ہے کہ جس روایت مین معراج کا ذکر نہین ہے اوسمین راوی نے اختصار کیا۔ اور دوسرون نے پوری حدیث بیان کی

[2] ملا علی قاری شرح شفا مین کہتے ہین یا تو فرشتون کا سوال تھا یا سید ابرار سے کلام ذو الجلال تھا۔ کیونکہ قیل وغیرہ جو فعل کی تعبیر کئے گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اغیار کے پردے مین خود کو بات کرنا منظور تھا۔ وہ ایسا مقام جمعیت تھا کہ کثرت مین وحدت کا ظہور تھا۔ حضرت کا نام سنتے ہی دروازہ کھلا ... کہ آپ اہل سموات میں ... [illegible]

[3] جبرئیل نے اپنا نام بتلایا یہہ نہ کہا کہ مین ہون اسی واسطے بعضے حدیثون مین ہے کہ حضرت سے جب کسی نے اذن چاہا تو حضرت نے پوچھا کون ہے اوس نے کہا اَنَا یعنے مین ہون حضرت نے فرمایا اَنَا اَنَا یعنے اوس کے انا کہنے پر انکار فرماتے تھے۔ بلکہ آدمی کو چاہئے کہ اپنا نام بتلاوے۔ کیونکہ مین کہنے مین ایک قسم کا تکبر ہے۔ گویا کہ اوس سے یہہ نکلتا ہے کہ مجھے نام بتلانے کی کیا ضرورت ہے میرا تو عالی مقام ہے۔ سب مجھے پہچانتے ہین بعضے صوفیہ تو ہمیشہ لفظ انا کا استعمال برا سمجھتے ہین۔ حالانکہ قرآن و حدیث مین یہہ لفظ مذکور ہے قرآن مین ہے۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔ لیکن بعضے بزرگون نے اسکی تطبیق یون دی ہے کہ انا کا استعمال باعتبار احوال و مقامات کے مختلف ہوتا ہے یعنے جو ابھی احوال کی گردشون مین ہے مقام فنا و تلوین مین رنگ بدل رہا ہے اوسکو انا کہنا سزاوار نہین۔ اور جو مقام بقا باللہ کو پھونچ گیا اور درجات تمکین مین جاگزین ہوا ایسے وقت انا اوس کو ضرر نہین کرتا۔

کہا گیا وہ بلوائے گئے ہین۔ کہا ہان۔ کہا مَرحَبًا بِہٖ فَنِعمَ المَجِیءُ جَاءَ یعنے خوشی ہو اون کو اچھا آنا آئے یہہ کہکر دروازہ کہولدیا۔ آپ فرماتے ہین جب مین وہان پہونچا۔ آدم[۱] علیہ السلام کو دیکھا۔ جبرئیل نے کہا کہ یہہ آپ کے باپ آدم ہین انہین سلام[۲] کیجئے مین نے سلام کیا۔ آدم نے جواب دیا۔ اور کہا مَرحَبًا بِالابنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ۔ یعنے مبارک بادی اور خوشی ہو۔ فرزند نیک بخت اور نبی صالح کو۔

اور آدم کی سیدہی طرف کچہہ اشخاص[۳] ہین اور بائین طرف بھی۔ جب سیدہی طرف دیکہتے ہین خندان ہوتے ہین۔ اور جب بائین طرف دیکہتے ہین تو گریان ہوتے ہین۔ بعد استفسار جبرئیل نے

---

۱ پہلے آسمان مین حضرت آدم علیہ السلام کا دکہائی دینا اس طرف **اشارہ** ہے کہ جس طرح حضرت آدم کا جنت سے زمین کے طرف نکلنا ہوا اوسی طرح پہلا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئیگا کہ آپ مکہ سے مدینہ کے طرف ہجرت کرین گے۔ اور جیسے آدم آسمان کی طرف بعد نزول کے راجع ہون گے۔ اسی طرح حضرت بھی بعد فتح مکہ کے رجوع فرمائین گے۔ یا اس طرف **اشارہ** ہے کہ حضرت آدم انبیاء مین پہلے۔ آبا مین پہلے اور ہی اصل الاصل ہین اور بھی اوس اُنست کے لئے جو باپ بیٹے مین ہوتی ہے سب سے پہلے ملاقات ہوئی۔ یا اس طرف **اشارہ** ہے کہ آپ پہلے سال ہجرت مین حضرت آدم کے قایم مقام ہوے یعنے جیسے انہون نے اپنی اولاد سے دنیا کو آباد کیا اور خلقت بڑہائی اسی طرح حضرت نے بھی مدینہ طیبہ مین اسلام کو پہیلایا اور اہل اسلام کی تربیت کی اور انصاریون نے زمین کی آبادی کی یہان تک کہ اپنے وقت پر دین مشرق سے مغرب تک پہیل گیا۔ ۲ سنت یہی ہے کہ بیٹھے ہوے کو گذرنے والا اسلام کرے۔

۳ صاحب تواریخ حبیب الہ کچہہ گوری گوری اور کالی کالی صورتین ترجمہ کرتے ہین شاید اسودہ کے لفظ سے دہوکا ہوا ہے حالانکہ علامہ قسطلانی فرماتے ہین کہ سواد کی جمع اسودہ ہے جس کے معنی اشخاص کے ہین اور ایک جائے لکہا کہ اکثر امور عجیبہ جو مذکور ہین اون کا نشان کتب معتبرہ حدیث مین نہین ہے بلکہ ایسے امور جو لوگ شب معراج مین ذکر کرتے وہ خواب مین مذکور ہین الخ ایسا کہنا عدم اطلاع کے باعث ہے کیونکہ جس امور عجیبہ کا بیان ہوا وہ بیہقی وغیرہ مین اوسکی تصریح ہے کہ فَاَیقَظَنِی فَاستَیقَظتُ یعنے مجہے جبرئیل نے ہشیار کیا پہر مین براق پر سوار ہوا الخ لیکن پہر بھی اردو مین سیر کی کتاب چہوٹی سی بہت اچھی ہے اور روایات بھی صحیح ہین اس لئے ہمنے اس مقام کو رفع شک کے لئے بیان کر دیا۔

بیان کیا کہ اونکی داہنی طرف اولادِ نیک کی روحین[1] نظر آتی ہین جو بہشتی ہین۔ اور اونکی بائین طرف اولادِ بد کی روحین دکہائی دیتی ہین جو دوزخی ہین۔

پھر مجہے **دوسرے آسمان** تک چڑہایا۔ جبرئیل نے دروازہ کہلوایا۔ پوچہا گیا کون کہا جبرئیل کہا کون ساتھ ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (سردار دوجہان) کہا گیا کیا بلائے گئے ہین کہا ہان کہا گیا خوب رونق افروزی ہوئی اونہین خوشی ہو۔ مبارکبادی ہو۔ جب مین وہان پہونچا تو **یحییٰ اور عیسیٰ**[2] علیہما السلام کو دیکہا۔ مین نے اون دونون پر سلام کیا۔ اونہون نے جواب دیا۔ پہر کہا

---

[1] جو روحین دکہائی گئین یا وہ ایسی ہین جو ابہی اجسام مین داخل نہین ہوئی تہین۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اون کے انجام حال سے واقف تھے یا وہ روحین تہین جو اپنے جسمون سے نکلتے ہی اونکو ملاحظہ فرما کے حکم فرماتے تھے کہ یہہ پاک روح ہے اسکو علیین مین مقام دو۔ اور اس ناپاک کو سجین مین لیجاؤ۔ اور بیہقی کی حدیث اس آخری احتمال کی موید ہے۔

[2] دوسرے آسمان مین حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کا دیکہنا اس طرف **اشارہ** ہے کہ دوسرا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح پیش آئیگا جس طرح حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کو پیش آیا۔ یعنے جس طرح یہود نے حضرت عیسیٰ کی تکذیب کی اور طرح طرح کی ایذا دی اور اون کے قتل پر آمادہ ہوگئے لیکن اللہ نے اونکو اوٹہا لیا اور حضرت یحییٰ کو اونہون نے قتل کیا۔ اوسی طرح آنحضرت کو ہجرت کے دوسرے سال یہود نے ایذا دینا شروع کر دیا اور غلبہ پاکر بارادۂ قتل آنحضرت پر پتھر پہینکنے کو آمادہ ہوگئے۔ اور آخر گوشت مین زہر ملا کر دیدیا۔ یا اس طرف **اشارہ** ہے کہ حضرت عیسیٰ باعتبار زمانے کے دوسرے انبیاء کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہین۔ اور سا اونکی شریعت آنحضرت کی شریعت سے منسوخ ہوئی اور یہہ بہی ہے کہ وہ دنیا کے آخر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر اوتر نیوالے اور اوسی کے مطابق حکم کرنیوالے ہین۔ یا اس طرف **اشارہ** ہے کہ جیسے حضرت عیسےٰ یہودیون کے حیلے اور مکر پر صبر کرتے آخر مین اون کے مقابلہ کے لئے مدد طلب کی اور فرمایا کہ میرا کوئی مددگار ہے حواریون نے کہا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ یعنے ہم اللہ کے انصار ہین بس یہی حالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے دوسرے سال ہوئی جسمین غزوہ بدر ہوا اور آپ نے انصار کو باہر نکلنے کے لئے طلب فرمایا سبہون نے بسر و چشم قبول کیا اور ہمراہ رکاب رہے پوری طرح نصرت و مدد دی۔ اور خاص دوسرے پر دو نبی ملاحظہ فرمانے مین اس طرف **اشارہ** ہے کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان سے نزول فرمائین گے تو حضرت یحییٰ وہان ہین گے۔ اور درمنثور مین سعید ابن منصور امام احمد ابن ابی شیبہ ابن ماجہ ابن جریر ابن منذر حاکم ابن مردویہ بیہقی سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے شب اسرا مین ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی قیامت کا ذکر آیا۔

مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ یعنے مبارکبادی اور خوشی ہو برادر نیک اور نیکبخت نبی کو پہر مین تیسرے آسمان تک آیا جبرئیل نے دروازہ کہلوایا۔ پوچہا گیا کون صاحب ہین.

بقیہ حاشیہ گذشتہ کے ابراہیم و موسی نے سکوت فرمایا۔ عیسے نے کہا وقوع کا علم تو اللہ ہی کو ہے لیکن مجہہ سے جن کا اللہ نے عہد کیا ہے وہ یہہ ہے کہ دجال نکلیگا اور میرے پاس دو عصا ہونگے جب مجہے وہ دیکہیگا تلعی ورانگہ کی طرح پگہل جائیگا۔ اللہ تعالی میرے دیکہنے کے باعث اوسکو ہلاک فرمائیگا۔ یہانتک کہ جہاڑ اور پہاڑ پکارینگے کہ اے مسلمان میرے پیچہے کافر چہپا ہے تو آکے قتل کر پہر اللہ ان سب کو ہلاک فرمائیگا لوگ اپنے شہرون اور وطنون کو پلٹ آئینگے۔ اوس وقت یاجوج ماجوج نکلینگے الخ زرقانی مین بہی یہہ حدیث بروایت صحیحہ موجود ہے۔ **مرزا قادیانی** نے صفحہ ۱۹۹ ازالۃ الاوہام مین لکہا کہ تمام حدیثون کے پڑہنے والے اس بات کو خوب جانتے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین جن جن نبیون سے ملاقات کی اون سب کا ایک ہی طرز اور ایک طور پر حال بیان کیا ہے حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت بیان نہین فرمائی کیا یہہ مقام علماء کے توجہ کرنیکے لایق نہین الخ افسوس ہم نے سمجہا تہا کہ مرزا صاحب محدث ہونگے باوجودیکہ حدیث مذکورہ اسقدر کتب مین موجود ہونیکے نظر نہ آئی۔ دیکہو اس حدیث مین عیسی علیہ السلام نے اپنے آنیکی خبر دی ہے۔ لیکن اسکا کیا علاج کہ اگر آپ کہین وہ خود مین ہی تہا۔ اسی پر موقوف نہین بلکہ قسم قسم کے اونکے متناقض اقوال ہین چونکہ اس فقیر کو بہی اربعین نمبر (۳) مین مخاطب بنایا ہے۔ اس لئے اوسکی کچہہ عبارتین نقل کی جاتی ہین۔ صفحہ (۳۰) مین خدا نے براہین احمدیہ مین میرا نام ابراہیم رکہا جیسا کہ فرمایا سلام علی ابراہیم الخ **وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی** یعنے سلام ہے ابراہیم پر (یعنے اس عاجز پر) تم اپنی نمازگاہ ابراہیم کے قدمون کی جگہہ بناؤ صفحہ ۲ **جَعَلْنَاكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ** یعنے تجہکو مسیح ابن مریم بنایا۔ صفحہ ۲۵ کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اوس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیون سے کیا اوس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزون نہین بلکہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہہ سے صحیح بخاری اور مسلم اور انجیل اور دانیل اور دوسرے نبیون کی کتابون مین بہی جہان تہا میرا ذکر کیا گیا وہان میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے بعضے نبیون کی کتابون مین میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانیل نبی نے اپنی کتاب مین میرا نام میکائیل رکہا ہے اور عبرانی مین لفظی معنی میکائیل کے ہین (معاذ اللہ) **خدا کے مانند** گویا اوس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ مین ہے انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی الخ ~~اور ازالۃ الاوہام مین لکہا کہ اسکو بہی خوب یاد رکہو کہ میرا مثیل عیسے ہونیوالا ہے کیونکہ مجہے براہین احمدیہ مین خدا نے مریم کہہ کے پکارا ہے~~ الخ غرض یہہ کہ کبہی نبی کبہی فرشتہ کبہی مثیل خدا کبہی ابراہیم کبہی مریم کبہی عیسے ہم اور زیادہ کیا لکہین صرف مرزا صاحب نے خود دجال کے مقدمے مین آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۴۳ مین لکہا ہے کافی ہے

کہا جبرئیل ہون اور محمد ﷺ میرے مُصاحب ہین۔ کہا بلائے گئے ہین کہا ہان۔ کہا کیا خوب آنا ہے مبارک ہو اون کو عیش و طرب کے سامان۔ یہہ کہہ کے دروازہ کہول دیا۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ) وھو ھذا دجال نبوت کا دعوی کرکے خدائی کا دعویٰ کیا کریگا اب سمجہنا چاہئے کہ ایسا دعوے کرنیوالا اوسی امت کے روبرو خدائی کا دعوی کیونکر کرسکتا ہے کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہین کہ تو بڑا مفتری ہے پہلے تو خدا تعالے کا اقرار کرتا تھا اور خدا تعالی کا کلام ہمکو سناتا تھا اور اب اوس سے انکار ہی اور اب آپ خدا بنتا ہے پہر جب اول دفعہ تیرے اقرار سے تیرا جھوٹ ثابت ہو گیا تو دوسرا دعوی کیونکر سچا سمجہا جائے اور ایسے کذاب کو کون قبول کرسکتا ہی۔ پہر صفحہ ۲۸ اربعین نمبر ۳ مین یہہ لکہا ہی لیں یاد رکہو کہ جیسا کہ خدا نے مجہے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچہے نماز پڑہو بلکہ تمہین دوسرے جو دعویٰ اسلام کرتے ہین بالکل ترک کرنا پڑیگا الخ کیون بہنی بہائیو یہ کیا حکم ہے نماز تو فاسق و فاجر کے پیچہے بھی جائز ہوتی ہے مگر قادیانی صاحب کے نئے دین کا یہہ تقاضا ہے کہ آپ کو دائرہ اسلام سے خارج کردے۔ یہہ ہی اصلاح قوم یہہ ہے خیر خواہی مسلمانان۔ اب ہم بھی آپ سے عرض کرتے ہین کہ ہرگز اس قوم کے پیچہے نماز نہ پڑہئے۔ کیونکہ جب وہ خود آپکی رفاقت نہین چاہتے ہین تو آپ بھی اونکو علیحدہ کردیجئے۔ اور **قرآن کی غلطی** بھی قابل ملاحظہ ہے چنانچہ قادیانیون کی طرف سے احمدیہ آباد کے مطبع محبوب الہی مین الہام حق جو مطبوع ہوئی اوس کے صفحہ مین ہے اوترقی فی السماء قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یہہ آیت کو اپنے مطلب کے لئے یون قطع و برید کیا۔ ہمکو تو بڑا حیرت ہے ہی حیرت تھی لیکن ماشاء اللہ ایک سے بڑہکر ایک ہین آیت تو یون ہے اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ اوسی کے صفحہ مین ہے امام شعرانی کتاب یواقیت والجواہر صفحہ ۲۴ مین یہہ حدیث لکہتے ہین لَوْ كَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ مَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ یواقیت والجواہر کا وہی صفحہ ۲۴ مقابلہ کیا گیا تو عیسی کا نام نہین ہے۔ صحاح مین بھی یہہ حدیث موجود ہے۔ اللہ اکبر! یہہ ہے ہاتھ چالاکی یہہ ہے مشتے نمونہ از خروارے اندکے از بسیارے۔ خدا ان لوگون کو راہ راست پر لائے اور اون کے آبا و اجداد کے دین پر اونکو اوٹہائے ذرا عینک لگا کر دیکہو ہم اوسی کتاب مین بتلاتے ہین لیکن کونسی عینک از عینک شیشہ ہیچ کشا ہیچ کہ بخیزد جگر تراش و بریدہ بنہ۔ یواقیت والجواہر صفحہ ۱۰۵ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ السَّمَآءَ الثَّانِیَةَ كَمَا قَالَ فِی الْاُوْلٰی وَقَالَ اَوَ قِیْلَ لَهٗ فَلَمَّا دَخَلَ اِذَا بِعِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ بِجَسَدِهٖ عَیْنِهٖ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمُتْ اِلَی الْاٰنَ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلٰی هٰذِهِ السَّمَآءِ وَاَسْكَنَهٗ فِیْهَا الخ یعنے جب دوسرے آسمان کو جبرئیل نے کہلوایا پہر بعد گفتگو آپ وہان داخل ہوئے وہان عیسی علیہ السلام بعینہ اپنے جسم سے تہے کیونکہ وہ ابھی تک مرے نہین ہین بلکہ اللہ نے اونکو اوس آسمان تک اوٹہا لیا اور وہین اونکو رکہا جس کتاب مین سے دہوکا دینے کے لئے دلیل لائی گئی تھی اوسی کتاب مین اون کے ابطال کے لئے کس قدر صریح دلیل مل گئی وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ وَیُبْطِلُ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۔

وہان **یوسف** تھے مین نے اونکو سلام کیا۔ اونہون نے جواب دیکر کہا مَرحبًا بِالاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ یعنے خوشی اور مبارکبادی ہو۔ نیک نبی اور نیک بخت بھائی کو صحیح مسلم مین یہہ زیادہ[۱] ہو کہ یوسف علیہ السلام کو شطرِ حُسن دیا گیا ہو (علامہ ابن منیر فرماتے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نصفِ[۲] حُسن ملا تھا۔ کیونکہ ترمذی کے یہ لفظ ہین مَابَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا حَسَنَ الوَجہِ حَسَنَ الصَّوتِ وَکَانَ نَبِیُّکُم اَحسَنَہُم وَجہًا وَاَحسَنَہُم صَوتًا یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اللہ تعالی نے کسی نبی کو نہین بہیجا مگر یہہ کہ اوسکی صورت بھی اچھی اور آواز بھی اچھی (اور تمہارے نبی کی صورت تو سب سے خوبصورت ہو اور آواز بھی سب سے خوش تر دل مین آتا ہو کہ اپنے یوسف کا کچھہ شمہ حسن بیان کرون۔ وہ رازِ مخفی عیان کرون۔ لیکن ناظرین تفسیر و قصۂ معراج منتظر ہونگے کہ مصحف و قصہ کہان ہے۔ لیکن اون کے فقیر کو اسوقت اوسکی غزل ہی وردِ زبان ہے۔

سلہ حضرت یوسف کو تیسرے آسمان مین دکہایا جانا آنحضرت کی اوس تیسری حالت کے طرف **اشارہ** ہو جو حال حضرت یوسف سے مشابہ ہے یعنے اون کے بہائیون نے اونکو اپنے شہر سے نکالا پہر جب اون پر غلبہ پایا تو اون سے درگذر فرمایا۔ اسیطرح ہمارے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اپنے شہر مکہ سے جدا کردئے گئے اور جب آپکے بعضے قرابتدار جنگ بدر مین آپکے قید مین آگئے کسی سے آپنے فدیہ لیا کسی کو مفت چھوڑ دیا۔ پہر پورا غلبہ جب فتح مکہ مین ہوا تو اوس تشبیہ کو یون ظاہر فرمایا کہ جس طرح میرے بھائی یوسف نے کہا تھا اوسیطرح مین بھی کہتا ہون لَا تَثرِیبَ عَلَیکُمُ الیَومَ یعنے آج تم پر کوئی سرزنش و ملامت نہین ہے یا اس طرف **اشارہ** ہو کہ ہجرت کے تیسرے سال غزوۂ اُحد ہوگا جسمین طرح طرح کی تکلیف پہونچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر اوڑی اور مسلمانون کو بہت ہی تاسف وغم ہوا حتی کہ سیدۃ النساء صاحبزادی خیرالورا مدینہ سے باہر نکل آئین۔ اپنے باباجان کو ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے جنگل مین پہونچین۔ جیسے حضرت یعقوب اپنے بیٹے یوسف کے گم ہونے پر تاسف کرتے تھے۔ پہر وہ مل گئے۔ حضرت بھی ملگئے۔ یا اسطرف **اشارہ** ہو کہ حضرت یوسف کو جس طرح باولی مین ڈال دیا گیا تھا پہر کسی کے ہات باہر نکل آئے۔ اسی طرح تیسرے سال غزوۂ احد مین حضرت کی نورانی پیشانی پر زخم لگا تھا اور اوس گڑہے مین حضرت اوتر آئے کہ جسکو ابوعامر فاسق نے کہدوایا تھا۔ علی مرتضی اور طلحہ نے حضرت کو باہر نکالا ہو ۱۲

عله ذکر کیا ہے پہلے شیخ کی روایت سے اصل روایت بخاری و مسلم و نسائی کی ہے یہان بازدی کی تبرد ہو بیان کردی جاتی ہے ۱۲

عله یا شطر سے معنی بعض کے یا جہت کے ہین یا یہہ کہ یہہ حسن یوسف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ... اقتصار کرتے ہین ... دوسرون کے لحاظ سے تھا اوس قاعدہ رسول ہی اوس کی ... مین ... اسطرح ... تعارض بھی حاصل نہین ہوتا ۱۲

غزل

یاد ہے مُصحفِ رُخ کی مجھے ہر آن دل مین دور اس طور سے کرتا ہون مین قرآن دل مین

ذکر مین شیخ تصوّر مین ہے صوفی ہر دم یاد ہے لب پہ کسی کے کہین جانان دل مین

ہم نے دل خالی کیا رو رو کے تیری خاطر پہر نہ آئیگا سبب ای شہِ خوبان دل مین

عرش پر بھی وہ فرشتون کو نہین ہے نصیب دیکھتے ہین جو یہان حضرتِ انسان دل مین

کعبۂ دل کی زیارت کو خلیق آئین ملک کبھی بھولے سے جو آجائین وہ مہمان دل مین

لو یہہ شعر بھی سن لو۔ جو بی بی عائشہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا اپنے یوسف کی شان مین فرماتی ہین

وَلَوْ سَمِعُوا فِي مِصْرَ اَوْصَافَ خَدِّهِ لَمَا بَذَلُوا فِي سَوْمِ يُوسُفَ مِنْ نَقْدِ

لَوَامِي زُلَيْخَا لَوْ رَاَيْنَ جَبِيْنَهُ لَآثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوبَ عَلَى الْاَيْدِيْ

آخر شعر کا کسی نے فارسی مین ترجمہ کیا۔ **قطعہ**

زنانِ مصر بہنگامِ جلوۂ یوسف زروئے بیخودی از دستِ خویش ببرید

مقر است کہ دل پارہ پارہ می کردند اگر جمالِ تو اے دل نواز می دیدند

اون کے فقیر نے یون ترجمہ عرض کیا۔

سنتین جو تیرا حُسن کبھی مصر والیان یوسف کو کیون خریدتین وہ بھولی بھالیان

ہاتھ اپنے کاٹ ڈالے تھی جو اونکو دیکھکر دل کاٹ لیتین دیکھتین تجھکو جو اے قمر

عَطِّرِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْمَ	بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِّنْ صَلٰوۃٍ وَّتَسْلِیْمٍ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ

پھر چوتھے آسمان تک آیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے اور ہمراہ کون صاحب ہین۔ کہا جبرئیل ہون اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے مصاحب ہین۔ پوچھا گیا اونکی یاد ہوئی ہی کہا ہان۔ کہا گیا مرحبا ہے اچھا آنا آئے پس مین پہونچا وہان۔ اوس جگہ ادریس[۱] علیہ السلام تھے

[۱] سیرتِ حلبی مین مذکور ہے کہ آپ آدم کے دو سو برس بعد مرسل ہوے۔ اور حضرت نوح آپ کے پروتے تھے تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دادا ہین لیکن ادب اور تعظیم کے لحاظ سے آپکو بھائی کہا۔ کسی نے اچھی رباعی کھی۔ ـــہ
بطحا کو ہوا تیری ولادت سے شرف طیبہ کو ہوئی تیری اقامت سے شرف اولاد ہی کو فخر نہین کچھ تجھ پر آبا کو بھی ہے تیری ابوت سے شرف
اور چوتھے آسمان مین حضرت ادریس کا دکھایا جانا اوس حالتِ رابعہ کی طرف **اشارہ** ہے جو آنحضرت کو حاصل ہونے والی تھی یعنے جس طرح کہ اللہ تعالی نے حضرت ادریس کو بلندی عنایت فرمائی اوسی طرح آنحضرت کی وہ رفعت ہوئی کہ بادشاہ خوف کرتے تھے۔ اور پہلے جس نے قلم سے لکھنا شروع کیا وہ حضرت ادریس ہی ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی امر فرمایا کہ بادشاہون کو نامے لکھین بعضے اونمین سے مسلمان ہوگئے جیسے بادشاہِ نجاشی۔ اور بعضون نے خدمتِ شریف مین ہدیہ روانہ کیا۔ جیسے ہرقل اور بعضون نے نافرمانی کی تو اللہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اون پر فتح دی۔ یہہ مقام اعلے اور ارفع ہے۔ یا اس طرف **اشارہ** ہے کہ ہجرت کے چوتھے سال غزوہ بدر صغری ہوگا جو ڈیڑھ ہزار لشکر ہمراہ رکاب تھا۔ آٹھ دن تک بدر مین تشریف فرما رہے کافرون کا لشکر واپس پلٹ گیا۔ ایسا رعب اون پر طاری ہوا۔ قرآن مین اس قصہ کی خوشخبری یون ہے **فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ** یعنے مسلمان اللہ کی نعمت و فضل سے واپس ہوے۔ کسی طرح کی برائی اونکو نہ پہونچی۔ اور اللہ کی خوشنودی کی طلبگاری کی۔ جیسے حضرت ادریس کو چوتھے آسمان پر رفعت حاصل ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی چوتھے سال ہجرت کے یہہ رفعت حاصل ہوئی۔ یا اس طرف **اشارہ** ہے کہ حضرت ادریس اوسی جگہ فوت ہوے جیسے کعب احبار سے مروی ہے۔ اسی باعث وہان دکھلائے گئے۔

مین نے اونکو سلام کیا۔ اونہون نے بعد جواب یہہ کلام کیا۔ مَرۡحَبًا بِالۡاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ
یعنے خوشی اور مبارکبادی ہو نیک بخت نبی ور اچھے بھائی کو پہر میرا پانچوین آسمان پر
عروج ہوا۔ دروازہ کہولنے کے بعد پوچھا گیا کہ کون اور ہمراہ کون صاحب ہین۔ کہا جبرئیل علیہ السلام ہون
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے مصاحب ہین۔ پوچھا گیا کیا اونکی دعوت ہے یہان۔ جبرئیل علیہ السلام
نے کہا ہان۔ کہا گیا کہ بہت اچھا ہوا جو تشریف لائے۔ اچھا آنا آئے۔ پہر جب وہان پھونچا
تو ہارون[۱] علیہ السلام سے ملاقات ہوئی مین نے سلام کیا۔ اُنہون نے جواب دیا اور
اس طرح کہا مَرۡحَبًا بِالۡاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ خوشی اور مبارکبادی ہو۔ اچھے نبی اور
اچھے بھائی کو۔ پہر مین چھٹے آسمان پر آیا۔[۲] جبرئیل نے دروازہ کہلوایا۔ پوچھا گیا کون[۳]

---

[۱] اور پانچوین آسمان مین حضرت ہارون کا نظر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس پانچوین حالت کیطرف **اشارہ** ہے جو حضرت ہارون کی طرح پیش آنیوالی تھی یعنے جس طرح حضرت ہارون قوم کی تکلیف دہی کے بعد پہر اون کے محبوب ہوگئے۔ اوسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عرب نے پہلے دشمنی کی پہر سب کے آپ مقصود و مطلوب ہوگئے۔ یا اس طرف **اشارہ** ہے کہ آپ حضرت موسٰی کے مصاحب اور بھائی ہین لیکن کلام الٰہی کا مرتبہ نہین ملا تھا اس سبب سے اون سے مرتبے مین کم تھے۔ یا اس طرف **اشارہ** ہے کہ جب حضرت موسی حضرت ہارون کو خلیفہ بناکے کوہ طور پر مناجات کو گئے۔ یہودیون نے عہد توڑ ڈالا اور آپکے خون کے پیاسے ہوئے۔ اور گوسالہ پرستی کرنے لگ گئے۔ اونکی توبہ یہی مقرر ہوئی کہ اونکو قتل کیا جائے تو ایک ساعت مین ستر ہزار قتل کئے گئے۔ اسیطرح ہجرت کے پانچوین سال قریظہ اور نضیر کے یہودیون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑ ڈالا لشکر جمع کرنے لگے باہم وعدہ کر لیا کہ حضرت پر پتھر ڈالین گے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم سے بنی قریظہ کا قتل ہوا۔

[۲] ہر جائے دروازہ کہلوانے مین یہہ **حکمت** ہے کہ آپ کے ہی لئے دروازے کہولے جا رہے ہین۔ فرشتے آپکی ہی تعظیم و تکریم کے آداب بجا لا رہے ہین ورنہ وہ محفوظ محل ہے۔ کب کسی کا وہان دخل ہے ۱۲۔

[۳] یہہ پوچھنے مین یہہ **حکمت** ہوگی کہ آج کی شب جس کے سبب سے آسمانون مین زیادتی انوار ہے اور برکت ہے تمام ہے اونکا نام ہمین بتلاؤ کچھہ مژدہ جانبخش سناؤ۔ اور جب نام سنتے تو پہچان لیتے اور سمجھہ جاتے کہ یہہ وہی ذات مقدس ہے جس کے آنے کی زمانے سے دہوم دہام ہے۔ اور جسکے جمال کا ہوکا ہر ایک خاص و عام ہے ۱۲

اور ہمراہ کون (مُحَمَّد) ہین۔ کہا جبریل ہون اور ہمراہ محمد ﷺ ہین۔ کہا گیا کیا مہمان بلائی گئے ہین (وہ صاحبِ جود و کَرَم) جبریل علیہ السلام نے کہا ہان نَعَم۔ کہا گیا مرحبا ہو آئیے تشریف لائیے جب مین وہان پہونچا موسیٰ[1] علیہ السلام کو دیکھا مین نے سلام کیا۔ اونہون نے بعد جواب یہہ کلام کیا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ تہنیت اور خوشی ہو۔ اچھے برادر اور نیک نبی کو جب مین وہان سے آگے بڑہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے رو دیا[2]۔ رونے کا باعث

[1] اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کا نظر آنا ہجرت کے چھٹے سال مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مصائب پیش آئے اوس طرف اشارہ ہو یعنے جس طرح موسیٰ نے بنی اسرائیل سے مصیبتین اوٹھائین اور تکلیفین برداشت کرتے رہے آخر غلبہ انہین کو ہوا اسی طرح اس سال مین بھی حضرت پر اس قسم کے تکلیفات جو کبھی ایسے نہین آئی تھین آئین۔ آخر خیبر اور فدک اور سب قلعے یہود کے اسی سال مفتوح ہوئے۔ اور سب شہر بند رہوے۔ یا اسطرف اشارہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نیچے تھے یہہ اون سے لسبب فضیلتِ کلام ایک درجہ اوپر تھے۔ یا اس طرف اشارہ ہے کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے زمین مقدس مین داخل ہونے کے لئے حکم فرمایا تو اونہون نے سستی کی اور بیٹھ رہے اور کہا کہ ہم کبھی نہ داخل ہون گے پیر اون پر اللہ کا غضب ہوا اور ایک زمانے تک جنگل مین بھٹکتے رہے۔ اسی طرح ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بھی چھٹے سال غزوہ حدیبیہ مین مکہ مین معہ اصحاب داخل ہونا چاہتے تو روکے گئے اور اوس سال نہ داخل ہوئے۔ پیغمبرون کی ترتیب بعضے روایات مین اس روایت سے مختلف ہے۔ اوسکی **تطبیق** اس طرح ہو کہ جس آسمان پر کہ وہ نبی تھے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سواری آئی تو آپکے ہمراہ ہوکے اوس سے اوپر کے فلک پر ہو جاتے۔ یا تعددِ معراج پر محمول کیا جائے۔ یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لیجاتے وقت ایک فلک پر تھے اور واپسی کے وقت دوسرے آسمان پر ۱۲

[2] یہہ رونا اور تاسف اس وجہہ سے تھا کہ میرا اجر کم ہوا جس سے رفع درجات کی زیادتی متصور تھی چونکہ میری امت بسبب نافرمانیون کے زیادہ بہشت مین جانے سے محروم رہی۔ لہذا میرے اجر مین بھی کمی ہوئی۔ کیونکہ ہر نبی کو موافق ہر امتی کے اجر ملتا ہے۔ حضرت موسیٰ کے اس رونے مین یہ بھی **حکمت** تھی کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا منظور تھا۔ یہہ کہنا موجب ادخالِ سرور تھا۔ کہ آپکی امت میری امت سے اکثر ہے۔ اس سبب سے آپ کا درجہ بھی برتر ہے۔ یہان سے مرزا قادیانی کا وہ اعتراض بھی باطل ہو گیا جو ازالۃ الاوہام مین اوس رونے کو تعین مقام محمول کرکے معراج کو باطل کرنا چاہا کیونکہ شریک کی حدیث مین لَا یَرْفَعُ کے لفظ سے یہ سمجھا گیا ہے کہ آپ اوپر نہین جا سکتے تھے۔ لیکن افسوس رَافِعُکَ مین بھی اگر یہی معنی ذاتِ اقدس کو سوجھتے جس کے موید احادیث بھی ہین تو کیون یہہ فساد پڑتا۔

پوچھا گیا۔ تو آپ نے اس طرح بیان کیا۔ کہ میرے بعد یہہ نوجوان کو پیمبری حاصل ہوئی اور جنت مین انکی امت میری امت سے بھی زیادہ داخل ہوگی۔ (یہہ بھی کہا کہ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ میرا مرتبہ اللہ کے پاس سب سے بڑہا ہوا ہے۔ یہہ صاحب کا رتبہ تو مجہسے بھی زیادہ ہی) پہر مجہے ساتوین آسمان پر لیگئے۔ جبریل علیہ السلام دروازہ کہلوانے لگے۔ پوچھا گیا کون اور کون ہمراہ ہین۔ کہا جبریل ہون میرے سات محمد ﷺ (رسالت پناہ) ہین پوچھا گیا کیا طلب فرمائے گئے ہین۔ کہا ہان بہان بلائے گئے ہین۔ کہا مرحبا ہے آئیے تشریف لائیے۔ جب مین وہان آیا۔ تو ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔ جبریل نے کہا یہہ آپکے والد ابراہیم ہین انکو سلام کیجئے۔ مین نے سلام کیا۔ اونہون نے بعد جواب سلام اس طرح کلام کیا۔ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ۔ مبارکبادی ہو نیکبخت فرزند کو نبی ارجمند کو۔ اور یہہ بھی کہا کہ میرا سلام آپ اپنی امت کو پہونچائیے۔ اور یہہ بھی

عــه یعنی غیرہ میں یہہ زیادتی بھی ہے ۱۲

له اور ساتوین آسمان مین حضرت ابراہیم سے ملاقات ہونے مین اسطرف **اشارہ** ہے کہ خلت کا مقام آپکے لئے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بھی ہین لہذا مناسب ہوا کہ آنحضرت کو ایسے رفیع مقام مین ایک دوسرے عالم کی طرف ترقی فرمانیکے وقت جو پردہ نکا اٹھانا ہے ایک ایسے شخص سے ملاقات ہو۔ جس کے دیکہنے سے اُنس حاصل ہو۔ اسی سبب عروج سمٰوات کے وقت پہلے اپنے والد آدم سے ملاقات فرمائی۔ اور وسط یعنے چوتھے آسمان مین بھی اپنے والد یعنے ادریس علیہ السلام کو دیکہا۔ اور اس طرف بھی **اشارہ** ہے کہ خلیل کا مرتبہ ارفع منازل ہونا چاہیئے۔ اور حبیب کا مقام تو اوس سے بھی بالاتر ہووے۔ اسی سبب سے آپ مرتبہ ابراہیم علیہ السلام سے بڑہکر مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی تک پہونچ گئے۔ یا حضرت ابراہیم کا ساتوین آسمان پر دیکہنے مین اس طرف بھی **اشارہ** ہے کہ آپ ہجرت کے ساتوین سال عمرہ قضا ادا فرمائینگے اور آپ کے اصحاب بھی احرام باندہے تلبیہ کہتے ہوئے آپ کے ہمراہ ہونگے اس طرح سنت ابراہیمی زندہ ہوگی۔ اور جو ادن کے قواعد تھے بعد مٹ جانے کے پہر رواج پائینگے ۱۲۔
عه اس زیادتی کو طبرانی اور ترمذی نے بھی روایت کی اور حسن کہا ۱۲۔

مژدہ سنائیے[۵۱] کہ جنت کی زمین عمدہ ہے۔ پانی بھی میٹھا ہے۔ وہاں کا یہ شجر ہے۔ یعنے کلمہ سُبحانَ اللہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکبَرُ ہے۔ اور ایک روایت[۵۲] میں ہے کہ آپ اپنی امت کو حکم فرمائیے کہ جنت میں کثرت سے جھاڑ لگایا کریں۔ لَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ العَلِیِّ العَظِیمِ کہا کریں۔ ایک روایت[۵۳] میں ہے کہ ابراہیم خلیل نے بیت معمور کو اپنا تکیہ گاہ بنایا تھا۔ اور اونکی قوم کی ایک جماعت اونکے ہمراہ تھی آپ کا حسن بھی سب سے نرالا تھا یکایک ہاں میری امت نظر پڑی۔ جو دو حصوں پر منقسم تھی۔ ایک کے زیب بدن نہایت سفید کپڑے ہیں۔ اور دوسروں نے خاکی رنگ کے کپڑے پہنے ہیں۔ میں بیت المعمور میں گیا۔ سفید کپڑے والوں کا زمرہ میرے ہمراہ داخل ہوا۔ وہ خاکستری لباس والے باہر رہے۔ اندر آنے سے روکے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اونکے گناہ بھی بخشدئے۔ وہ بھی اچھے ہو گئے۔ یعنی[۵۵]

---

۵۱ امام نووی فرماتے ہیں کہ خدا نے بڑا احسان کیا۔ جو ہماری سند کو حضرت ابراہیم تک پہونچا دیا۔ یہ فقیر کہتا ہے کہ سند ابراہیم خلیل تک تو پہونچی۔ رب جلیل تک ابھی پہونچ چکی ۱۲۔

۵۲ امام حماد ابن حبان ابن مردویہ ابن ابی حاتم ۱۲۔

۵۳ بیہقی بزار ابو یعلی ابن جریر ابن ابی حاتم ۱۲۔

۵۴ اور حضرت ابراہیم کا بیت المعمور کے ساتھ پیٹھ لگائے بیٹھا ہوا دیکھنا اس طرف **اشارہ** ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف سال ہفتم میں کریں گے اور وہ بعد ہجرت حضرت کا پہلا ہی آنا ہے۔ اور کعبہ زمین میں بیت المعمور کے مقابلہ میں ہے اور وہیں فرشتوں کا حج ہوتا ہے۔ اور چونکہ بانی کعبہ حضرت ابراہیم ہیں اور چونکہ اُس کے مقابلہ میں بیت ہے وہاں بھی آپ ہی کا تشریف رکھنا مناسب تھا۔

۵۵ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت ابراہیم سے مشابہ تھے چنانچہ صحیحین میں ہے۔ لیکن کسی شاعر نے کہا ہے

اَلَا لِکُلِّ حَسِینِ الوَجہِ اَشبَاہٌ ٭ وَلَا نَظِیرَ لِمَن اَہوَاہُ اِلَّا ہُو

اون کے فقیر نے ترجمہ عرض کیا ہے ہر حسینے شبیہہ خود دارد ٭ لیک محبوب من نظیر خود است ۱۲

۵۶ ظاہر تو یہی ہے کہ امام ہمارے نبی ہوے۔ ملائکہ وغیرہ مقتدی ہوے ۱۲۔

وہان نماز پڑھی بیت المعمور والون نے بھی نماز ادا کی - ایک روایت[1] ہی کہ آپنے فرمایا ایک مسجد آسمان مین ہی جو بیت المعمور ہے - کعبہ سے اوسکو پوری محاذات بالضرور ہے - ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کیلئے اوسمین جاتے ہین - جب وہ نکلے تو پہر پلٹ کر نہین آتے ہین

ایک روایت[2] مین ہی کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا - یَا بُنَیَّ اِنَّکَ لَاقٍ رَبَّکَ اللَّیْلَۃَ الخ یعنے اے میرے پیارے بیٹے آجکی شب آپ خدا سے ملوگے اور آپکی امت آخری امت ہی سب سے ناتوان اور بیچاری امت ہی - اپنے سب کام چھوڑ دیجئے اسی کام کو سب سے مقدم جانئے جس طرح ہو سکے اپنی امت کے کام نکالئے[3] -

---

[1] طبری وغیرہ راوی ہے ۱۲ - [2] یہہ جملہ تو مسلم و بخاری مین بھی ہے ۱۲ - [3] ابونعیم دلائل مین ابن عساکر اپنی تاریخ مین -

[4] بعض اہل تحقیق کہتے ہین کہ آسمانو نپر ان انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کی جو خصوصیت تھی اوسمین یہ **اشارہ** ہے کہ ان مین سے ہر ایک نبی کو اللہ تعالی نے وہ خصوصیت دی ہے جو کسی نبی کو انکے پہلے نہین ملی - **آدم** علیہ السلام دنیا ہی مین جنت مین داخل ہو چکے تھے **عیسی** علیہ السلام جسم عنصری سے آسمان پر گئے ہین اسی طرح **ادریس** علیہ السلام بعضے روایات پر - اور **یوسف** علیہ السلام نہایت ہی خوبصورت تھے **موسی** علیہ السلام کو کلام میسر ہوا - **ابراہیم** علیہ السلام کو خلعت عنایت ہوئی شاید کسی نبی کو یہ خیال ہو جائے کہ جیسے یہہ اشیاء پہلے ہمارے کسی کو نہین ملی گے بعد بھی کسی کو نہ ملین گے اللہ کا ارادہ ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جسم مبارک سے ایسے مقام پر عروج ہووے اور وہ حسن خداداد جسمین سے یوسف علیہ السلام کو حصہ ملا تھا سب پر ظاہر ہو جائے - جنت مین بھی رونق افروز ہون - خدا سے ہم کلام بھی ہون - علوم اولین و آخرین بھی ملجائین - اور وہ ترقی دیجائے کہ جہان مقرب فرشتہ نہ نبی مرسل کی گنجائش ہو - ان سب پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس طرح ظاہر ہو جائے - کہ جو ان کے خیال مین بھی نہ تھا - اور وہ پہلا خیال سب کے دل سے نکل جائے - آپ انبیاء سے جو ملاقات ہوئی جسمون سے ہوئی یا روحون سے سوائے حضرت عیسی کے کیونکہ اونکا روحی علاقہ کبھی اب تک جسم عنصری سے منفک نہین ہوا اور وہ باجماع و اتفاق اوسی جسد سے آسمان پر اوٹھائے گئے ہین **قادیانیون** نے غلط کہا کہ امام مالک کا یہہ مذہب نہین ہے - دیکھو علامہ زرقانی مالکی جلد سادس صفحہ ۴۳ شرح مواہب مین فرماتے ہین لِلْاِتِّفَاقِ عَلٰی رَفْعِہٖ بِجَسَدِہٖ - اور قول بعض پر حضرت ادریس سے بھی جسم سے ملاقات ہوئی - اور ترجیح اسی کو ہے کہ سب انبیاء سے جسمون سے ملاقات ہوئی کیونکہ بیہقی کی روایت مین وَبُعِثَ لَہٗ اٰدَمُ ہے - اور طبرانی کی روایت مین فَنُشِرَ لِیَ الْاَنْبِیَاءُ ہے لیکن ابن قیم روحونکی ملاقات ہونیکو ترجیح دیتا ہے سوائے عیسی کے - اس دلیل سے کہ اجساد قطعی طور سے زمین مین ہین اور وہ قیامت مین ہی اوٹھین گے - اگر اسکے پہلے اٹھین تو نفخ صور کے وقت پہر موت کا مزا چکھنا پڑیگا جو دوبارہ مرنا ہوگا - اوسکا جواب علامہ زرقانی نے یون دیا ہے کہ یہہ ابن قیم کا کہنا اوسوقت صحیح ہوتا کہ جب انبیاء کی روحین اونکی قبرون مین اجساد سے علیحدہ ہوتین - اور یہہ غلط ہے بلکہ انبیاء اپنی قبور مین حیات حقیقی سے زندہ ہین - کہاتے پیتے فائدہ اوٹھاتے ہین - اونکا معراج مین آسمان پر جانا اوس طرح کا اوٹھنا نہین ہے جو قیامت مین ہوگا - بلکہ وہ اس طرح ہے جیسے کوئی آدمی اپنے گھر سے کسی کام کو نکلتا ہے اور پہر مکان کو لوٹ آتا ہے - اسکو قبر سے جدا ہونا یا مکان سے علیحدہ ہونا نہین کہتے ہین - اور مفارقت وہی ہے جو پلٹ کر نہ آسکے جس طرح قیامت مین اٹھنا ہوگا - پس اوسکا کلام ساقط ہوگیا ۱۲

سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق

عَطِّرِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْمَ		بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِّنْ صَلٰوۃٍ وَّتَسْلِیْمٍ
	اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ	

پھر مین سدرۃ المنتہی[1] تک مرفوع ہوا اور اوس کے بیر ایسے۔ جیسے مٹکے ہجر کے اور
اس طرح اوسکے پتے جس طرح کان ہاتھی کے[2]۔ جبرئیل نے کہا۔ یہی ہے سدرۃ المنتہٰے۔ جو شئے
نیچے سے اوپر کو صعود کرتی ہے وہ وہان جاکے ٹھہر جاتی ہے۔ اور جو چیز اوپر سے نیچے کو اوترتی ہے
وہ بھی وہان آکے ٹھہر جاتی ہے۔ قرآن مین ہے اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی یعنے جب
چہا رہا تھا اوس بیری پر جو کچھ چہا رہا تھا۔ ملائکہ[3] نے اوسکو گھیر لیا تھا سونے[4] کے پروانے تھے
نبی[5] صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے دیوانے تھے۔ خدا سے اذن لیکر دیکھ رہے ہین (کیون
نہ دیکھین اوسوقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دولہے ہین) انوار خلاق بھی اوس جہاڑ
پر چہا گئے۔ حدیث مین اس طرح کے لفظ آگئے۔ فَغَشِیَہَا[6] اَنْوَارُ الْخَلَّاقِ اب اوس جہاڑ کا

[1] کسی روایت مین سدرۃ المنتہی چہٹے آسمان مین مذکور ہے اوسکی **تطبیق** یون ہے کہ اصل اوسکی جڑ وہان ہے۔ اور ڈالیان ساتوین آسمان پر ہون۔ آٹھوین معراج سدرۃ المنتہٰے تک ہونے مین یہ **اشارہ** ہے کہ سال ہشتم مین ہی فتح مکہ ہوگا۔ اوسکا ام القرے اور وہی مبتدا اور اوسی کے طرف منتہے ہے۔ اور ایک **اشارہ** یہہ ہے کہ جیسے سدرۃ المنتہٰے کے طرف علم خلائق منتہی ہوتا ہے اوسی طرح مکہ معظمہ مشرق و مغرب اور کل جہان والونکا منتہی ہے۔ اور سدرۃ المنتہی کو جو فراش و پروانے اللہ کا لشکر گھیر لیا تھا **اشارہ** ہے کہ فتح مکہ مین بھی اسی طرح اللہ والا لشکر کعبہ کو گھیر لیگا۔
[2] یہہ تشبیہ صرف شکل مین ہے نہ حسن و بزرگی مین کیونکہ بزار و بیہقی وغیرہ روایت کرتے ہین کہ ایک ایک پتہ اوس کا اسقدر بڑا ہے کہ اس امت کو ڈہانپ سکتا ہے۔ رازی کہتے ہین کہ سدرہ کی اضافت منتہی کے طرف از قبیل اضافۃ الشئے الی مکانہ ہے مثل اَشْجَارُ بَلْدَۃٍ پس ایسے وقت مین منتہی وہ مقام ہے کہ جس سے آگے نہ کوئی فرشتہ جاسکتا ہے نہ کوئی روح اوس سے تجاوز کرسکتی ہے۔ امام نووی فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوائے کوئی آگے نہین جاسکتا کسی کی طاقت نہین۔ آگے بڑہنے کی اجازت نہین۔ [3] صحیح مسلم

عہ ... صحیح مسلم ... ۱۲ عہ ابن جریر ... ابن ابی حاتم ... عہ ... صحیح مسلم ... عہ ... منثور عہ ... سابق

حُسن کون بیان کرسکتا ہے۔ ہر ایک کو سجا سکتا ہے۔ اوس[۲] جہاڑ سے چار نہرین نکل کر بہہ رہی ہین
ایک پانی کی جو بو نہین پیدا کیا۔ اور ایک دودہ کی جسکا مزہ نہین بدلا۔ اور ایک شراب کی
جسمین پینے والونکو مزہ ہے۔ اور ایک وہ نہر ہے جسمین شہد مصفّٰی ہے۔ پہر ایک[۳] سلسبیل نام کا
چشمہ ہے۔ جس سے دو نہرین نکلی ہین ایک کوثر سے مسمّٰی ہے۔ اور کوثر[۴] کے دونو جانب مجوف
موتی کے قبے ہین۔ اوسپر[۵] سونے چاندی کے باسن دہرے ہین۔ یہہ یاقوت وزمرد کے کنکرون
پر سے بہتی ہے مین نے ایک باسن سے پانی پیا شہد سے میٹہا اور بو مشک سے بھی اچھی ہے
اور دوسری[۶] نہر رحمت جسمین نہایا۔ خدا نے میرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمایا (یعنے
مجہے اس طرحکی عصمت دی کہ ہمیشہ گناہون سے بچایا) جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہہ وہی
نہر کوثر ہے جو خدا نے آپ کو عنایت فرمایا۔ پہر[۷] مین جنت مین داخل ہوا۔ مشک اوسکی

سے بیہقی

سے صحیحین ترمذی ۱۲

سے ابن ابی حاتم ابو نعیم روایت کی ہے بیہہ کہ نہرین زمین پر نہین بہتی نہین یعنے نالی وغیرہ نہین بلکہ زمین کے اوپر بہتی ہین ۱۲

سے بیہقی

صے ابن مردویہ

[۱] علامہ زرقانی جلد سادس صفحہ ۹۷ مین فرماتے ہین۔ جب سدرۃ المنتہٰی تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آئی۔ خداوند عالم نے اوس جہاڑ پر تجلی فرمائی۔ انوار چکنے لگے۔ جیسے کوہ طور پر چمکتے تھے۔ وہ پہاڑ ٹکڑے ہوکر اوڑ گیا اور یہہ جہاڑ اپنی جاسے حرکت تک نہ کیا۔ وہان حضرت موسی گر پڑے عقل بھی زائل ہوئی۔ یہان حضرت مصطفٰے کہڑے ہین استقامت حاصل ہوئی

[۵] موسی ز ہوش رفت بیک پرتو صفات ٭ تو عین ذات مینگری در تبسمی۔

[۲] اونہین سات محدثین نے روایت کی اور صحیحین مین چار نہرون کا جو ذکر ہے وہ اور طور سے ہے لیکن بیہقی نے بعض جو روایت کی ہے کہ نہر شہد نہر نیل۔ اور نہر شیر نہر جیحان۔ اور نہر خمر نہر فرات اور نہر آب نہر سیحان ہے۔ اس سے دونو مین تطبیق ہوجاتی ہے۔ گو یہہ اب سب پانی کے ہین۔ لیکن اون کے اصول مختلف ہین۔ کہتے ہین کہ بعد بارش اپنے اپنے مقام پر جمع ہوکے پہر پانی بہتا ہے لیکن وہ خصوصیت اوسوقت باقی نہین رہتی۔ کیونکہ کسی کی ذات مین کوئی تاثیر نہین اللہ تعالی سب پر قادر ہے۔

[۳] بخاری احادیث انبیاء مین مسلم ایمان مین۔ ترمذی تفسیر مین۔ نسائی صلوۃ مین جنت کے دکہانے مین یہہ **حکمت** تہی کہ آپ اپنی امت کو اوسکے خریدنے کی ترغیب دیتے تھے جس طرح اللہ تعالی فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ۔ یعنے اللہ نے جنت کے بدلے مین مسلمانون کے مال وجان خرید لیا۔ تو اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت سے جہاد کے وصف بیان فرمائین گے۔ دیکہہ کے ارشاد فرمائین گے ۱۲

مٹی اور موتی کے قبے تہے۔ بُختی[ع] اونٹ کی طرح اوسکے پرندے تھے۔ ایک لڑکی میرے سامنے آئی مین نے پوچھا توکس کیلئے ہی۔ کہنے لگی زید[ع] بن حارثہ کے لئے ہون۔ اور یہہ بھی دیکہا کہ جنت مین ہر جا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکہا ہوا تھا۔ اور[ع] درِ جنت پر اس طرح مرقوم ہے کہ صدقہ[۱] دس حصے اور قرض اٹھارہ حصے جبریل سے مین نے پوچھا۔ کہ قرض صدقے سے کیون بڑہگیا۔ عرض کی کہ سائل پاس رکہکر بھی سوال کرتا ہے۔ اور قرض خواہ بے ضرورت کب طلبِ مال کرتا ہے۔ اور مین نے دوزخ[۲] کو بھی دیکہا۔ کہ اگر اوسمین[ع] پتھر اور لوہا ڈالدین تو فنا ہوجائیگا۔ اور مالک دربانِ دوزخ ترش رو ہے اونکی صورت سے غصہ نمودار تھا۔ پھر سدرۃ[۳] المنتہٰی کے پاس جبریل ٹہرگئے۔ مین نے کہا ایسی جائے دوست سی بچہڑ گئے انہونے کہا کیا کرون حضور۔ اِنْ تَجَاوَزْتُ لَاحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ۔ ۵

اگر یکسرِ موئے برتر پرم		فروغِ تجلّی بسوزد پرم

۱؎ ایک درم قرض اٹھارہ درم ہونیکی یہہ **وجہ** ہے کہ بعضے روایات مین آیا ہے کہ ایک درہم قرض خیرات کے دو درہم کے موافق ہے۔ اور خیرات کے دو درہم کے بیس درہم ہوئے۔ جب قرض دینے والے کو اوسکا درہم واپس آجاتا ہے تو دو درہم کم ہوکے اٹھارہ ملین گے ۱۲

۲؎ امام احمد۔ ترمذی۔ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالی نے بصرِ مبارک مین وہ قوت عنایت فرمائی کہ آپنے آسمانون پر سے ہی اوسکے مقام پر اوسکو ملاحظہ فرمایا۔

۳؎ مواہب اللدنیہ مین ہے۔ اور شفا شریف مین دَنٰی اَفَتَدَلّٰی کی تفسیر مین ابن عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا فَارَقَنِیْ جِبْرَئِیْل یعنے جبریل مجہسے جدا ہوگئے الخ۔ اور صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث سے بھی معلوم ہوگیا کہ سدرۃ المنتہٰی جس طرح اترنے والونکی حد ہے اوسی طرح چڑہنے والونکی بھی حد ہے۔ تو جبریل بھی انہین مین داخل ہوگئے اور اسکی تائید روایت ابن ابی حاتم سے ہوتی ہے۔ جسمین فَرَفَضَنِیْ جِبْرَئِیْل ہے۔ یعنے جبریل نے میرا ساتھ نہ دیا۔ سیرت حلبی مین ہے کہ جبریل نے عرض کی ھا اَنْتَ وَرَبُّكَ هٰذَا مَقَامِیْ لَا اَتَعَدَّاهُ یعنے اب آپ ہین اور آپکا پروردگار ہے۔ مجھے اس مقام سے آگے بڑہنا دشوار ہے ۱۲

ع؎ بیہقی وغیرہ راوی ہین ۱۲ وزرقانی ۱۲

ع؎ ابن ماجہ بیہقی حکیم ترمذی نوادر الاصول مین۔ ابن ابی حاتم وغیرہ ۱۲

ع؎ بیہقی وغیرہ ۱۲

ع؎ زید بن حارثہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولے اور دوست تھے قرآن مجید مین انکے سوا کسی اور صحابی کا نام نہین ۱۲

عَطِرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم	بِعَرْفِ شَذِيٍّ مِّنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

پھر مستوی[1] تک میرا عروج ہوا۔ جہان مین قلمون کی آواز سننے لگا۔ پھر میرے[2] لئے رفرف (مقام بلند) لایا گیا۔ اور وہ مسند سبز زرین نورانی تھی مثل تخت رواں کے جس پر سوار ہو کے مین عرش تک پہونچا۔ عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عليه السلام اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ عُمَرُ الْفَارُوْقُ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَيْنِ۔ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ[3] پھر آوازین موقوف ہوگئین۔ مین نے اوسوقت کلام الٰہی[4] سنا۔ فرماتا ہے کچھ فکر نہ کرو۔

---

[1] امام بخاری نے روایت کی۔ جاننا چاہئے کہ اس نوین معراج مین یہہ اشارہ ہی کہ ہجرت کے نوین سال غزوۂ تبوک ہوا ایک لشکر کثیر جو تیس ہزار آدمی تھے جو کبھی اسقدر فراہم نہین ہوے تھے۔ آپ ہمراہ لیکر مدینے سے شام کے طرف روانہ ہوے۔ اسمین توریہ بھی نہ فرمایا بلکہ سب کو آگاہ فرمادیا تاکہ اچھی طرح سے تیاری کرلین۔ باوجود اس تیاری کے وہان لڑائی نہ ہوئی نہ کوئی شہر فتح ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہہ سب قضا و قدر کے کھیل ہین۔ جفا فی قلم اسکو کہتے ہین۔ انصراف عزیمت فرماکے مدینۂ طیبہ کو تشریف فرما ہوے۔ لیکن کسی کو اضطراب نہ تھا۔ سب سلمان وقار و اطمینان سے تھے۔ اور یہہ بھی اشارہ ہے کہ جیسے نوین معراج مین کتابت صحف و صریر اقلام کی آواز آرہی تھی اسیطرح حضرت بھی نوین سال ہی بادشاہون کو نامے لکھنے کا حکم صادر فرماوینگے۔

[2] مواہب اللدنیہ مین لکھا کہ یہہ دسوین شی یعنے یہہ دسوان عروج رفرف سے عرش تک ہوا اور سماع کلام الٰہی و رؤیت باری حاصل ہوئی چونکہ دس سال ہجرت کے ہوے ہین اور اس دس عروج سے اونکو مناسبات لطیفہ ہین۔ اسیواسطے سالہاے ہجری کا ختم انتقال یعنے لقاء جل جلالہ پر ہوا اور تشریف فرمائی دار فنا سے طرف دار بقا کے ہوئی۔ مقعد صدق مین رونق افروز ہوے وسیلہ جو مقام رفیع تھا حاصل ہوا۔ اسیطرح اسرار کی دسوین معراج بھی ملاقات و دیدار و حضور دربار قدس پر ختم ہوئی اور یہہ بھی اشارہ ہے کہ جیسے دسوین معراج مین مقام او ادنیٰ اور سمع خطاب اور رفع حجاب اور ملاقات حق و دیدار ذات بیچون مطلق سے بہرہ یاب ہوے۔ اسیطرح ہجرت کے دسوین سال زیارت بیت اللہ اور حج کعبہ و وقوف عرفہ و اکمال دین و اتمام نعمت سے مشرف رسالتمآب ہوے۔ اور دوسرے بار وہان جو اللہ سے ملاقات ہوئی اشارہ ہے کہ یہان بھی دوسرے بار رب بیت سے ملاقات ہوگی۔

[3] ابن عدی و ابن عساکر و درمنثور یعنے مین نے اونکو علی سے تائید دی۔

[4] شفاء شریف مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسیطرح روایت ہے۔ اور یہہ بھی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ بلا واسطہ اللہ نے وحی فرمائی۔ ابن مسعود وغیرہ سے اسیطرح روایت آئی ہے اور خدا کا کلام موسیٰ علیہ السلام سے حق اور قطعی ہے قرآن مجید مین اس طرح آیت آئی ہے۔ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ یہان فعل کی تاکید مصدر سے معنی حقیقی پر دلالت کرتی ہی جس سے توہم ارادہ مجاز دور ہوجاتا ہے۔ محققین کہتے ہین کہ جب فعل کو مصدر سے موکد کرتے ہین تو اوسوقت فعل حقیقی معنون پر دلالت کرتا ہی اسیواسطے اراد زید ارادۃ کہتے ہین اور اراد الجدار ارادۃ نہین کہتے کیونکہ دیوار سے حقیقی ارادہ متصور ہی نہین۔ پھر حضرت موسیٰ سے جنکا مقام افضل و اعلیٰ ہی اور آپ اون کو چھٹی آسمان پر چھوڑ کر اوس سے بھی اوپر تشریف فرما ہون۔ اونکے حق مین سماع کلام حق کو مستحیل یا مستبعد سمجھنا

اطمینان خاطر آگے بڑہو۔ یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ اُدْنُ [1] صحیح بخاری صفحہ ۱۱۲۱ مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ فِیْمَا یُوْحِی اللّٰهُ الخ یعنے اور نزدیک ہوا جبار رب العزة پس بہت نزدیک ہوا۔ یہانتک اون سے دو کمان کے برابر یا اوس سے بھی نزدیک ہوگیا۔ پس اللہ نے آنحضرت کی طرف حکم بھیجا جو کچھ کہ بھیجا۔ پھر آنحضرت [2] صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو چشم سر سے دیکھا

[1] حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ امام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قول تعالی وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی کی تفسیر مین کہا دَنَا مِنْهُ رَبُّهٗ یعنے اون سے اونکا پروردگار نزدیک ہوا سند بھی اوسکی حسن ہے۔ اور اس روایت کے لئے یہہ شاہد قوی ہے۔ اور جو اوسکا نافی ہے اوسکا قول بے وقعت ہے الخ آیت مین گو دُنو کی تفسیر مین اختلاف ہے لیکن خدا نے جن کے لانے کے لئے جبریل کو سواری دیکر زمین پر روانہ فرمایا ہو اب جبریل سے یہان تقرب و دُنو غور طلب ہے۔ وہ دور کب ہوئے تھے جو نزدیک ہوئے لیکن حدیث مین اُس طرح کا مضمون بھی آیا ہے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو اس اختلاف کو سورۂ والنجم مین انشاء اللہ پوری طور سے بیان کرینگے۔ لیکن یہان حدیث مین تو سب متفق ہین کہ یہہ قرب رب ہے۔ جس سے ہمارا مطلب حاصل ہے۔ اب رہا اس دنو کی تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق علی آبائہ وعلیہ السلام فرماتے ہین کہ اس دنو و قرب کی حد نہین یعنے بیان سے باہر ہے۔ یہان زبان قاصر ہے۔ اَلَا تَرٰی کَیْفَ حُجِبَ جِبْرِیْلُ عَنْ دُنُوِّهٖ یعنے تو کیا نہین سمجھتا کہ جبریل کو اپنے اوس قرب سے کس طرح دور رکہا۔ اور نبی علیہ الصلوٰة والسلام کو کس طرح تقرب سے سرفراز فرمایا۔ الخ (شفاء) غرض یہ کہ تاویل جیسے حدیث مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا الخ وغیرہ میں ہے یا ائمۂ سلف کی طرح اٰمنا بما اراد اللہ وبما قال به رسول اللہ کہہ دیجئے۔ یا متاخرین کی طرح تاویل کرکے دل کو سمجھا لیجئے۔ لیکن اوس معنی پر جزم ہرگز نہ کیجئے

[2] اخرج الترمذی من طریق الحکم بن ابان عن عکرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال رای محمد ربه قال عکرمة الیس یقول اللہ تعالی لا تدرکه الابصار قال ویحک ذاك اذا تجلی بنوره الذی هو نوره وقد رای ربه مرتین مرة ببصره ومرة بفؤاده ورواه الطبرانی بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ترمذی وغیرہ مین ایک اور روایت مسروق سے مروی ہے۔ کہ ابن عباس کعب سے عرفہ مین ملے پھر اون سے کچھ پوچھنے لگے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ ہم بنی ہاشم تو کہتے ہین کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا۔ کعب نے زور سے تکبیر کہی اس طرح کہ پہاڑ گونج گئے۔ (یعنے جب حضرت ابن عباس کو اپنے موافق پایا تو خوشی سے تکبیر کہنے لگے) اور کہا کہ اللہ تعالی نے اپنی رویت اور کلام کو درمیان محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور موسی علیہ السلام کے منقسم کردیا پس حضرت نے دو مرتبہ دیکھا۔ اور موسی نے دو بار کلام کیا۔ امام احمد و مسلم وغیرہما ابوذر سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے حضرت سے سوال کیا کہ هَلْ رَاَیْتَ رَبَّكَ یعنے آپنے اپنے پروردگار کو دیکھا تو آپ نے فرمایا رَاَیْتُ نُوْرًا۔ یعنے اوسکو مین نے

اور اسطرح عرض کی کہ یا اللہ تونے کسی امت کو پتھرون سے ہلاک کیا ۔ اور کسی کو زمین مین دہنسا دیا ۔ اور کسی کو مَسخ کرکے صورت کو بدل ڈالا ۔ اب میری امت کے ساتھہ تو کس طرح معاملہ فرمائیگا ۔ فرمایا کہ اون پر رحمت بھیجونگا ۔ اور اونکی برائیون کو نیکیان کردونگا ۔ جو مجھے پکاریگا اوسکو جواب دونگا ۔ اور جو مجھہ سے مانگے گا اوسکو بیحساب دونگا جس نے مجھپر توکل کیا

بقیہ حاشیہ گذشتہ کہ نور دیکھا کیونکہ جیسے مسلم ابو ذر سے روایت نُورٌ کے راوی ہین ۔ اوسی طرح نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ کے بھی راوی ہین اسی سبب سے قاضی عیاض اپنے بعضے شیوخ سے بفتح نون در انا قل ہین یعنے اوسکو مین نے نورانی دیکھا ۔ ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر سے اسکا ثبوت دیا اب نور کا جسم کہنا غیر مسلم ہے ۔ یا اوسکو تشابہات سے سمجہہ لین یا امام غزالی کی طرح نور کے معنی اَلظَّاهِرُ بِنَفْسِهٖ وَالْمُظْهِرُ لِغَيْرِهٖ کے لین امام اشعری فرماتے ہین اللہ نُوْرٌ لَيْسَ كَالْاَنْوَار لیکن ام المومنین بی بی عائشہ وغیرہا کو رویت کا انکار ہے امام نودی وغیرہ فرماتے ہین کہ بی بی نے حدیث مرفوع سے رویت کی نفی نہین فرمائی اور جو ایسے حدیث ہوتی تو ضرور ذکر فرماتین ۔ صرف ظاہری آیت سے اپنے استنباط فرمایا اور دوسرے صحابہ اسمین آپ کے مخالف ہین ۔ ابن اسحق اپنے مغازی مین ذکر کرتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کسی کو ابن عباس کے پاس روانہ کیا کہ اون سے پوچھین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا یا نہین ۔ تو آپ نے فرمایا ہان ۔ حاکم ونسائی وطبرانی نے ابن عباس سے روایت کی کہ آپنے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اخْتَصَّ مُوسٰى بِالْكَلَامِ وَاِبْرَاهِيْمَ بِالْخُلَّةِ وَمُحَمَّدًا بِالرُّؤْيَةِ غرض یہ کہ مشہور قول ابن عباس کا یہی ہے کہ پروردگار کی رویت اوس چشم مبارک سے ہوئی ۔ بعضے متکلمین نے اس مذہب کو ابن مسعود سے بہی حکایت کیا ہے ۔ ابن اسحق نے ابوہریرہ سے حکایت کی کہ ابوہریرہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ۔ اور عبد الرزاق نے حکایت کی کہ حسن بصری اس بات پر قسم کہاتے تھے کہ آنحضرت نے خدا کو دیکھا ۔ اور نقاش نے حکایت کی کہ امام احمد ابن حنبل نے فرمایا کہ مین بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا قائل ہون آنحضرت نے اپنے آنکھون سے اپنے رب کو دیکھا دیکھا اسقدر تکرار فرمائی کہ آپکی سانس منقطع ہوگئی یعنے حضرت امام احمد کی کتاب السنہ مین ابو محمد خلال اسحق مروزی سے روایت کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ مین نے امام احمد سے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ بی بی عائشہ فرماتی ہین کہ جس نے کہا کہ حضرت نے اللہ تعالی کو دیکھا وہ اللہ پر بڑی جھوٹ باندہتا ہے آپ اون کے قول کو کس طرح دفع کرینگے فرمایا قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رَأَيْتُ رَبِّيْ ہے اور نبی کا قول اون کے قول سے بڑہکر ہے بعضا علما کہتے ہین کہ رَأَيْتُ نُوْرًا رویت کے لئے نص ہے ۔ اور اوسکی یون تاویل کرنا کہ وہ نور مجھے رویت سے مانع ہوا جیسے انوار حائل کی عادت ہے یہ قیاس ہے اشیاء خارق عادت کا جو عقل سے پرے ہین اوپر اشیاء محسوسہ عادی کے اور یہ خطا یقینی ہے حضرت امام ابو الحسن اشعری اور ایک جماعت آپکے اصحاب سے کہتی ہے کہ آنحضرت نے بصر سے اور چشم سر سے اللہ تعالی کو دیکھا ۔ اور امام نودی فرماتے ہین کہ اکثر علما اسی طرف ہین کہ شب اسرے مین رویت چشم سر سے ہوئی ۔ اور اسکا ثبوت آنحضرت سے سماعت کرنے پر ہی ہوا ہے جسمین کوئی شک نہین (شفا شریف مع شرح و بعضے زیادتی)

ہین نے اوسکو مُستغنی عن الکل کیا۔ دنیا مین اونکے گناہون کو پوشیدہ کرکے اپنی ستاری کی شان دکہلاؤنگا۔ آخرت مین تمکو شفیع کرکے غفاری کی شان بتلاؤنگا۔ چونکہ حبیب کو حبیب سے بات چیت کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے اسلیئے تمہاری امت کا حساب لونگا۔ ورنہ چاہون تو بیحساب کے بھی بخشدونگا پہر حضرت سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات واپسی کے وقت اس طرح گویا ہوے۔ کہ اے میرے پالنے والے۔ جو سفر سے واپس آتا ہے۔ وہ تحفہ لاتا ہے۔ میری امت کیلیئے تو کونسا تحفہ عنایت فرماتا ہی۔ ارشاد ہوا۔ اَنَا لَهُمْ مَا عَاشُوا۔ وَاَنَا لَهُمْ اِذَا مَاتُوا

بقیہ حاشیۂ گذشتہ} اور امام اشعری نے یہہ بھی فرمایا کہ جو جو معجزے نبیون کو عنایت ہوے وہ سب ہمارے حضرت کو ملے۔ اور رؤیت کی خصوصیت آپ کے ہی لئے ہے جسکے باعث سب پر فضیلت ہے حضرت قاضی عیاض فرماتے ہین کہ حق آ جسمین کسی قسم کا شک نہین یہہ ہے کہ عقلی طور سے خدا کی رویت دنیا مین جائز ہے اور دنیا مین اوسکے جواز کی یہہ دلیل ہے کہ حضرت موسی نے رؤیت کا سوال کیا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ) کہا اور کونسی چیز بن اللہ کیلئے جائز اور کونسی ناجائز ہین اسکا علم نبی کو ہونا محال ہے (کیونکہ جب رؤیت محال ہو تو اوس کے جواز کا معتقد کافر وضال ہے) بلکہ آپنے جائز شئے کا سوال کیا جو مستحیل نتھی۔ لیکن اوس رؤیت کا مشاہدہ اور وقوع ہمارے نبی کے لئے خاص تھا جو ایسے امور غیبی سے تھا جسکا علم اللہ کو ہی اونکو جواب ملا لَنْ تَرَانِیْ یعنے تم مجھے نہین دیکھ سکتے (لن اُریٰ یعنے مجھے کوئی نہین دیکھ سکتا نہین فرمایا۔ بلکہ دیکھنے والے دیکھین گے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ یعنے یتیم کے مال کے نزدیک نہ جاؤ) تم مین یہہ طاقت نہین پہر ایک مثال دی جو تم سے جسامت مین قوی تر اور ثابت تر ہو دیکھ فرمایا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جاے پر قرار پکڑے تو تم بھی دیکھ لوگے) اسمین دنیا مین رؤیت محال ہونے کی کوئی دلیل نہین ہے۔ اور شرع مین بھی کوئی دلیل قطعی اوس کے استحالہ اور امتناع پر نہین ہے) کیونکہ ہر موجود کی رویت جایز ہے اور آیت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اسکے منع پر حجت نہین ہوسکتی اسلیئے کہ اس آیت مین مختلف تاویلات ہین اور بعضون نے اسی آیت سے جواز رویت اور اوسکا عدم استحالہ فی الجملہ استخراج کیا ہی (کیونکہ مفہوم نفی احاطہ سے جواز رویت ہے اسلیئے کہ بلغاء کے پاس نفی شئے سے جواز نکلتا ہے۔ نہین تو نفی عبث ہوگی۔ دیوار کو نہین کہا جاتا کہ اسکو علم نہین ہے اللہ تعالی نے نفی ادراک ابصار کو سیاق مدح مین بیان فرمایا اور مدح امر ثبوتی وکمالی سے ہوتی ہے نہ صرف عدم سے۔ پس ہر نفی جو مدح مین مستعمل ہوتی ہے وہ متضمن امر وجودی کو ہوتی ہے۔ جیسے نفی موت حیات سرمدی کو شامل ہے۔ اگر نفی ابصار کے یہہ معنی لئے جائین کہ اوسکا دیکھنا ہرگز ممکن نہین مثل اور معدومات کے تو یہہ تعریف نہوگی) اور بعضون نے کہا کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے معنی لَا تُحِيْطُهُ ہین یہی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ کسی نے یہہ تاویل کی کہ ابصار نہین پاتے مبصر پاتے ہین (بسبب بصر کے اور قوت الہی عنایت ہو تو پاسکتے ہین معنی یہہ ہین کہ ادراک مبصر کو بواسطۂ بصر ہوسکتا ہی۔ ذات بصر کو ادراک نہین) الخ ابو العباس قرطبی کہتے ہین کہ اس آیت مین الابصار جمع اور اوسپر الف لام ہے تو وجہ تخصیص قبول کرے گی۔

وَاَنَا لَهُمْ فِی الْقُبُوْرِ۔ وَاَنَا لَهُمْ فِی النُّشُوْرِ یعنے جب تک زندے ہین مین انکا حافظ و ناصر ہون۔ اور نزع مین بگڑی بنانے پر قادر ہون یہی اونکا حامی ہون

بقیہ حاشیہ گذشتہ کو اور دلیل نقلی سے تخصیص ثابت ہوگئی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ یعنے بیشک وہ قیامت مین اپنے رب کے دیکھنے سے محروم ہین۔ تو یہہ محجوب کفار ہین اس دلیل سے جو دوسری آیت ہے۔ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ یعنے کئی منہ اوس دن تازے ہین اپنے رب کی طرف دیکھتے۔ تو بنص آیت سے مسلمانون کے لئے دیدار ثابت ہوگیا جب آخرت مین جایز ہوا تو دنیا مین بھی جایز ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دونو وقت بہ نسبت مرئی یعنے ذات حق کے برابر ہین۔ اور کہتے ہین کہ اثبات رؤیت اور نفی ادراک مین منافات بھی نہین ہے اس لئے کہ ادراک رؤیت سے اخص ہے۔ اور نفی اخص سے انتفاء اعم نہین ہوتا اور ادراک منفی جس طرح بعضون نے کہا اوسکی حقیقت کو پہچاننا ہے تو کسی کو بھی نہین معلوم وہی خوب جانتا ہے۔ اگرچہ مسلمان اوسکو دیکھین گے جیسے کسی نے چاند کو دیکھا تو کیا اوسکی حقیقت و ماہیت کو بھی ادراک کیا پس وہ عظیم تو سب سے اعلی و برتر ہے۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ یا ادراک سے مراد احاطہ ہے۔ اور عدم احاطہ سے رؤیت کا عدم لازم نہین ہوتا جیسے عدم احاطہ علم مستلزم عدم علم کو نہین۔ دیکھو لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ مین عدم احصار ثنا عدم ثنا کو مستلزم نہین ہے۔ اسیطرح یہان بھی۔ معتزلہ جو ثبات مین رؤیت کا انکار کرتے ہین وہ یہہ علت بیان کرتے ہین کہ مرئی مقابل ہونا یا حکم مین مقابل کے ہونا چاہیئے اور رؤیت کے جتنے شرطین ہین وہ سب ہونا چاہیئے۔ لیکن اونہون نے یہہ نہین سمجھا کہ خدا کی ذات سب ذاتون سے علیحدہ ہے اگر کسی شئے مین کوئی حکم ثابت ہو تو اوس کے مخالف مین بھی اوسی طرح کا حکم ثابت ہونا ضرور نہین کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

لجماعة کفروا برؤیة ربهم	ولقائه فهم حمیر موکفة
فکما هم علموا بلا کیف فنحن	نری فلو تنفعهم بالبلکفة

اگر یہی شرط مقابلہ وغیرہ رؤیت باری مین ضروری سمجھی جائے تو خدا تعالی کا بھی ہمکو دیکھنا باطل ہوجائیگا اور مواہب اللدنیہ مین نفی رؤیت کے متعلق حافظ ابن حجر سے بروایت ام المؤمنین جو حدیث منقول ہوئی ہے وہ لفظا حدیث مرفوع کے نہین چنانچہ علامہ زرقانی نے اوس کے شرح مین تصریح کی ہے یہہ فقیر کہتا ہے کہ حضرت ام المؤمنین کو جو انکار ہے۔ درحقیقت وہ صریح انکار نہین۔ اور اوسکی یہہ تاویل ہے کہ مخلوقات کو بصرسے دیکھنے میں جہت وغیرہ شرط ہے اوسپر توقف رؤیت باری کا نہین تو آپ یہہ انکار درحقیقت شرطون کا ہے انکار ہے جو مخلوقات کی رؤیت مین ضرور ہے اسی واسطے آپ نے لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ فرمایا۔ یعنے اس طرح کے قائل ہوجانا جس طرح مخلوق کی رؤیت مین جہت کی احتیاج ہوتی ہے یہ ایسی بات ہے جس کے سننے سے میرے

جب قبر مین جائین گے مین اونکو کافی ہون جب حشر مین آئین گے۔ پھر آپؑ یون عرض کرنے لگے۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ یعنے

بقیۂ حاشیہ گذشتہ کہ رونگٹے کھڑے ہو گئے لیکن باس طرح جبرئیل کی رویت ممکن ہے تو فرمائین لکن رآی جبرئیل اوسکی نظیر وہ ہے جو سماع موتی مین بی بی نے انکار فرمایا وحقیقت وہ اوس سماع سے انکار ہے جو صماخ یعنے سوراخ گوش تک ہوا کا پہونچنا ہے۔ اسیواسطے آپ نے یَعْلَمُوْنَ فرمایا۔ اور ادراک موتی کے آپ قائل تھے چنانچہ ترمذی وغیرہ مین اپنے بھائی کی قبر پر جاکر مخاطب ہونا۔ اور مشکواۃ وغیرہ مین بعد دفن سعد نا عمر سب جسم کو ڈھانپے ہوے اپنے حجرے مین جانا مذکور ہے تو جس طرح یہان ایک خاص سماعت کا انکار ہے اوسی طرح وہان بھی ایک خاص رؤیت کی نفی ہے۔ اور جو مطلق عدم امکان رویت کے آپ قائل ہوتین تو قیامت مین بھی رُویت کا انکار فرماتین حالانکہ آپ سے ہرگز منقول نہین اور دوسری یہ بھی تاویل ہوسکتی ہے کہ یہہ نفی رویت ہے نہ نفی اراءت جیسے اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَاءُ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ مین نفی اسماع ہے نہ نفی سماع غرض یہہ کہ جو جو باتین ایسی ہوتی ہین کہ طاقت بشری سے خارج اور محض فضل وعنایاتِ الٰہی پر موقوف ہوا ایسی جاے پر بلحاظِ ایجادِ فعل فاعل سے فعل کی نفی ہوتی ہے اور بلحاظ کسب اوسکا ثبوت چنانچہ مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی اسپر شاہد ہے۔ تو اب رؤیتِ باریتعالی ایک ایسی خرقِ عادت ہے جو کسی نبی کو بھی عنایت نہین ہوئی تھی۔ تو ایسے عظیم الشان فعل کا استناد اوسی عظیم کے طرف ہونے کو مناسب سمجھتی تھین اور یہہ انکار بلحاظ ایجادِ رؤیت کے ہے نہ بسبب کسب رؤیت چنانچہ آپ نے دو آیتین اس محل پر پڑہین۔ ایک تو لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ جس کے یہہ معنی بھی ہوسکتے ہین کہ اوسکو نظرین نہین دیکھہ سکتین۔ اور وہ نظرون کو دیکھہ سکتا ہے اسمین اشارہ ہے کہ نظر سے نظر تو ملی ہوئی ہے لیکن رؤیت کو فضل درکار ہے۔ بندہ کا اسمین کیا اختیار ہے۔ ہان جس پر سب نعمتین ختم ہوگئین اوسی انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ مقام عنایت ہوا۔ دوسری آیت آپنے وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْمِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْیُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَاءُ پڑہین اس سے بھی اراءت یعنے دکہلانا ثابت ہوتا ہے بتفسیر آیت مین قاضی عیاض شفا مین فرماتے ہین کہ کلام تین قسم پر ہے ایک حجاب سے جیسے حضرت موسٰے سے ہوا۔ یا فرشتے کے ذریعہ سے جیسے کل انبیا اور اکثر حال ہمارے نبی علیہ السلام کا تھا۔ اب تقسیم کلام کی جو صورتین ہین اوسمین صرف کلام مع المشاہدہ باقی رہگیا وہ وحی ہے جس کے طرف اشارہ ہے اِلَّا وَحْیًا اس کے بعد آپ نے یہہ کہا کہ جو شخص کہے کہ کل کی بات آپ جانتے ہین تو وہ جھوٹ کہا الخ حالانکہ آپ سے صحیح مسلم مین اس طرح بھی مروی ہے مَھْمَا یَکْتُمُ النَّاسُ یَعْلَمُہُ اللّٰہُ یعنے جب لوگ چھپائین اللہ آپ کو آگاہ فرماویگا تو اس سے ثابت ہوا کہ علم غیب ذاتی کسی کو نہین ہان عطائی اور وہبی اپنے خاص بندون کو عنایت فرماتا ہے جس طرح قرآن شریف

سب عبادتین بدنی اور بدنی اور مالی اللہ کے لئے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا۔ اس طرح
خطاب آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنے تم پر
سلام اے پیغمبر اور خدا کی رحمت اور اوسکی برکتین حضرت سید الاولیا غوث الثقلین رضی اللہ
وارضاہ عنا فرماتے ہین کہ آداب مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غور کرو کہ اوس شاہنشاہ
حقیقی کی عظمت کے لحاظ سے ردِ سلام نہین کرتے۔ مکافات کا دم نہین بھرتے بلکہ
آپکو بے اختیار اوسوقت اپنی تابعین یاد آئے۔ مومنین کے حقایق نظر پڑے۔ تو اون

بقیہ حاشیہ گذشتہ کہ مین فرمایا فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنے نہین خبردار کرتا ہے اپنے غیب پر مگر جسکو کہ پیمبرون سے پسند کرتا ہے تو اب ام المومنین کا علم غیب کو رویت کے ہمراہ بیان کرنا ایک صریح اشارہ جواز رویت پر ہے یعنے جیسے علم غیب اللہ کا غایت شدہ ہے بے فضل وعنایت کسی کو سرفراز نہین ہوتا اسیطرح رویت کا حال ہے قرآن مجید انک لا تھدی من احببت انک لتھدی الی صراط مستقیم وغیرہ نظائر موجود ہین تو اب ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ ام المومنین کا انکار من وجہ ہے۔ اور صوفیہ کے پاس تو اس طریق سے بھی تطبیق ہو سکتی ہے جو روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اوپر مذکور ہوئی یعنے نہ دیکھنا اوسوقت مین ہے اِذَا تَجَلّٰى بِنُوْرِهِ الَّذِیْ ھُوَ نُوْرُہٗ یعنے جب اپنے کو نہ دکھلانا منظور ہو تو اوس طرحکی تجلی فرماتا ہے ع ہر تجلی برنگ دیگر ہست۔ اے خدا جو کچھہ مین نے لکھا اوسمین مجھسے مواخذہ نکر۔ اور بہ برکت صدیقہ بنت صدیق اور اون کے شوہر سید الصدیقین علیہ وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے مجھے اون کے غلامون مین محشور کر۔ ورنہ کسی کا قول اس تاویل مین میری نظر سے نہین گذرا کیونکہ تھوڑے تو ایسے سپوت تھے کہ اپنی مان کا تخطئہ کرتے ہین۔ اور تھوڑے تو اوسکو مذہب قرار دیکے قیامت کی رویت سے بھی انکار کرتے ہین۔ للہ الحمد جو کچھہ اس فقیر کے قلم سے نکلا ہے وہ صرف ام المومنین کی محبت مین نکلا ہے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین جلد اول صفحہ ۵۸ مین فرماتے ہین وَنُؤْمِنُ بِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰى اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ لَیْلَۃَ الْاِسْرَاءِ بِعَیْنَیْ رَاْسِہٖ لَا بِفُؤَادِہٖ وَلَا فِی الْمَنَامِ یعنے ہم اس بات پر ایمان لاتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو چشم سر سے دیکھا نہ دل سے اور نہ خواب مین۔ پہر احادیث کو بیان فرمایا۔ امام سبکی فرماتے ہین کہ جب رویت حدیث سے ثابت ہوگئی گو وہ آحاد ہو اوسپر اعتماد کرنا چاہیئے۔ قطعی ومتواتر ہونے کی ضرورت نہین یہہ اون مسائل اعتقاد سے نہین ہے جس مین قطعیت کی شرط ہے ۱۲

عہ جب سب مسلمانون کی یاد ہوی اوس جد اعلے نے اس دین کے زندہ کرنے والے فرزند کو تو ضرور ہی یاد فرمایا ہوگا جس طرح مشہور ہے اور شہید خوب کہا

تھا جو اوس مکرم کے دوش پر قدم تیرا	باؤن غوث اعظم کے ہین سر دن پہ عالم کے

سب کو سلام حق مین شریک فرمالیا۔ اور یون ارشاد کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی
عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ یعنے سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندون پر الخ فرشتون نے
کہا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
ہم گواہی دیتے ہین کہ لایق عبادت کے کوئی نہین سوائے اللہ کے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ف

سلہ خیال آتا ہے کہ سرکار نے صالحین کو یاد فرمایا گنہگارون کی یاد نہین فرمائی کیا ہمین وہ شاہ امم بھول تو نہین گئے ہم گرچہ نہین لایق دربار تمہارے کہلاتے ہین پر بندہ سرکار تمہارے ہی اچھے رہین نزدیک سارے جانین کہ ہر کوڑ گل ہین تمہارے ہین و گرفتار تمہارے بعضے بزرگون نے یہہ نکتہ کہا کہ آپ رحمۃ للعلمین تھے۔ اور نظر عنایت آپ کی گنہگارون پر زیادہ تھی۔ آپنے اوس مقام قرب و حضور مین گنہگارون کو صالحین سے پہلے یاد فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا بصیغہ متکلم مع الغیر فرمایا یعنے سلام ہم سب پر۔ اَلسَّلَامُ عَلَیَّ یعنے مجھ پر بصیغہ واحد متکلم نہ فرمایا۔ بنظر غریب پروری اپنے ساتھ شامل کرلیا۔ ایک نکتہ عَلَیْنَا مین یہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ متغایر ہوتے ہین۔ صالحین کو تو صلاحیت کافی ہے اسواسطے دنکو علیحدہ فرمایا۔ بیچارے گنہگار کس منہ سے علیحدہ ہون گے۔ اس دامن مبارک سے کیسے جدا ہون گے۔ ع اب جو ہم تیرے آستان سے گئے تو ہم نے جانا کہ دوجہان سے گئے۔ اسواسطے اون کو اپنے دامن پاک مین چھپالیا۔ عَلَیْنَا کہہ کے اپنے ہمراہ لیا ۱۲۔

سلہ چونکہ نماز مسلمانون کی معراج ہے اس لئے تشہد کا پڑہنا اوسمین مقرر ہوا۔ اور سب فقہا لکھتے ہین کہ اسکو اخبار نہ سمجھے بلکہ انشا سمجھے۔ یعنے اسمین حمد وثنا رخدا اور سلام حضور مصطفے عرض کر رہا ہون امام غزالی نے تو صاف کہدیا۔ اَحْضِرْ شَخْصَہٗ الْکَرِیْمَ فِیْ قَلْبِکَ۔ فَاِنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَیَرُدُّ عَلَیْکَ مَاھُوَ اَوْفٰی عَنْکَ یعنے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہنے کے پہلے حضرت کی ذات مقدس کو دل مین حاضر کر۔ تیرا سلام حضرت کو پہونچے گا اور جواب دین گے اوس سے بہتر الخ اسیواسطے بعضے بزرگون نے کہا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جواب تجھکو ملتا ہے اوس کو عام کر اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ کہ معراج مین حضرت پر جب خدا نے سلام بھیجا آپنے اوس کو عام کیا تھا اب نبی کریم کے برکات جب ہم پر نازل ہون تو ہمکو چاہیئے کہ اوسکو بھی عام کرین حضرت امام ربانی شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین و نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ عین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصا در حالت عبادت الخ مولوی اسمعیل دہلوی علیہ ما علیہ نے صراط مستقیم مین اوس تصور مبارک کو بہت ہی بری چیز سے تشبیہ دی ہے مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی نے اپنے رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ علے کفریات ابی الوہابیہ مین اوسکی خوب ہی خبر لی ہے جَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرَ الْجَزَا ۱۲۔

اوس کے رسول ہین اور اوس کے بندے ۔

عَطِرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم	بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

پھر مجھہ پر رات دن مین پچاس نمازین فرض کی گئین مین موسٰی علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہون نے پوچھا کہ آپکے پروردگار نے کسقدر نمازون کو آپ کی امت[۱] پر فرض فرمایا مین نے کہا پچاس نمازین۔ موسٰی علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیے۔ اور اسمین تخفیف کروالیجیے۔ آپکی امت مین اسقدر طاقت نہین۔ اوسکی ادائی کی قوت نہین ہے مین نے بنی اسرائیل کو بہت آزمایا۔ آخر انکو کہوٹا پایا۔ دو نمازین اون پر فرض تھین جسکو اونہون نے پوری طور سے نہ ادا کین۔ آپنے جبرئیل سے تخفیف مین مشورہ کیا۔ جبرئیل نے اسی طرف اشارہ کیا۔ فَعَلَا بِهٖ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهٗ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِيْ لَا تَسْتَطِيْعُ هٰذَا یعنی پھر آپ عروج فرماکے جبار جل جلالہ کے پاس حاضر ہوئے اور اس طرح عرض کرنے لگے۔ کہ اے میرے رب ہمارسے تخفیف کیجیو (یہی مقصد ل ہے)

[۱] آپ کی امت کہنے مین یہہ نکتہ ہے کہ اسقدر نمازین ادا نہ ہونے کی علت موسٰی علیہ السلام بیان کرنیوالے ہین تو آپ عدم طاقت سے منسوب نہون بلکہ امت کو منسوب کیا یہہ حسن ادب ہے۔ کیونکہ آپ کے لئے نماز مین تو آنکھون کی تہنڈک تھی۔ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ فرماتے تھے نماز مین آنکھون کی تہنڈک کہنے مین یہہ اشارہ ہے کہ خود نماز آنکھون کی تہنڈک نہین ہے بلکہ نماز مین کوئی اور شے قُرَّةُ عین ہے ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُرَّةَ عُيُوْنِنَا فِي الصَّلٰوةِ ۱۲

اسقدر نمازین میری امت سے ادا ہونا مشکل ہے مجھہ سے[1] پانچ کم ہوگئین مین موسیٰ علیہ السلام کے
پاس واپس آکر کہا۔ کہ خدا نے پانچ نمازونکو کم کردیا۔ انہون نے کہا آپکی امت پر یہہ بھی
گرانبار ہے۔ بہت دشوار ہے۔ آپ اپنے رب کے پاس پہر پلٹ کر جائیے۔ اور تخفیف
کروائیے۔ مین[2] پروردگار کے پاس جاکر مناجات کرتا۔ پہر واپس آکے موسیٰ سے ملاقات
کرتا۔ اسی آنے جانے مین رہا۔ آخر مین ارشاد باری ہوا۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہر دن رات مین تم پر پانچ نمازین مقرر ہین۔ لیکن ہر نماز کو دس حصے ثواب ہے پس
یہہ پچاس نماز کے برابر ہین اور جس نے نیکی کا ارادہ مصمم کرکے پہر نہین کیا تو اوسکے لئے
ایک نیکی لکھی جائیگی اور جسنے کیا تو دس۔ اور جو برائی کا عزم کرکے نہین کیا تو اوسکی
کچہہ بھی نہین لکہا جائیگا و بس اور جس نے کیا تو اوسپر ایک برائی لکھی گئی۔ فرماتے ہین
پہر مین اترا تو منادی[3] نے ندا دی۔ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ

---

[1] نماز کی تخفیف کسی روایت مین شطر کسی مین عشر کسی مین خمس ہے **قاعدہ** ہے کہ جب اجمال وتفصیل دونو طرح سے روایت آئی ہو تو اجمال کو تفصیل پر محمول کرینگے پہر **تطبیق** ہوگئی تعارض کہان رہا یعنے دو بار مین دس کم ہوئین اور پانچ مرتبے مین شطر یعنے نصف ۱۲

[2] غنیۃ الطالبین صفحہ ۵۹ مین ہے کہ ابوبکر بن سلیمان کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شب اسریٰ مین گیارا بار دیدار رب ہوا نو مرتبہ اسی پانچ پانچ کے کم ہونیمین جو حدیث سے ثابت ہے۔ اور دو بار قرآن مجید سے انتہٰی۔
اسی شب اسریٰ مین جو نماز فرض ہوئی۔ اسمین یہہ **نکتہ** ہے۔ کہ اوس رات مین آپنے فرشتون کو عبادت مین ملاحظہ فرمایا۔ کوئی قیام مین ہے بیٹھتا ہی نہین۔ کوئی رکوع مین ہے تو اوسی مین ہے سجدہ کرنا جانتا ہی نہین۔ کوئی ساجد ہے کہ سجدہ سے سر اٹھانا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مختلف عبادتون کو آپکی اور آپ کی امت کے لئے اس طرح ایک رکعت مین جمع کردیا اور یہہ بھی **نکتہ** ہے کہ نماز ایسی مہتم بالشان چیز ہے جو خدا نے آنحضرت کو بلا واسطہ کسی کے دوبدو فرضیت کا حکم دیا اور کس قدر مراجعت پر اس پانچ کا حکم قرار پایا ۱۲

[3] حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام بغیر واسطہ شب اسرا مین ہونیکی یہہ بڑی دلیل ہے ۱۲

یعنے مین نے تیرے فرض کو پورا کیا اور میرے بندون سے تخفیف بھی کی۔ پہر موسیٰ کے پاس پہونچا۔ سب واقعہ بیان کیا۔ اونہون نے کہا۔ پہر جاکر عرض حال کیجئے تخفیف کا سوال کیجئے۔ پس مین نے کہا کہ اسقدر مین نے بار بار تکرار کی کہ اب مجہے قبول کرنا ناگزیر ہے پہر اب عرض کرنے شرم دامنگیر ہے۔ بعضے صوفیون نے اس اعادۂ موسیٰ مین یہہ نکتہ بتلایا۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے رویت کا سوال کیا تھا لیکن وہ آرزو پوری نہونے پائی۔ تو اوسی شوق مین بیچینی تھی اور امید بندہی ہوئی تھی جب یہہ بات متحقق ہوگئی۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رویت سے سرفراز ہوئی۔ تو اب آپ اونہین کی صورت کے مشتاق ہوے۔ اسی لئے واپسی کا سوال کرتے تھے۔ گویا یون زبان حال سے کہتے تھے کہ تم جاکر اوسکو دیکہو ہم آپ کو دیکہین۔ وہ انوار جو آپ کی صورت پر چمک رہے ہین اوس سے ہم جگر کی چوٹ سینکین۔ کسی شاعر نے کہا ہے

وَاِنَّمَا السِّرُّ فِي مُوسٰى يُرَدِّدُهُ	لِيَجْتَلِي حُسْنَ لَيْلٰى حِيْنَ يَشْهَدُهُ
يَبْدُو سَنَاهَا عَلٰى وَجْهِ الرَّسُوْلِ فَيَا	لِلّٰهِ دَرُّ رَسُوْلٍ حِيْنَ اَشْهَدُهُ

لہ حضرت موسیٰ کا بار بار بلٹانے مین یہہ لطیفہ تھا کہ آپنے صفتِ امت محمدی کو دیکہہ کے عرض کی کہ پروردگار اوسکو میری امت کردے تو حکم ہوا تھا کہ وہ امت احمدی ہے۔ پھر خود بھی اس امت مین ہونے کا سوال کیا تھا اب اس بار بار اعادہ کا سبب ہے گویا آپ اپنے کو اوسمین شمار کرتے ہین۔ اسکو حافظ ابن حجر سہیلی سے نقل کرتے ہین۔

سلہ ابن منیر کہتے ہین کہ اب پانچ کے بعد سوال نہ کرنے مین یہہ لطیفہ ہے کہ پانچ پانچ تو کم ہو رہے ہین اگر اس پانچ پر بھی کمی کا سوال کرین تو کل معاف کرنے کا سوال ہے۔ جس سے شرمندگی شامل حال ہے۔ افسوس کہ اوس پانچ کا ادا کرنا بھی اکثر امت پر دشوار ہوگیا۔ خصوص عورتین اکثر تارک نماز ہین۔ اور بہت سے مصلی ایسے ہین جو پورے شروط ادا نہین کرتے خدائے تعالے ہم مسلمانون کو نیک توفیق دے ۱۲۔

عَطِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ اُلْكَرِيْم	بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْم

جب کسی جماعت ملائکہ پر میرا گذر ہوتا وہ یہی کہتے کہ آپ پچھنے لگائیے۔ اور اپنی امت کو بھی
حکم فرمائیے۔ جب آپ سفرِ اسرار سے واپس تشریف فرما ہو رہے تھے کسی راہ مین (شگیان)
قریش کے ایک اونٹ پر گذر ہوا۔ وہان دو خرجیان ایک سیاہ اور سفید اوسپر لادنے کیلیے
رکھی تھین اونٹ کو لادنے کیلیے جب سامنے لائے وہ بہاگا۔ پہر کسی نے اوسے پکڑ لایا۔ پھر
آپنے فرمایا کہ مین نے اونپر سلام کیا۔ لوگون نے کہا یہہ صوتِ احمد ہی۔ آواز محمد ہی صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ
صبح کے پہلے تشریف فرما ہوے۔ اور قوم کو اون نشانیون سے آگاہ فرمانے لگے۔ کہ مین
تمہارے اونٹون پر سے گذرا فلان مقام سے آتے تھے۔ اور جو اونٹ کہو گیا تھا فلان شخص
اوسکو لایا۔ اور آگے قافلے کے ایک اونٹ سیاہ و سفید رنگ کا ہے جسپر کالی کمل اور دو
خرجیان ہین۔ قافلہ فلان روز پہونچیگا۔ اوس دن کچھ قریب نصف نہار تک لوگ انتظار مین
تھے کہ قافلہ پہونچا جس طرح سے کہ حضرت نے اوسکا وصف بیان فرمایا تھا۔ ایک روایت[۱] مین ہے
کہ روز چہارشنبہ کا وعدہ فرمایا اور آفتاب[۳] قریب غروب ہونیکے پہونچا لیکن قافلہ نہین آیا
حضرت نے دعا کی آفتاب رک گیا۔ یہانتک کہ قافلہ آگیا۔ ایک[۲] روایت مین ہے کہ جب
شبِ اسرار کی صبح ہوئی وَعَرَفْتُ اَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيْ فَقَعَدْتُ مُعْتَزِلًا حَزِيْنًا
یعنے مین سمجھ گیا کہ مجھے لوگ جھٹلائین گے (اونگلیون سے تبلائین گے) مین غمگین ایک کنارے

لہ ابن ابی شیبہ امام احمد نسائی بزار طبرانی ابن مردویہ ابونعیم دلائل مین ابن عباس سے راوی ہین ۱۲ لہ بخاری مسلم و نسائی و ترمذی و ابن جریر جابر سے راوی ہین ۱۲ لہ بیہقی روایت کرتے ہین [illegible]

بیٹہا تہا کہ عدو اللہ ابوجہل آیا۔ اور نزدیک بیٹہا۔ تہٹے سی پوچہا کہ آج بہی کچہہ ہوا ہی۔ کوئی نیا واقعہ گذرا ہی۔ آپنے فرمایا ہان کہا فرمائیے وہ کیا ہی۔ فرمایا آج مجہے سیر کہلائی گئی کہا کہانتک فرمایا بیت المقدس یعنے پاک مکان تک۔ پہر کہا کہ اگر قوم کو بلاؤن تو جو آپنے مجہہ سے بیان کیا ہے وہ اونسے بہی فرمائین گے۔ آپنے فرمایا ہان (ہم سب کہین گے کسی سے نہ شرمائین گے) پکارا اے گروہ بنی کعب بن لوی۔ اوسکی آواز پر خلقت جمع ہوگئی آپنے حسب سابق اونسے بہی بیان کیا اپنا سارا قصہ عیان کیا یہہ سنکر کسی نے تالیان بجائین۔ کسی نے بیہودہ باتین سنائین۔ کوئی تعجب سے اپنے سر پر ہاتہہ دہرتا۔ کوئی تمسخر کرتا۔ پہر اونہون نے کہا اوس مسجد کا حال بیان کیجے۔ وہ رازِ مخفی عیان کیجے اونمین وہ لوگ بہی ہمراہ تہے۔ جو اوس مقام سے آگاہ تہے۔ حضرت نے اوسکو بیان کیا۔ فرمایا کہ بعض باتومین مجہے التباس ہوا۔ پہر بیت المقدس میرے پیش نظر ہوگیا مین نے دیکہہ دیکہہ سب بیان کیا۔ ایک روایت مین حضرت بی بی عائشہ[1] علی بعلہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے

---

[1] حاکم نے تصحیح کی اور ابن مردویہ و بیہقی دلائل مین (در منثور) بی بی عائشہ کی روایت منکرین معراج خوب غور سے ملاحظہ کرین ازالہ اوہام صفحہ ۲۸۹ مین مرزا قادیانی نے لکہا کہ آنحضرت کی رفع جسمی کے بارے مین یعنے اسرارہ مین کہ وہ جسم کی سمیت شب معراج مین آسمان کی طرف اٹہائے گئے تہے تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تہا جیساکہ مسیح کے اٹہائے جانے کی نسبت اس زمانے کے لوگ اعتقاد رکہتے ہین یعنے جسم کے سات اُٹہائے جانا اور پہر جسم کے سات اترنا۔ لیکن پہر بہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو تسلیم نہین کرتین اور کہتی ہین کہ وہ ایک رؤیا صالحہ تہی۔ اور کسی نے حضرت عائشہ کا نام نعوذ باللہ ملحدہ یا ضالہ نہین رکہا اور نہ اجماع کے برخلاف بات کرنے سے اوسپر ٹوٹ کر پڑ گئے۔ پہر یہہ بہی دیکہنا چاہئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج کا مسئلہ بالکل مسیح کے جسمانی طور پر آسمان پر چڑہنے اور آسمان سے اترنیکا ہمشکل ہے اور ایک ہمشکل مقدمہ کے بارے مین بعض صحابہ جلیلہ کا ہماری رائے کے مطابق رائے ظاہر کرنا درحقیقت ایک دوسرے پیرایہ مین ہماری رائے کی تائید ہے یعنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمانی معراج کی نسبت انکار کرنا درحقیقت وہ در پردہ مسیح کے جسمانی رفع و معراج سے بہی انکار ہے الخ فقیر کہتا ہے کہ اس عبارت کو غور سے ملاحظہ کرین اول کہا کہ تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تہا پہر کہتے ہین کہ نہ اجماع کے خلاف بات کرنے سے اوسپر ٹوٹ کر پڑ گئے۔ (لو اب تو اجماع صحابہ بہی ہوگیا) پہر کہا

کہ آپ فرماتی ہین کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی بعد نماز صبح اپنے
لوگون سے بیان فرمایا۔ فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانُوا آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ یعنے لوگ مومن

بقیہ حاشیہ گذشتہ کہ جسمانی معراج کا مسئلہ بالکل مسیح کے جسمانی طور پر آسمان پر جانے اور آسمان سے اترنے کا ہمشکل ہے الخ
۵ کیا لطف ہے غیر پردہ کھولے تو جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہین کہ جیسے معراج ہے اوسی طرح حضرت
عیسیٰ کا نزول ہے۔ خود آپ بھی اسکے قائل ہین۔ پھر کہا حضرت عائشہ کا انکار کرنا الخ افسوس کہ جب اجماع صحابہ کے مقابلہ مین حضرت
بی بی عائشہ کا قول لایا گیا تھا۔ اوسکا کوئی ماخذ تو بیان کیا جاتا صرف زبانی جمع خرچ سے کیا کام نکلتا ہے۔ مرزا حیرت بھی
بار بار یہی کہتا ہے کہ بی بی عائشہ کا وہی مذہب تھا۔ ہم نے تو حاکم و بیہقی کی جو حدیث بیان کی بی بی عائشہ سے ہی مروی ہے
فارتد ناس کے کیا معنی کیون لوگ مرتد ہو گئے کیا خواب مین ہی آدمی آسمان پر نہین جا سکتا ہے۔ اور جو جائے تو یہہ بھی
خلاف عقل ہے جس سے لوگ مرتد ہوئے۔ آپ جس حدیث کو لئے بیٹھے ہین اوس کے لفظ بھی معلوم ہین کہ کیا ہین اور وہ کونسی
کتاب مین ہے اور اوسپر علماء نے کیا جرح کی ہے۔ لیکن حدیث کی کب پروا ہے۔ درخواست مطبوعہ صفحہ ۲۸ مین لکھا۔ اوس حکم کا
یہہ حق ہے کہ اوس علم کے ساتھ جو خدا سے اوس نے پایا ہے ایسی حدیثون کو رد کرے اگرچہ وہ دس لاکھ یا دس سے بھی زیادہ ہون الخ
پھر اب آپکو کیا پروا ہے جس حدیث کو چاہا گھڑ لیا اور جس صحیح حدیث کو چاہا موضوع کہا۔ یہہ ہے اتباع مصطفوی۔ یہہ ہے جماعت احمدی
کہانتک اس خرافات کو ہم لکھین وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ۔ پہلے تو وہ حدیث بعضے سیر و مغازی
مین ہے نہ کسی معتبر صحاح مین۔ پھر اوس کے لفظون مین اختلاف ہے۔ ایک روایت مَا فَقَدْتُ جَسَدَهُ اور ایک روایت
مَا فُقِدَ۔ کلمہ مَا فَقَدْتُ تو صریح کہہ رہا ہے کہ مجھے لوگون نے وضع کیا ہے درمنثور مین اسی لفظ سے ہے کیونکہ ام المومنین سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت مدینہ مین ہوئی پھر یہہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ مین نے نہین کھوئی۔ یہہ تو لفظ کا اختلاف ہے اور
اگر یہہ حدیث کو مان بھی لین تو آنکھہ کی رویت کا کیون انکار ہوتا۔ اگر آپ پاس معراج منامی ہوتی تو آپ اسطرح انکار کرتین
اسیواسطے حضرت قاضی عیاض نے شفا مین صاف کہدیا۔ وَحَدِيثُهَا هَذَا لَيْسَ بِالثَّابِتِ عَنْهَا یعنے یہہ رفع جسمی
کے انکار کی حدیث آپ سے ثابت نہین الخ۔ علامہ زرقانی نے جز سادس صفحہ ۵ مین کہا یعنے لِمَا فِي مَتْنِهِ مِنَ الْعِلَّةِ
الْقَادِحَةِ وَفِي سَنَدِهِ مِنَ انْقِطَاعٍ وَرَاوٍ مَجْهُولٍ یعنے متن مین اوس حدیث کے علت قادحہ ہے۔ اور اوسکی سند مین
انقطاع اور راوی مجہول ہے علامہ ابن دحیہ فرماتے ہین اِنَّهُ حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عَلَيْهَا یعنے ام المومنین پر یہہ حدیث
وضع کی گئی ہے اور جھوٹی نسبت آپکی طرف لگائی گئی ہے۔ امام شافعیہ ابو العباس بن سریج فرماتے ہین هَذَا حَدِيثٌ
لَا يَصِحُّ وَإِنَّمَا وُضِعَ رَدًّا لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ یہہ حدیث صحیح نہین اور البتہ حدیث صحیح کے رد کرنے کے لئے یہہ حدیث
وضع کی گئی ہے۔ پس مرزائین یعنے قادیانی صاحب اور حیرت صاحب نے اپنے پرچہ اور اخبار کرزن گزٹ وغیرہ مین دہوم
مچائی یہہ وہ حدیث موضوع ہے۔ جسکو بی بی ام المومنین کی طرف خواہی نخواہی نسبت کر کے پھر اپنے مذہب کی بنیاد اوسپر
رکھی جاتی ہے۔ یہہ ہے بناء الفاسد علی الفاسد ۱۲۔ **تنبیہہ** یاد رکھنا چاہئے کہ ام المومنین کو رویت باری مین کلام ہے
اور بعضے احادیث مین اسیکا ذکر ہے اور معراج جسم عنصری کا انکار نہین جس طرح ہم نے حدیث سے ثابت کیا۔ لیکن آجکل منکرین
دہوکا دہی و مغالطہ کے طور پر بیان کرتے ہین حالانکہ دونون مین بڑا فرق ہے کوئی ان کے مغالطہ مین نہ آئے مفاتیح العلوم
مین لکھا ہے کہ چوب تر بواسطہ رطوبت ثقل ذاتی رکھتی ہے باز کے پاؤن پر باندھتے ہین اوسکی گرانی کے باعث اڑ نہین سکتا
لیکن جب وہ چوب آفتاب مین خشک ہوتی ہے جو گرانی لازم رطوبت ہے اوس سے دور ہو کر باز پرواز مین آتا ہے کیا عجب ہے

ومصدق بھی مرتد ہوگئے (سیدہی راہ سے کہو گئے) بعضے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے
پاس دوڑے گئے۔ اور اسطرح کہنے لگے۔ کہ کیوں اب آپکے صاحب پر کیا حکم لگاتے ہو دیکہو کیسی بات

بقیہ حاشیہ گذشتہ کہ اسی طرح ہمارے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شاہباز تھے آشیانہ انا من نور اللہ سے پرواز کر کر منزل وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین میں تشریف لائے تھے۔ اور جب گران اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کی اون شاہباز بلند پرواز اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ کے قدم سے مربوط ہے تا بسبب اس ثقل بشریت کے امت کے درمیان جاگزین ہوا لیکن جب تابش آفتاب عنایت نے ثقل بشریت کو دور کیا۔ اس حد تک کہ طبیعت آب و خاک کی اوس وجود باوجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوئی۔ تبھی تو شب اسریٰ میں جسم روح کے ساتھ قالب قلب کے ساتھ عروج کیا۔ ۵
زرہ لیتہ آسمان در گذشت کو زمین و زمان را ورق در نوشت کو زمین زادہ آسمان تاختہ کو زمین آسمان انیے انداختہ جہان دیدکہ حضرت ذوالجلال کو نہ زان سو جہت جہت نہ زین سو خیال کو جاننا چاہئے کہ قصہ اسرار و معراج بہت ہی مشہور معجزہ ہے۔ اور نہایت ہی قوی حجت و بینہ ہے سب انبیا پر اس سے آپکی فضیلت ہے۔ شرافت و سیادت ہے۔ آگے بیان ہوچکا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو سبحٰن سے اسی لئے شروع فرمایا کہ تسبیح امور عظام اور بڑے کاموں میں ہوتی ہے۔ اور اس طرف اشارہ ہے کہ دوسرا اس فعل پر قادر نہیں۔ اگر معراج منامی ہوتی تو کوئی بڑی شے نہ تھی کیوں اوس صبح میں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم محزون ومغموم ہوتے۔ کافر کیوں خواب کو جھٹلاتے۔ خواب تو ہر کوئی دیکھتا ہے اوسکو کون جھٹلاتا ہے۔ بعضے مسلمان کیوں مرتد ہوجاتے عبد کا لفظ کیوں استعمال ہوتا وہ تو مجموعہ روح و جسد ہے ۵ ازین دولت سرا چون شاہ کونین کو خراماں شد بعزم قاب قوسین شد از صبوحیان گردون سدا دہ کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ قرآن میں اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ اور قاموس میں اسری بی یعنی مجھے سیر دکھلائی گئی نہ مستعمل ہوتا۔ کیونکہ اصل نصوص میں یہی ہے کہ بیداری پر محمول ہوں جب تک کہ کوئی دلیل اوس کے خلاف میں نہ قائم ہووے۔ اور براق پر کیوں سوار ہوئے وہ تو ظاہر ہے تھا سواری بدن کے لئے ہوتی ہے نہ روح کیلئے روح مرکب کی محتاج نہیں۔ دیکھو کہ اوسی شب معراج میں بیت المقدس کا دروازہ بند نہ ہوسکا۔ چنانچہ جب قیصر کے پاس معراج کا ذکر آیا تو کسی مقرب سپاہی نے اوس بادشاہ کے پاس گواہی دی کہ ہان اوس شب میں بیت المقدس کا ایک دروازہ بند نہ ہوسکا اور صبح میں اوس پتھرہ میں سوراخ تھا۔ چنانچہ ابونعیم وغیرہ نے طویل حدیث بیان کی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق کا حضور میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے یوں عرض کرنا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ کُنْتَ اَلْبَارِحَۃَ فَقَدْ اِلْتَمَسْتُکَ فِیْ مَکَانِکَ۔ یا رسول اللہ آج شب میں آپ کہاں تھے میں آپکی جاے پر آپکو بہت ڈھونڈھا۔ یہ حدیث وہ موضوع حدیث قادیانیوں نے جو اونکی صاحبزادی کی طرف منسوب کی اون کے باباجان کا قول شائع کیا۔ اسکی تخریج ابن [illegible] بزار۔ ابن ابی حاتم۔ طبرانی۔ ابن مردویہ۔ بیہقی دلائل میں اور تصحیح بھی کی۔ اب آپکے مَا فَقَدَ [illegible] فَقَدْتُ کو طاق میں اٹھا کر رکھئے۔ آپ آمدیم برخاست پر عمل کیجئے۔ اے منکرو قرآن کو ہی غور سے پڑھو مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ کیا یہ خواب پر دلالت کرتا ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ دل نے آنکھونکی دیکھی ہوئی شے کو غیر حقیقی ہونیکے وہم میں نہ ڈالا۔ بلکہ آنکھوں کی رؤیت کی تصدیق کی۔ اور جس چیز کو آنکھوں نے دیکھا دل بھی اوسکا انکار نہ کیا۔ چنانچہ فرمان مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اوسی کا مؤید ہے۔ کیونکہ بصر آلات جسم سے ہے نہ روح سے۔ اور وَلَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔ بھی قوی دلیل ہے اس لئے کہ آیت و معجزہ منامی نہیں ہوسکتا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۵ ہمارا کام سمجھانا تھا یارو کو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

کس طرح بنا ہوا) وہ تو فرماتے ہین کہ راتون رات مجھ بیت المقدس کی سیر کہلائی گئی ہے۔ وہانکی ہر ایک شئی بتلائی گئی ہے آپنے کہا اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح فرمایا ہے تو وہ سچے ہین (عقل کے پیمانے جو قدرت خدا ناپتے ہین وہ کچے ہین) انہون نے کہا بیت المقدس کے راتون رات جاکے آنیکو بھی آپ تسلیم کرتے ہین آپنے کہا اس سے بھی اہم ہم اونکی تعظیم کرتے ہین صبح و شام آسمان سے جو خبرین آتی ہین ہم اسکو مانتے ہین (غرض یہہ کہ ہم اونکو ہر بات مین سچا جانتے ہین) اسی لئے آپکا لقب صدیق ہوا (اس قصے کا منکر زندیق ہوا) ایک روایت مین ہے کہ ایک ایک بات آپ وہان کی پوچھتے جاتے۔ بعد بیان صَدَقْتَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰه کہتے جاتے یعنی آپ سچے (اور مقبول ہو) ہم بیشک گواہی دیتے ہین کہ آپ اللہ کے رسول ہو۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ جب شب معراج مین تشریف فرمائی ہوئی جلوہ افزائی ہوئی اوس شہ کونین کی خوشبو نوشاہ کی خوشبو ہی بلکہ اوس سے بھی بڑھکر جسکی مہک سوہی عہ عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْمٍ الٰہی تجھ سے تیری حبیب کو اور حبیب سے تجھکو طلب کرتے ہین اور کسی کی پروا کب کرتے ہین مرنے سے پہلے اس دنیا مین بھی اپنے دیدار کی لذت دے اور سب کو بھلا جائین اسطرح اپنی محبت دے اگر زندگی میرے لئے بہتر ہو تو مجھے زندہ رکھ ورنہ دن چلا نہین مجھے بہت جلد اپنی طرف بلا۔ دنیا سے ملول اداس ہے اس یاس مین بھی تیری آس ہے۔ اپنے گناہون سے تیری رحمت کے امیدار ہین تو اگر چاہے تو ہمکو متقین کا امام بنا سکتا ہے اور چاہے تو دنیا وارونکا غلام بنا سکتا ہے۔ تیرا غلام بنا خودی مٹا کر گمنام بنا فانی باقی بن ہو جا۔ فنا سے تیرے سوا کوئی نظر نہ آسے عہ ہو وصل ایسا لین ہو بلکہ تو ہو فنا فانی ہو باقی تو ہی تو ہو سب مسلمان خصوص ان نعت کے سنانے اور لکھنے والون کو میرے برادر طریقت جو تیرے محبوب کے غلام مین داخل ہین ان کی

عہ رواہ احمد وبزار باسناد حسن (زرقانی)

عہ ابن مردویہ (در منثور)

گذشتہ آیت سُبحٰنَ الَّذِی اَسریٰ مین سید الانبا صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہوا ہے جو خداوند عالم کے دیدار پاک سے مشرف و سرفراز ہوے اور اوسکے کلام بے صوت و صدا سے ممتاز ہوے ہے

کلام سرمدی بے صوت بشنید ۔ خداوند جہان را بے جہت دید
جدید آنچہ ز حد دیدن بُرون بود ۔ مپرس از ما ز کیفیت کہ چون بود

یعنے روایات مین یہہ بھی آیا ہی کہ اللہ پاک نے قران مجید سب وہیں سکھلادیا حضرت جبریل علیہ السلام اوسکی یاد دہانی کرتے تہے وکان یُذکّرنی اسیواسطے آپ وحی پوری ہونیکے پہلے ہی سبقت کرجاتے تہے اللہ پاک نے یہہ آیت اتاری وَلَا تَعجَل اَلقُراٰنَ مِن قَبلِ اَن یُقضیٰ اِلَیکَ وَحیُہٗ لیکن علما رکواس حدیث مین کلام ہی ہم بھی اونکے ساتہہ اتفاق کرتے ہین اور تعلیم ظاہری کومانتے ہین ہے

تعلیم جبرئیل امین تھی برائے نام ۔ حضرت وہین سے آے تھے لکھے پڑھے ہوے

پہلے باب میں صحیح بخاری کے مذکور ہی کہ رمضان کی ہر رات مین جبرئیل امین علیہ السلام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے اور باہم قران پڑہتے تہے رحیم فَیُدَارِسُہُ القُراٰنَ کے یہہ معنی کرتے ہیں کہ بارے بارے تلاوت ہوتی تھی یا دونون معاً ایک ساتہہ پڑہتے تھے غرض یہہ کہ جنکے پاس وحی لائی جاتی ہی اور جو وحی لاے ہین

ان دنون مین مناسبت ہوئی چاہئی اسیواسطے محققین نے یہ **نکتہ** کہا کہ جب جبریل اپنی ملکیت مین غالب ہوجاتے تو اپنی اصلی صورت مین آتے حضرت بہی عالم ملکوت مین چلے جاتے چنانچہ اسطرح وہی وقوع ہوا۔ اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال انسانیت کا رنگ غالب ہوتا تو جبریل ملکوت کو چھوڑ جاتے ناسوت پہنچتے۔ آدمی کی شکل مین آتے صحابی بن جاتے معلم متعلم کی صورت مین نظر آتا۔ لوگونکو دھوکا ہوجاتا سامنے باادب بیٹھے ہوئے ایک چیز کا سوال کرتے عجیب کمال کرتے حدیث متفق علیہ کے یہ لفظ ہین۔ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ۔ اب مانہ تو وہ آیا۔ کہ جبریل علیہ السلام کا واسطہ نرہا۔ قرآن مین آیہ اسطرح آیا۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ؎

چو در شب بے نشانی رسید زخود ۔ چہ گویم کہ آنجا چہ دید و شنید زخود

ورق در نوشتند و گم شد سبق ۔ شنیدن بحق بود و دیدن بحق

خلاصہ یہ کہ جب آپکا ذکر مبارک آیت سابقہ مین ہوچکا وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ تو اب اونکا ذکر فرماتا ہی کہ جنکو رؤیت تو نہ ہوی لیکن کلام سے سرفراز ہوے

17-2

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

یَتَّخِذُوْا
ابوعمرو بصری یا غائب سے پڑھتے ہین۔

اصل مین اَنْ لَا تَتَّخِذُوْا ہے اَنْ ناصبِ فعل ہے معنی یون ہونگے وجعلناہ ھدًی لئلا تتخذوا یا اَنْ تفسیر ہے کے معنی مین ہی عام قرأت کے لحاظ سے غائب سے خطاب کیطرف رجوع ہی جسکو صنعت التفات کہتے ہین۔ یا اَن زائدہ یعنے صلہ ہے اور قول مضمر ہی جسکی تقدیر یون ہی فقلنا لا تتخذوا (تفسیر کبیر)

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۂ اور ہم نے موسی کو کتاب (تورات) دی اور اوسکو بنی اسرائیل

کیلئے راہنما بنایا (اور اونسے کہا) کہ میرے سوا کسی کو شریک ۵ وکارساز نہ بناؤ۔ موسی

علیہ السلام تورات لیکر بنی سرائیل کی طرف تشریف لائے۔ جسمین بہت سے حکم تھے

لیکن بڑا تاکیدی جو حکم تھا اوسکی تصریح ہوئی کہ میرے سوا کسی دوسرے کو حقیقی سرپرست

وکفیل اور میرا شریک نہ بناؤ۔ یہی اصل توحید ہے۔ اب اسکے مراتب ہین کہ جس قدر

آدمی اپنے علاقے توڑتا ہے اور اسباب کو چھوڑتا ہے اور مخلوق سے مونہہ موڑتا

جاتا ہے اور خالق سے رابطہ جوڑتا جاتا ہے اوسیقدر اوسکو تائید غیبی اور امداد باطنی سے

تقویت پہونچتی جاتی ہے۔ اور ہر حال مین اپنے خالق کا فعل اوسکے پیش نظر رہتا ہے

کیسی ہی بڑی آفت اوسکے سر آئے اوس سے نہین گھبراتا۔ بلکہ محبوب حقیقی کا فعل

سمجھکر پیش قدمی کرتا ہے۔ غرض یہہ ایک راز ہے بندے اور خدا مین۔ اکثر غافل

اس راز کو نہ پاکر اسباب کے تفرقے مین جا گرے۔ جس کے باعث وہ اپنے مربی پالنے

والے سے دور ہوگئے۔ رفتہ رفتہ وہ اسقدر دور ہوے کہ ہاویۂ ضلالت مین گر پڑے

خود مختار بن بیٹھے۔ اپنے رب کے منکر ہوے۔ ایسے وقت مین طوفان نے اونکو

غرق کیا۔ اور جو اللہ والے تھے اللہ نے اونکو نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی مین

بٹھاکر بچالیا۔ اسی طرح وہ اپنے لوگون کی بگڑی بناتا ہے۔ اس لئے اونکو مخاطب ہوکے

وکیلاً ۵ [illegible] ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم مجاہد سے روایت

فرماتا ہے ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ط اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ اے اولاد

ادن لوگون کی جنکو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی مین چڑھایا تھا۔ البتہ وہ شکر گذار
بندہ تھا تم کو چاہیے تھا کہ اونھون کے اچھے ہوتے۔ ذرا اپنے بزرگونکا ہی خیال کرتے
کہ اونھون نے کیا کیا اور تم کیا کر رہے ہو۔ کس سے تو نگر کس سے علاقہ پیدا کر رہے ہو
تم سب کے باپ اور سردار جو نوح تھے بڑے شکر گذار بندے تھے۔ حدیث مین ہے کہ
جب نوح علیہ السلام کچھہ کہاتے یا پیتے یا پہنتے یا سوار ہوتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتے۔ اللہ
نے آپ کا نام عبدِ شکور رکہا۔ اور جب آپ جائے ضرور سے نکلتے تو یون کہتے۔

حضرت شیخ محی الدین عربی اپنی تفسیر مین بعضے بعضے جا بجا تاویل آیات بطور اشارات کے بیان کرتے ہین
اور ابتداء کتاب مین اسکی صراحت کر دی ہے کہ حدیث مین آیا ہے قرآن کی ہر آیت کا ظہر اور بطن ہے اور
ہر حرف کی حد ہے اور ہر حد کو مطلع ہے اس حدیث سے مین نے یون سمجھا کہ ظہر سے مراد تفسیر ہے اور بطن
سے مراد تاویل ہے اور حد وہ ہے کہ جہان عقول معنی کلام کے سمجھنے مین ٹھہر جاتے ہین اور مطلع وہ ہے کہ
جہان سے طلوع ہونیکے بعد شہود ملک علام ہوتا ہے جیسے حضرت امام جعفر صادق علی جدہ وعلیہ الصلواۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے لقد تجلی اللہ لعبادہ فی کلامہ ولکن لا تبصرون
یعنے اللہ تعالی نے اپنے بندون کے لئے اپنے کلام مین تجلی فرمائی ہے لیکن وہ نہین دیکھتے اور آپ سے
ہی مروی ہے کہ ایک دن نماز مین ہی بیہوش ہو کر گر پڑے۔ وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ مین نے ایک
آیت کو بار بار لوٹایا یہانتک کہ اوس کے متکلم سے اوسکو سن لیا۔ پھر شیخ محی الدین فرماتے ہین کہ یہہ
جو تاویلات ہین ظواہر اور حدود کے متعلق نہین کیونکہ اوسکی حد مقرر ہے اسی واسطے کہا گیا کہ جو
قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے تو وہ کافر ہے ان تاویل باقی ہے الخ اس سے معلوم ہو گیا کہ بعضے
دہریون اور بعضے خام صوفیون نے صرف اسی باطنی معنون پر قناعت کر کے دوزخ وغیرہ کا انکار کیا
اونکو چاہیے تھا کہ مکہ اور مدینہ کے موجود ہونیکا اور موسی اور عیسی کے وجود کا بھی انکار کرتے کیونکہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ فقیر کہتا ہے کہ

اس امتِ مرحومہ مین بھی یہہ دعائین معمول بہا ہین۔ اور یہہ بھی روایت ہے کہ

بقیہ حاشیہ گذشتہ کے شیخ نے اسکی بھی تاویل کی ہے لیکن (ع) خوئے بدرا بہانہ بسیار۔ کا حال ہے۔ ہم صاف کہدیتے ہین کہ جو ظاہری قرآن کے معنونکا انکار کرے وہ کافر ہے اوس کے کفر مین کسی کو کلام نہین۔ ہان اوس معنون پر ایمان لاکر بطور اہل ذوق اوس سے دوسرے معنی بھی سمجھے تو کچھہ مضائقہ نہین ہے بلکہ حقیقت مین یہہ انہین کو نصیب ہوتا ہے جو اہل معرفت ہین۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی وغیرہ مین اسکی تصریح ہے اسلئے کسی کسی مقام پر اسکا ذکر بھی ہوگا چنانچہ ان آیات کے متعلق حضرت محی الدین عربی فرماتے ہین۔ اور ہمنے موسی (دل) کو کتاب (علم) دی اور اوسکو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کی۔ اسرائیل سے مراد روح اور قوتین اوسکی اولاد (مراد ان سے کہا) کہ میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نبناؤ۔ اپنے افعال مین خود پسندی سے کام نہ لو۔ اور خود کو طلب کمالات وحظوظ مین مستقل نہ سمجھو۔ اور خواہشات کے مطیع نہ ہو۔ اور شیطان وہم کی طرف اپنے کام تفویض نکرو وہ تو لذاتِ بدنی مین گرفتار کردیگا۔ اور نہ عقلِ معاش پر بہروسا کرو کہ وہ اسی دنیا پرستی مین تم کو لگا دیگی۔ بلکہ سب کام میرے تفویض کردو مین تمہارا مدبر ہون علوم ومعارف اور اخلاق وفضائل سے سرفراز کرونگا۔ اور تائید قدس سے عالم قلب وروح مین اوس انوار سے امداد پہنچیگی جس سے تم کو کامل بنا دونگا اور عالم ملکوت وجبروت سے وہ وہ برکات نازل فرماؤنگا جس سے عالم ناسوت مین کسب کرنیکی حاجت بھی نہ رہے گی اسے اولاد اون لوگون کی جنکو ہمنے نوح کے ساتھہ (کشتی مین) چڑہایا تھا وہ مکاسب ناسوت جو ذریتِ نوح (عقل) ہین اور عقل کشتی شریعت اور حکمت عملیہ مین سوار ہے اور وہ (عقل) عبدِ شکور ہے کیونکہ اللہ کی نعمتون کو پہچانتی ہے جیسا کہ چاہیئے اور ان نعمتون کو استعمال مین لاتی ہے۔ اور ہم نے بنی اسرائیل (قوائی روحانیہ) کو کتاب (لوح محفوظ) مین خبردار کیا یعنے حکم کردیا کہ تم زمین مین ضرور دوبار فساد کروگے۔ ایک مرتبہ تو نفس کے مقام مین جب کہ وہ امارہ ہے اور اپنی لذتون اور خواہشون کو دہونڈہتا ہے۔ اور بڑی زیادتیان بھی کروگے یعنی قلب پر تمہاری چڑہائی ہوگی۔ اور اوس کے کمال سے تم اوس کو روکوگے۔ اور اوسکی قوت فکر کو تم اپنے مطالب کے حاصل کرنے مین مصروف کردوگے۔ دوسرا فساد مقام قلب مین ہوگا کہ تم فضائل سے مزین ہوگے اور نور قلب سے منور۔ اور اپنی شجر کمالات کی تروتازگی ظاہر کرنیکے فساد برپا کروگے اور شہود تجلی توحید کے مانع یہی فضائل اور قلب پر وہی حجاب ہون گے

جب کہانا شروع کرو تو یون کہو بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَكَةِ اللّٰهِ اور جب سیر ہو جاؤ تو اس طرح کہو عہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا

عہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کو جسنے سیر و سیراب کیا اور نعمت و برکت کی دی ۱۲

بقیۂ حاشیۂ گذشتہ کے اور یہہ پردہائے نوری پردہائے ظلمانی سے بڑہکر ہین۔ کیونکہ اون کی لطافت و پاکیزگی کو آدمی کمالات تصور کرکے وہین ٹہرجاتا ہے۔ پہر جب پہلا وعدہ آیا تو ہم نے اپنے بندے یعنے صفاتِ قلبی اور انوارِ ملکوتی اور آرارِ عقلی۔ سخت لڑائی والے تم پر بہیجے اور وہ تمہارے مکانون مین گہس گئے۔ بعض کو قہر و غلبہ سے قتل کیا۔ اور ہیأت بدنی کی ذریات اور رذائل نفسانی کو قید کرلیا۔ اور اموال مدرکاتِ حسیّہ اور لذاتِ بہیمیہ اور سبعیہ کو لوٹ لیا۔ اور وہ وعدہ پورا ہونیوالا ہی تہا۔ کیونکہ تمہاری استعداد مین قوتِ کمال اور اوسکی طلب رکھی گئی ہے۔ اور دلائل عقلی تمہاری فطرت مین جاگزین ہے۔ پہر ہم نے تمکو اون پر غلبہ دیا۔ تم کو نورِ قلب سے منور کیا اور تمہاری توجہ صدر کے طرف ہوئی اور بمقتضارِ نظرِ عقل اودہر سے پلٹ آئے۔ اور مال یعنے علوم نافعہ اور حِکَم عقلیہ و شرعیہ و معارف قلبیہ سے اور بیٹون سے فضائلِ خلقیہ اور ہیأت نورانیہ سے۔ تمہاری مددکی اور تمہاری جماعت بڑہادی بسبب کثرت فضائل اور ملکاتِ فاضلہ اور اخلاق حسنہ کے اگر تمنے بہلائی کی بسبب تحصیل کمالاتِ خلقیہ اور آرارِ عقلیہ کے تو اپنا بہلا کیا اور اگر برائی کی بباعث رذائل اور ہیأتِ بدنیہ کے تو اپنے لئے۔ پہر جب دوسرا وعدہ آیا۔ فنا رفی التوحید کا تو ہمنے لشکرِ سلطان عظمت و کبریا کو بہیجا۔ اور صفاتِ الٰہیہ سے انوارِ قدسیہ اور تجلیات جلالیہ اور سبحات قہریہ کو روانہ کیا تاکہ تمہارے منہ بگاڑین۔ بسبب فنا رفی التوحید کے اب اسوقت کمالات مفقود ہونے سے تم پر رنج و غم غالب ہوگا۔ اور مسجد (قلب) مین گہس جائین جیسے کہ پہلے گہس پڑے تہے۔ اور اوسکا اثر بواسطہ علوم و فضائل کے تم پر پڑا تہا۔ اور فنا کرین جہان کہ غالب ہون جو مقام ظہور کمال و فضیلت اور موضع خود پسندی خود آرائی ہے پورا فنا کرنا۔ بسبب فنار کرنے صفاتِ الٰہی کے۔ شاید کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے۔ بعد غلبہ فنا اور تجلیاتِ صفات سے محو ہونیکے پہر زندہ کرے اور بعد فنا تمکو پہر بقا سرفراز فرمائے۔ اور تمکو وہ دے جو نہ کسی آنکہہ نے دیکہا اور نہ کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر خطرہ گذرا۔ اگر تم پہر وہی کروگے بسبب تلوین کے مقام فنا مین اور تمہاری انانیت ظاہر ہوگی۔ تو ہم بہی وہی کرینگے قہر و فنا کرینگے۔

وَاَفْضَلُ جو کچھ نعمتین کہانے مین آئین اوسکا یہہ بدلہ ہے مختصراً[51] اور جو کہانیکے
پہلے بِسْمِ اللہ کہنا بھول گیا ہو تو اس طرح کہے۔ بِسْمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ
اور[52] صاحبِ طعام کو اس طرح دعا دیوے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا
رَزَقْتَھُمْ فَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ جسکو پوری آگاہی منظور ہو وہ حصن
حصین دیکھے۔ غرض یہہ کہ جب اللہ تعالی نے اپنے انعامات کو بیان فرمایا
کہ بنی اسرائیل کو تورات دی جو اونکے لئے ہدایت تھی لیکن اونہون نے
اوس سے ہدایت نہ لے کر فساد برپا کیا چنانچہ فرماتا ہے وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ
اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا
اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب مین خبردار کیا کہ تم زمین مین ضرور[53] دو بار فساد کروگے
اور بڑی زیادتیان بھی کروگے۔ یعنے[54] ہمنے اونکو خبردار کیا اور آگاہ کیا کتاب
یعنی[55] تورات مین کہ تم زمین یعنے بیت[56] المقدس مین ضرور دو بار فساد کروگے۔
اون[57] دو فسادون سے پہلا فساد مخالفتِ احکام تورات اور قتلِ شعیا پیغمبر ہے
اور دوسرا قتلِ زکریا اور یحییٰ اور قصدِ قتلِ عیسیٰ علیہم السلام ہے۔ اور تم بڑی

۵۱ ابوداؤد - ترمذی - نسائی - ابن حبان - حاکم ۵۲ مسلم - ترمذی - نسائی - ابن ابی شیبہ -
۵۳ اَخْبَرْنَاھُمْ - ابن ابی حاتم عن ابن عباس - (در) ۵۴ اعلمناهم - ابن جریر - ابن منذر -
ابن ابی حاتم عن ابن عباس (در) ۵۵ ابن جریر عن ابن مسعود (در) بعضون نے لوح محفوظ لکھا یا عام کتاب
جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھی ۵۶ محمد بن اسحاق (خازن) ۵۷ بیضاوی

زیادتیان بھی کروگے اللہ کی نافرمانی اور لوگون پر بھی ظلم - یہہ ایک پیشین گوئی
تھی جس کا پورا ہونا ضروری تھا اسلئے اوسکے ظہور کا ذکر اس طرح فرماتا ہے

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا آیت ۵
خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۵ پہر جب پہلا وعدہ آیا تو
ہمنے اپنے بندے سخت لڑائی والے تم پر بھیجے اور وہ تمہارے مکانون مین
پہیل گئے - اور وہ وعدہ پورا ہونیوالا ہی تھا - پہر جب[۵۲] پہلا وعدہ یعنے
اون کے فساد پر مواخذہ کرنے کا وقت آیا تو ہم نے بندے سخت لڑائی والے
ہماری طرف سے بدلہ لینے کے لئے تم پر بھیجے - جو کافر بخت نصر[۵۳] یا اور کوئی ہون
اور وہ تمہارے گہرون مین پہیل گئے - اور تم کو ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر
وہین قتل کرنے لگے - اور وہ وعدہ پورا ہونیوالا ہی تھا - گو[۵۴] بظاہر وعید ہے
لیکن جو نبی کہ شہید ہوے بلحاظ اون کی امداد کے وہ وعدہ تھا جو پورا
ہوکر ہی رہا - لیکن جو قتل نہ ہوے تھے اونکو پہر ثروت دیگئی چنانچہ فرماتا ہی

---

[۵۲] والباس القتال ومنه قوله تعالى وحين الباس (کبیر) تفسیر[۵۳] بہائی - بیضاوی -
قال الزجاج فجاسوا طافوا قال الليث الجوس والجوسان التردد خلال الديار والبيوت
والفساد والخلال هو الانفراج بين الشيئين والديار ديار بيت المقدس (کبیر)
فجاسوا قال ابن عباس فتشوا - ابن جرير ابن المنذر - ابن ابی حاتم (درمنثور)
قال الفراء وجاسوا اقتلوكم بين بيوتكم (معالم) تفسیر[۵۴] بہائی -

آیت ٦
ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ
وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ پہر ہم نے تمکو اون پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹون سے
تمہاری مدد کی اور تمہاری جماعت بڑہادی۔ یعنے جسقدر کہ تم پہلے تھے اب
اوس سے بھی زیادہ ہوگئے۔ جاننا چاہئے کہ جب بنی اسرائیل نے نافرمانی
کی تو اللہ تعالی نے ایک قوم کو مسلط فرمایا جنہون نے لوٹ مار کی اور لڑکون
اور بچون کو قیدی بنایا۔ پہر اونہون نے توبہ کی تو وہ تکلیف دور فرماکے
اونکو جاہ و حشمت اور دولت و غلبہ عنایت فرمایا تو اب ظاہر ہوگیا کہ اطاعت
مین اونہین کا نفع اور معصیت مین اُنہین کا نقصان ہے اور یہہ بات بھی
مانی گئی ہے کہ آرام نفس ہر کوئی چاہتا ہے اور تکلیف سے ہر کوئی گہبراتا ہے
آیت ٧
اسیواسطے فرماتا ہے إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا
فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوْءُ وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ

[Margin notes: ثم اکثر نفیرا ای عدداً — ابن جریر ابن ابی حاتم عن قتادہ ١٢ — لِيَسُوْءَ ابن عامر شعبہ حمزہ بصیغہ واحد مذکر غائب مع فتح ہمزہ و بغیر واو ١٢ — لِنَسُوْءَ کسائی نون متکلم کے ساتھ]

لہ اصل معنی الکر العطف والرجوع۔ ومنہ الکر والفر فی الحرب وغیرہ قال امرؤ القیس
مکر مفر مقبل مدبر معا۔ والکرۃ مصدرہ ثم اطلقت علی الدولۃ والغلبۃ مجازا انشائعا
کما یقال تراجع الامر۔ ولام لکم للتعدیۃ وعلیہم متعلق بالکرۃ او ھو حال منہا۔
وجوز تعلقہ برددنا (خفاجی) ع و النفیر من ینفر ای یذھب مع الرجل من قومہ (بیضاوی)
لہ ٢ ابن جریر اور ابن حاتم نے قتادہ سے روایت کی فاذا جاء وعد الآخرۃ آخر العقوبتین لیسوء وجوھکم
قال لیقبحوا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ قال کما دخل عدوھم قبل
ذلک ولیتبروا ما علوا تتبیرا قال یدمروا ما علوا تدمیرا۔ انتہی

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ اگر تم نے بھلائی کی تو اپنا بھلا کیا
اور اگر برائی کی تو اپنے لئے پھر جب دوسرا وعدہ آیا تو (ہم نے اپنے بندونکو بھیجا)
تاکہ تمہارے مونھہ بگاڑین اور مسجد (بیت المقدس) مین گھس جاوین جیسا کہ
پہلے گھس گئے تھے اور خراب کرین پوری خرابی جہان کہ غالب ہون یعنے اگر تم نے
عبادت کی تو اپنے نفس کو ہی فائدہ پہنچایا کیونکہ اوس عبادت کے باعث اللہ تعالے
تمکو ہر طرحکی خیر و برکت سے سرفراز فرمائیگا اور جو بُرے کام کئے تو اپنی ہی جان کو
مصیبت مین پھنسایا۔ گناہونکی نحوست سے اب قسم قسم کی تکلیفین جھیلنی پڑینگی
حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ اسکو پڑھکے فرماتے کہ مین نے نہ کسی سے نیکی
کی نہ برائی فیض صاحب نے گویا ترجمہ کیا۔

لیسوءا ضمیر جمع عباد کی طرف راجع ہے اور لیسوء جو دوسری قرارت ہے ضمیر مفرد اللہ یعنے لفظ جلالہ کی طرف راجع ہے (خفاجی) ساءه یسوءه ای حزنه اوسکو غم مین ڈالا۔ (کبیر) ما علوا ما موصولہ ہے اور عائد محذوف ہے یعنے ما علوه یا مصدریہ ظرفیہ ہے یعنے اوا مواغالبین تتبیرا۔ تدمیرا۔ ابن جریر عن ابن عباس تبر الشئ تبرا اذا اهلك وتبره اهلكه زجاج کہتا ہے کہ جس شے کو توڑکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہین تو تبرته۔ اور اسی سے ہے جو شیشے اور سونے کے ٹکڑے کو تبر کہتے ہین فاذا جاء کا جواب محذوف ہے جس کی تقدیر یون ہے فاذا جاء وعد الاخرة بعثناهم لیسوءا وجوهكم چونکہ آگے بعثنا علیکم گذر چکا اس لئے اس جا سے اوس کا محذوف ہونا ہی اچھا ہے (کبیر) مدارک۔

محبت ہے تو اونسے عداوت ہے تو اپنے سی | ہین اپنے دوست آپہی ہم ہین اپنے آپ دشمن ہم

بعضے اہل اشارات کہتے ہین کہ احسان کا ذکر اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ مین دوبار فرمایا اور اساءۃ یعنے برائی کو وَاِنْ اَسَاْتُمْ مین ایک ہی جا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت غضب پر غالب ہے اور یہہ بھی اشارہ ہے کہ جب نیکی کرو تو اوسکی تکرار کرو بخلاف برائی کے۔ اور اساءۃ کی نسبت جو وجوہ کی طرف ہوئی اس غرض سے کہ جو اغراضِ نفسانیہ قلب مین حاصل ہوتے ہین اوسکے آثار مونہہ پر نظر آتے ہین۔ اگر دل کو خوشی ہو تو چہرہ تر و تازہ ہے اور جو حزن و خوف ہو تو سیاہی چہا جاتی ہے چہرہ بے رونق ہو جاتا ہے یہہ جو سب حادثات ہوے۔ اسیواسطے کہ اب بھی ہوشیار ہو جائین اور اپنے اعمال اور توبہ مین خلوص حاصل کرین چنانچہ فرمایا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ﴿۸﴾ شاید کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرما آیت ۸

اگر تم پہر وہی (معصیت) کروگے تو ہم بھی وہی (عقوبت) کرینگے اور ہم نے جہنم کو منکرون کا قیدخانہ[۱] بنایا ہے۔ رحم فرمائیگا[۲] جو بنی اسرائیل سے وعدہ کیا گیا تھا وہ

[۱] ابن جریر ابن منذر۔ ابن ابی حاتم عن ابن عباس حصیرا قال سجنا۔

[۲] ابن ابی حاتم عن الضحاک فی قولہ عسی ربکم ان یرحمکم قال کانت الرحمۃ التی وعدھم بعث محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بعثت سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہر [1] وہ اس سے بھی پلٹ گئے اور
انہون نے ذلیل ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزیہ دینا قبول کیا۔ یہہ تو
دنیا کا عذاب ہے اس سے رہائی موت سے یا اور کسی طریق سے ممکن ہے لیکن
اون کے لئے جہنم کا عذاب ہی وہ چوطرف سے اونکو گہیر لیگا اور کبھی کسی طرح سے
خلاصی ممکن ہی نہین۔ جاننا چاہئے کہ جب موسی علیہ السلام کی کتاب یعنے توراۃ
کا بیان ہوا اور اوسکے منکرین مستحقِ عذاب ہوے تو اسمین تنبیہہ ہے کہ اللہ تعالے
کی طاعت موجب ہر شرف وکرامت ہے اور اوسکی معصیت باعث ہر بلا و
آفت ہے تو اب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب یعنے قرآن مجید
کا ذکر کیا جسکی ہدایت بھی اکمل اور عام ہے اس لئے فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ
يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ [2] وَيُبَشِّرُ [3] الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ بے شک یہہ قرآن وہ راہ دکہاتا ہے جو بہت ہی سیدہی ہے۔
اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہین خوش خبری دیتا ہے کہ البتہ اونکے لئے

٩ / ع — ت

وَيَبْشُرُ حمزہ اور کسائی کے یا ر مفتوح اور با ر ساکن اور شین مضموم سے معنی وہی ہین ۱۲

[1] عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم عن قتادہ (درمنثور)
[2] موصوف محذوف کی صفت ہی۔ تقدیر یون ہے۔ يهدى للملة او الطريقة التى هى اقوم الملل والطرق
چونکہ بعد ذکر ہدایت اس موصوف کے تصریح کی ضرورت نہین کیونکہ وہ اوس کا مرادف اور غایتِ ظہور مین ہے، قرآن مین اسطرح کا
استعمال اکثر جا ہے۔ [3] ابن جریر عن ابی زید هى اقوم قال هى اصوب۔

بڑا ثواب ہے۔ یعنے جنت[ؔلہ] ہے اس آیت مین قرآن مجید کے دو صفتین بیان ہوئین
ایک تو بہت ہی سیدہی راہ دکہاتا ہے دوسری بڑے ثواب کی خوش خبری دیتا ہے
کیونکہ جب بہت ہی سیدہی راہ کو آدمی اختیار کرے گا تو اوسکو فائدہ بھی عظیم اور
آیت ۱۰ ع ۱ نفع کبیر حاصل ہوگا۔ اور تیسری صفت کو یون بیان فرماتا ہے وَاَنَّ الَّذِیْنَ لَا
یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا[ؔسلہ] لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ؕ اور یہہ کہ جو آخرت کو نہین
مانتے ہم نے اون کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکہا ہے۔ اسلئے کہ جب اعتقادِ
درست سے ثوابِ عظیم ملا۔ تو اوسکے تارک کو ضررِ کبیر اور عذابِ عظیم ہونا بھی ضروری ہوا
اس آیت کا عطف اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا پر ہے معنی یون ہونگے کہ قرآن مسلمانونکو
دو خوش خبریان دیتا ہے ایک اونکے ثواب کی دوسرے دشمنون کے عذاب کی
لیکن مژدہ اونہی مومنین کو ہے جو اعمالِ صالحہ کرتے ہین۔ خدا سے ڈرتے ہین جس طرح
حدیث مین آیا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو امن اور دو خوف
ایک جا جمع نہین ہوتے۔ یعنے جو دنیا مین خوفِ حق سے ڈرتا رہے وہ آخرت مین
بے فکر و خوش و خرم ہے۔ اور جو یہان خوفِ خدا سے بفکر رہا۔ وہان ہر طرح سے مبتلائے

لہ ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت کی کہ قرآن مین جہان [illegible] کبیرا اور رزق کبیر اور
رزق کریم ہے وہ جنت ہے (درمنثور)

سلہ اَعْتَدْنَا اصل مین اعددنا تھا دال تا سے بدل ہوگئی (مدارک)

رنج والم ہے اگر غور سے دیکھو تو دنیا دار دنیا مین کب خوش حال ہے۔ ہر طرح کا رنج وغم اور ہر وقت حزن وملال ہے۔ اللہ والا ہر وقت مسرور وشاد ہے۔ زبان پر اوسی کی یاد ہے۔ دل بھی اوسی کے ذکر سے آباد ہے۔ جو اللہ کا فعل ہے وہی اسکا مقصد ومراد ہے فقیر کہتا ہے ؎

جو تجھے چھوڑ کے خوش غیر دن سے ہی رنج مین ہی
تیرے محزون کو بھی ہر حال مین شادان دیکھا
جمع اسباب سو ہے تفرقۂ دل پیدا
ہوئی جمعیتِ دل جب کہ نہ سامان دیکھا

فضیلت قرآن

جاننا چاہئے کہ قرآن مجید اللہ کی صفت ہے۔ لیکن اوسکے پڑہتے وقت جب حضور نہو تو یہہ ہماری ہی غفلت ہے۔ اسمین تفصیل احکام موجود۔ تفریقِ حلال وحرام موجود۔ قصے اور اخبار مذکور۔ جس سے عبرت حاصل کرنا بہت ہی ضرور۔ حبلِ متین اور نور مبین ہے۔ کونسی عمدگی ہے جو اسمین نہین ہے۔ مرضِ روحی کی دوا ہے۔ جسمی امراض کو اسی سے شفا ہے ؎

دل پُر درد را دوا قرآن
جان مجروح را شفا قرآن
ہر چہ جوئی ز نص قرآن جو
کہ بود گنج علمہا قرآن

اسکے سوا دوسری کتاب سے علم طلب کرنا جہالت ہے۔ اب انجیل وتورات کی کیا حاجت ہے۔ یہہ کتاب پڑہنے سے پُرانی نہین ہوتی ہے۔ ہر وقت نئی

لذت دیتی ہے۔ اسکا حافظ خدائے ذوالجلال ہے۔ اب ایک لفظ کی کم و بیشی
بھی ہونا محال ہے۔ لاکھون حافظون نے اپنے سینون مین جاری ہے ایسی
کونسی کتاب ہے جو سینہ بسینہ چلی آتی ہے۔ پہلی کُتُب مین بھی اَنَاجِیْلُهُمْ
فِیْ صُدُوْرِهِمْ مذکور ہے۔ یہہ وہی ہے جسکی ضیاسے تمام عالم پر نور ہے
صحیح بخاری مین خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ آیا۔ یعنے تم مین بہتر
وہی ہے جو قرآن کو سیکھا اور سکھایا۔ نسائی اور ابن ماجہ مین اَهْلُ الْقُرْاٰنِ
اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ مروی ہے۔ یعنے قرآن والے اللہ والے اور اوس کے
خاص لوگ ہین اس طرح ارشادِ مصطفوی ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہین کہ
مین نے اللہ تعالی کو خواب مین دیکھا۔ معروضہ کیا کہ الٰہی جن چیزون سے کہ تیرا
تقرب حاصل کرتے ہین اون مین سے افضل کونسی چیز ہے۔ فرمایا اے احمد سب سے
افضل میرا کلامِ عزیز ہے۔ مین نے عرض کی کہ الٰہی سمجھنے کے ساتھہ یا بغیر سمجھے حکم ہوا
کہ دونون طرح سے۔ علما فرماتے ہین کہ قرآن کی تلاوت مین تین حق برابر ادا ہون
ایک زبان کا۔ دوسرے عقل کا۔ تیسرے دل کا۔ **زبان** کا حق یہہ ہے کہ ہر حرف کو
اوس کے مخرج اور اوس کی صفات سے جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
پہنچا ہے اوسی طرح ادا کرے۔ ذال کو زاے اور ثا کو سین نہ پڑھے۔ ذرا انگریزی

خوانون کو دیکھکر شرماے کہ وہ انگریزی زبان سیکھنے کے لئے کس قدر محنتین اوٹھاتے
ہین۔ آخر تلفظ کی تکمیل وتحقیق کے لئے لندن جاتے ہین۔ جو اپنا دین وایمان ہے
اوسکا یہہ حال ہے۔ حسب فرمان مخبر صادق یہہ دین کا زوال ہے **عقل** کا حق
یہہ ہے کہ اوسکی تفسیر ومطلب ومعانی سمجھے۔ جہان تک ہوسکے اسکی کوشش
کرے۔ جب ایک دوست کا خط آتا ہے تو ہم اوسکے بے پڑہے اور بے سمجھے
بے چین رہتے ہین۔ کیا اللہ کے کلام کو ہم اس سے بھی کم سمجھتے ہین۔ **دل** کا حق
یہہ ہے کہ اوسکا اثر قبول کرے۔ اوس کے اوامر کو بجالاے۔ اور اوس کے
منہیات سے باز رہے جب قرآن عظیم ایسی بڑی نعمت آدمی کے لئے اتری ہے
وہ اسکی ہدایت پر نہ چلکر اوس کے ارشادات نہ مانکر بیکار با تومین گرفتار ہوجاتا ہے
اس لئے فرماتا ہے وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ آیت ۱۱
عَجُولًا اور آدمی برائی مانگتا ہے جیسے کہ بہلائی طلب کرتا ہے اور انسان جلدی

سلہ یا تو انسان یہان جنس ہے بعضے افراد کا حال اوس کے طرف منسوب ہوا ہے۔ یا اوس کے بعضے اوقات
کا حال ہے۔ یدع اصل مین یدعو ہے واو رسم خط سے گر گیا جیسے یمحو اور سندع سے بھی گر گیا ہے
اگر نا جاری کی وقت یعنے کہا نبی وغیرہ کے وقت ٹہرے تو بلا واو ٹہرے اور قرآن مین اکثر جلسے واو ہے
اور جید جانہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح سنا گیا اوسی طرح نقل کیا گیا ہے کسی کو اسمین اپنی
عقل کے موافق دخل دینے کا یارا نہین۔ سے اتباع چارہ نہین۔
سلہ دعائہ بالخیر مثل دعائہ بالشر (بیضاوی)

کرنیوالا ہی جیسا کہ کبھی انسان کہہ دیتا ہے کہ یا اللہ فلان پر لعنت کر اور اپنا غضب نازل فرما
اور کبھی غصے مین اپنی جورو اور اپنے بچے بلکہ اپنی ذات و مال کو بد دعا دینے لگ جاتا ہے
اور جب اوسکا ظہور شروع ہونے لگے تو پچھتاتا ہے۔ پہر بھلائی کی دعائین مانگتا ہے
پہر خدا اوسکو بھی دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جان اور اولاد
و مال پر بد دعا نہ کرو۔ کیونکہ ایک ساعت قبولیت کی ہے اور اتفاقاً تمہاری بد دعا
اوسی وقت [illegible] وہ قبول ہو جائے۔ اور انسان کی جلد بازی اور بیقراری
یہہ ہے کہ نہ فراخی مین بے فکر اور نہ تکلیف مین صابر۔ امام فخر الدین رازی فرماتے
ہین کہ کبھی انسان کسی چیز کو بہتر سمجھکے خدا سے طلب کرتا ہے اور حالانکہ وہ منبع ضرر
ہوتی ہے۔ اور یہہ اپنی جہالت سے اوسی پر اصرار کرتا جاتا ہے۔ نضر بن حارث
کافر نے بھی اسی طرح دعا کی کہ دو فرقون سے جو بہتر فرقہ ہے اوسکی مدد کر اور جو وہی
حق ہے تو ہمپر عذاب بھیجدے اوسکی دعا مقبول ہوگئی بدر کی لڑائی مین مارا گیا۔
اور انسان اسلئے ایسی دعا مانگتا ہی کہ اسکے مزاج مین جلدی بہت ہی اور ظاہر پرست
ہے۔ اسرار حقایق کے طرف نظر نہین ڈالتا **حکایت** ہے کہ ایک شخص کسب کی
تکلیف سے تنگ آکر دعا کرنے لگے کہ دو روٹیان مجھے بے مشقت ملجایا کرین۔
تھوڑے دن مین وہ بلا جُرم قید مین چلے گئے اور دو روٹیان بے محنت اون کو

دیجاتی تھین۔ ایکدن خیال آیا کہ یہہ بے سبب قید کیا۔ کہنے والا کہتا ہے کہ تیری دعا کا اثر ہے ص

بس دعاہا کان زیانست و وبال
از کرم می نشنود شان ذو الجلال

امام قشیری اپنے رسالہ مین فرماتے ہین کہ صوفیہ کو اختلاف ہے کہ سوال و دعا افضل ہے یا سکوت و رضا۔ بعضے کہتے ہین کہ دعا افضل ہے کیونکہ دعا خود عبادت ہی ہے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ[1] تو عبادت کرنا افضل و اعلے ہی نہ کرنے سے۔ اب رہا دعا کا قبول ہونا وہ اللہ کا اختیار ہے اگر بندہ کی خواہش نہ پوری ہوئی تو کوئی نقصان نہین کیونکہ ربوبیت کا حق ادا کرنا تھا۔ اور احتیاج عبودیت جو فقر و فاقہ تھا اوسکا اظہار منظور تھا وہ حاصل ہوچکا ایک جماعت کہتی ہے کہ دعا سے حکم کے روبرو سکوت اعلی ہے اور قضا پر رضا اور جو ارادہ مولی ہو وہی اولی ہے۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ پروردگار جل جلالہ فرماتا ہے جس شخص کو قرآن اور میرے ذکر نے مجھ سے سوال کرنے کو روکا تو جس قدر کہ سائلون کو دیتا ہون اوس سے زیادہ اوسکو دونگا۔ اور اللہ تعالے کے کلام کی فضیلت سب کے کلام پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالی کی فضیلت اپنی مخلوق پر۔ تو اب بندہ کو چاہیے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے مقام رضا مین رہے

فائدہ

[1] ترمذی نے روایت کی اور حدیث کو حسن کیا۔

تا دونون فضیلتون کا جامع بنے۔ اور اولی یہہ ہے کہ اوقات مختلف ہین بعضے وقت سکوت سے دعا بہتر ہوتی ہی اُسوقت کا یہی ادب ہی۔ اور بعضے حالتون مین دعا سے خموشی افضل ہے اسوقت یہی ادب ہے۔ اسکی معرفت بہی وقت پہ ہی حاصل ہوتی ہے کیونکہ علمِ وقت وقت پر ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر اپنے دل مین دعا کے طرف اشارہ پائے تو دعا اولی ہے۔ اور اگر سکوت کی طرف اشارہ ہووے تو سکوت اعلی ہے۔ اور جو دعا مین ذوق وبسط وحضور کی ترقی ہووے تو دعا بہتر ہے اور جو دعا کے وقت دل مین زجر وقبض معلوم ہو تو دعا چھوڑ دے اور جو نہ ترقی بسط کی ہو نہ قبض کی تو ایسے وقت دعا وترک دعا دونون برابر ہین۔ اور یہہ بھی ہے کہ اوسوقت اگر حکمِ علم غالب ہی تو دعا بہتر ہے اس لئے کہ وہ عبادت ہے۔ اور جو حال معرفت غالب ہی تو سکون وسکوت افضل ہے۔ اور یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ جسمین مسلمان کا کوئی فائدہ یا حقتعالی کا کوئی حق ہے اس حال مین دعا اولی ہے اور جو نفس کا حظ ہو سکوت بہتر ہی انتہی غرض جب آیتِ سابقہ مین انسان کو جلدی سے موصوف فرمایا اور وہ ایک صفت سے دوسری صفت اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے تو اب فرماتا ہے کہ اس عالم کا بھی یہی حال ہے کہ کبھی نور سے ظلمت اور ظلمت کے بعد نور۔ اور چاند کی روشنی کبھی زیادہ کبھی کم

اور یہہ بھی **اشارہ** ہی کہ جب توحید ونبوت کے دلائل بیان فرماچکا تو اب اوسکی
تاکید پر پھر ایک دوسری دلیل لاتا ہے کہ اوسی طرح عجائباتِ عالمِ علوی اورسفلی سے
بھی دلائل توحید ظاہر ہین چنانچہ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ　آیت ۱۲ ع
فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَآ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً[لہ] لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ۵
اور ہمنے رات اور دن دو نمونے بنائے۔ پھر رات کا نمونہ مٹادیا اور دن کا نمونہ
دیکھنے کو بنایا تاکہ تم اپنے رب کے فضل (روزی) کو تلاش کرو۔ اور برسون کی
گنتی اور حساب معلوم کرو۔ اور ہمنے ہر چیز کی اچھی طرح تفصیل کردی[۲] یا ادبیان کردیا
فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ کی تفسیر مین ابن[۳] عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ وہ رات
کی سیاہی ہے۔ اسوقت اضافتِ بیانیہ ہوگی اور آیتِ لیل سے مراد ذاتِ لیل ہے
اور حضرت علی[۴] مرتضی رضی اللہ عنہ سے اسطرح مروی ہی کہ محو سے مراد وہ سیاہی ہے

لہ مبصرۃ ای مبصرا فیہا یقول ابصر النہار اذا صار بحالۃ یبصر بہا فہو مجاز عقلی
من اسناد الحدث الی زمانہ لان النہار لا یبصر بل یبصر فیہ ۱۲ سلہ اخرج ابن
المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ فصلناہ بیناہ (الدر المنثور)
سلہ اخرج ابن جریر سلہ اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی
حاتم وابن الانباری فی المصاحف صاحب تفسیر نیشاپوری نے تاویل آیت کو اس طرح بیان کیا
کہ ہم نے شبِ بشریت اور روزِ روحانیت کو بنایا پھر آیتِ شب جو قمرِ قلب ہے شمسِ شہود حق جو آیتِ روز ہے
طلوع ہوا تو عقلِ قلب مین فنا ہوگیا۔ جب صبح ہوگئی تو اب چراغ کا کیا کام رہا۔ تاکہ تم اپنے رب کے فضل کو ج

جو چاند مین ہے - ؎ سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ہلال کو تیرہوین اور چودہوین تب جن
دیکھو دکہ کسقدر بڑا نظر آتا ہے) اب اسوقت مین اضافت بتقدیر لام ہوگی یا دو آیتین سے
مراد چاند اور سورج ہین - **غرض** یہہ کہ ہمنے رات اور دن مخلوق کیلئے دو نشانیان بنائی
ہین جسمین دنیا و دین کی مصلحتین ہین - ہمیشہ رات کے بعد دن اور دن کے بعد
رات کا آنا باوجودیکہ ایک دوسرے سے علیحدہ اور متغایر ہونیکے اس بات پر توی
دلیل ہے کہ انکا کوئی مدبر ہے کہ اس تدبیر سے خاص اندازہ پر اون کو ٹہرا دیا - کیونکہ
ہر متغیر کو تغیر دینے والا ضرور ہے حتی کہ جانورون کو دیکھو کہ جہان جنگل مین پتا کہڑکا
اونکا دل دہڑکا - چوکنے ہوکر ادہر اودہر دیکھتے ہین اور سمجھتے ہین کہ بے محرک حرکت
کیسی - انسان توذی عقل ہے اسکو چاہئے کہ ہروقت اوس محرک حقیقی کو پیش نظر سمجھ
کسی وقت نہ غافل ہووے - دل بیار دست بکار کا عامل بنے - جس طرح غافل لوگ
نماز اور قران خوانی مین دنیا کی طرف مشغول رہتے ہین یہانتک کہ امام نماز مین کونسا
سورہ پڑہا باوجود سماعت کرنیکے یاد نہین رکہتے - اسی طرح ذاکرون کو چاہئے کہ
اپنے گہر کے کاروبار اور بیع و شرا مین بھی وہ خیال نہ چھوڑین رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ

بقیہ حاشیہ گذشتہ ؎ تجلی ذات صفات بے تلاش کر وجس سے انسان تمام مخلوقات مین مختص ہے - اور
ایام طلب اور حساب ترقی ایک مقام سے دوسرے مقام تک جانو - اور ہم نے ہر شئے کو کہ سالک جسکا محتاج ہوتا ہے
بطور اشارات خوب بیان کردیا ہے - ؎ اخرج ا بن ابی شیبہ -

تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ کے مصداق نہین یعنے ایسے بھی لوگ ہین کہ جنکو
تجارت وبیع اللہ کی یاد سے نہین روکتی پس آدمی کو چاہئے کہ رات دن کے اختلاف
پر غور کرے جس سے مہینے اور دن پیدا ہوگئے ہین اور عبادات ومعاملات وغیرہ
کی سہولت ہوتی ہے اگر ہمیشہ دن ہوتا اور شب نہ آتی یا رات ہی رہتی دن نہ ہوتا
تو یہہ آرام اور یہہ فوائد کیسے حاصل ہوتے چنانچہ دوسری جائے فرماتا ہے[1] وَمِنْ
رَّحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ
تَشْکُرُوْنَ اور غافلون کے لئے رات دن کا انقلاب درخصوص نیند جو موت کی
بہن ہے بیدار ہونیکے بعد یاد دلاتی ہے کہ تم سب کو چھوڑکے کیسے علیحدہ ہوگئے تھے
پہر اب صبح ہوئی سب کچھہ تمہارا ہے آج شام تک کچھہ کرلو پہر وہی جدائی موجود ہے
اگر دن مین اللہ کو بھول گئے تھے اوسکا معاوضہ یہہ ہے کہ رات کو اوسکی یاد کرو۔ یا
شب کو سوگئے تھے تو دن مین اوسکا تدارک کرو دن کی اوجھی رات کو سلجھاؤ۔ شب کی
بگڑی دن مین بناؤ کیونکہ یہہ دونون ایک دوسرے کے نائب ہین چنانچہ ایک جاے
فرماتا ہے[2] وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ

---

[1] اپنی رحمت سے اوس نے رات دن بنائے تاکہ تم آرام بھی پاؤ اور روزی بھی طلب کرو اور
شاید کہ شکر بھی کرو۔ [2] اور وہی ہے جس نے رات اور دن ایک دوسرے کے نائب بنائے
اوس کے لئے جو نصیحت لینا چاہتا ہے یا شکر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۱۲۔

اَرَادَ شُکُورًا۔ اور وَلِتَبْتَغُوا فَضْلًا کو بجائے کسب کے تعبیر کرنے مین اس طرف **اشارہ** ہے کہ تحصیل رزق مین بندے کا کچھ اختیار نہین۔ صرف طلب ہے اور عطا کرنا اللہ کے ہات ہے۔ اور رزق کو فضل فرمانے مین اس طرف **اشارہ** ہے کہ اللہ پر رزق واجب نہین یہہ سب اوسکا فضل واحسان ہے۔ اور فرمایا کہ ہم نے ہر چیز کی اچھی طرح تفصیل کردی یعنے دلائل توحید ونبوت ومعاد اور وعد ووعید اور ترغیب وترہیب جسکی آدمی کو ضرورت ہے اوسکا بیان ہوچکا اب کوئی عذر باقی نرہا۔ اسلئے قیامت مین اون کے اعمال نامے نکالے جاینگے اپنے کئے کی سزا پائینگے۔ چنانچہ آیت آیندہ وَکُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰہُ مین اسکا بیان ہے۔ دوسری وجہ نظم یہہ بھی ہے کہ جناب باری نے مخلوق کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا تو اب احوال شمس وقمر اور شب وروز بیان کرنے سے یہہ غرض تہی کہ تم اون سے فائدہ اوٹھا کر میری طاعت مین سرگرم رہو۔

ابر وباد ومہ وخورشید وفلک درکارند	تا تو نانے بکف آری وبغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ وفرمان بردار	شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

جب یہہ بات ٹہری تو چاہئے کہ اپنے منعم کا شکر جس نے یہہ نعمتین عنایت کین ادا کرین اسلئے قیامت مین جو آئیگا ہم اوس سے پوچہین گے کہ ہماری خدمت

آیت ۱۳

واطاعت بجالایا یا نافرمانی وسرکشی کی جس طرح فرماتاہے وَكُلَّ اِنْسَانٍ

اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝

اور ہم نے ہر آدمی کا عمل اوسکی گردن مین باندھ دیا ہے اور اوسکے لئے قیامت کے

دن ایک کتاب نکالین گے کہ اوسکو کہلی ہوئی پائیگا حضرت ابن عباس[1] رضی اللہ عنہ فرماتے ہین

کہ اوسکی سعادت وشقاوت ہے اور جو کچھ اللہ تعالی نے اوس کے تقدیر مین لکھا ہے

اوس کے ساتھ ہے جہان کہین کہ وہ رہے۔ اور یہہ بھی حضرت[2] ابن عباس رضی اللہ عنہما

فرماتے ہین طائر سے مراد اوسکے عمل ہین جو جمع کر کے سب لکھے گئے ہین قیامت مین

اوسکے سامنے کہولکر رکہہ دینگے جسکو وہ پڑہیگا۔ مجاہد[3] سے بھی روایت ہے کہ وہ اوسکے

یُلَقّٰىهُ ابن عامر بضم یا اور فتح لام اور تشدید قاف سے ۱۲

۱؎ عرب لوگ طائر (پرندہ) کو خیر وشر کیلئے دلیل بناتے تھے جب اونکو اسکی عادت ہو گئی تھی تو خیر شر کا نام طائر رکہا یہہ از قبیل تسمیہ للشئی باسم لازمہ ہے اب آیت مین طائر سے عمل مراد ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا طائر عربی مین حظ اور فارسی مین بخت کو کہتے ہین اب طائر سے مراد وہ واقعات ہین جو اوس شخص کے نصیب مین مقرر ہین گویا آشیانۂ ازل سے وہ طائر اڑ رہا ہے یہان تک کہ وقتِ مقرر پر اوس شخص کے پاس پہونچ جائیگا اور جو کچھ کہ اوسکے حصہ مین لکہا ہے وہ پورا ہو جائیگا فِيْ عُنُقِهٖ سے مراد کمال لزوم ہے (جیسے ہندی مین بھی کہتے ہین گلے کا ہار ہو گیا) اور جو کسی چیز کو لازم ہووے اوس کا زوال ممتنع ہے اور اوسکا ہونا ضروری ہے یہہ اس بات پر قوی دلیل ہے کہ جو کچھ کہ ازل مین لکہا گیا ہے ابد تک ہوتا رہے گا۔ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ (کبیر)

۲؎ ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم۔

۳؎ ابن جریر اور ابن ابی حاتم

۴؎ بیہقی شعب الایمان مین۔

عمل ہین۔ حضرت حسن بصری[1] فرماتے ہین کہ تیرا اعمال نامہ دو فرشتے لکھتے ہین۔ جو سیدہی
طرف ہے وہ نیکیان لکھتا ہے بائین طرف والا برائیان۔ جب تو مرجائیگا وہ صحیفہ
لپیٹ کے تیری قبر مین رکھدیتے ہین پہر قیامت مین تجھے نکالکر دیدینگے۔
فقیر کہتا ہے کہ اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا یعنے قرآن کی بعض آیتین بعض کی
تفسیر کرتی ہین۔ چنانچہ ایک جا فرمایا۔ فَمَنْ[2] یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ
یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ یون بھی فرمایا عَنِ[3] الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ
مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ اس طرح بھی فرمایا وَاِنَّ[4]
عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ خلاصہ یہہ کہ
ہر انسان کے عمل خواہ اچھے ہون یا برے تہوڑے ہون یا بہت اوسکا بدلہ ملیگا
کیونکہ صبح وشام دفتر مین اوسکی کتابت ہو رہی ہے۔ یہہ کرکے بھول جاتا ہے
۱۴ آیت لیکن وہان سب کچھہ لکھا ہوا دہرا ہے۔ اس لئے فرماتا ہے۔ اِقْرَاْ کِتٰبَکَ

---

[1] ابن جریر۔

[2] پس جس نے ذرہ بہر بہلائی کی وہ اوسکو دیکھہ لےگا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ بھی دیکھہ لیگا

[3] داہنے اور بائیں بیٹھے ہوے نہین بولتا کوئی بات مگر اوس پر نگہبان تیار ہین یعنے جو اوسکے منہہ سے نکلے لکھہ لیتے ہین۔

[4] اور بیشک تم پر نگہبان مقرر ہین بزرگ لکھنے والے جانتے ہین جو تم کرتے ہو۔

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ اپنی کتاب پڑہ۔ آج تو ہی اپنے حساب کیلئے بس ہے۔ قتادہ[2] فرماتے ہین کہ جو دنیا مین ایک حرف نہین پڑہ سکتا تھا اوس دن وہ بھی پڑہ لیگا۔ حضرت حسن[3] بصری فرماتے ہین کہ اُس سے بڑا کون عادل ہوگا جو تیرا حساب تجہپر چھوڑ دیا۔ حضرت عمر فرماتے ہین کہ[4] تم سے حساب لینے کے پہلے ہی تم اپنا حساب آپ کرلو

---

[1] کفیٰ فعل ماضی ہے نفسک فاعل ہے با رصلہ ہے۔ الیوم ظرف ہے علیک جار مجرور مقدم حسیبا کے متعلق ہے اور حسیبا تمیز ہے۔ یا کتاب سے مراد خود اوسکا نفس ہے جسمین اوسکے آثارِ عمل منقش ہوگئے ہین اور جب تک کہ اوس کیفیت کو رسوخ نہین ہے وہ احوال ہین کہ نفس مین حدوث پاتے ہین اور اسیواسطے بسبب تکرار کے وہ بعد رسوخ ملکات بن جاتے ہین۔ تو یہہ صورتین نقوشِ کتاب سے مشابہ ہین۔ اب جسمین یہہ نقوش ہون اوسکو کتاب کہہ سکتے ہین اب یہہ معلوم ہووے کہ جوہرِ نفسِ انسانیہ مین جو اثر ہوتا ہے وہ اثر جذب روح سے ہی لیکن جو اثر مخلوق سے حضوریِ حق مین پہونچاتا ہے تو یہہ ضرور سعادات و کرامات کا سبب ہے۔ اور جو اثر حضوریِ حق سے مخلوق کی طرف لاتا ہے تو وہ باعثِ شقاوت و خرابی ہے۔ لیکن جب تک کہ روح کا علاقہ بدن کے ساتھ ہے وہ آثار چھپے رہتے ہین کیونکہ روح بدن کی تدبیر مین ایسی مشغول ہے کہ اُن احوال کا پوری طرح سے ظاہر ہونا ممکن نہین ہے ہان جب روح کا علاقہ بدن سے منقطع ہوجائیگا۔ تو قیامت اوس کے حق مین وہی قیامت ہے چنانچہ حدیث ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ اب سب پردے کہل جائین گے۔ جس طرح فرمایا کہ ہم اوس کے لئے قیامت کے دن ایک کتاب نکالین گے کہ اوسکو کہلی ہوئی دیکہے گا اب قوت عقلیہ اون سب آثار کو جوہرِ روح مین لکہا ہوا مشاہدہ کریگی۔ اوسوقت حکم ہوگا کہ اپنی کتاب پڑہ آج تو ہی اپنے حساب کے لئے کافی ہے کیونکہ اگر وہ آثار موجب سعادت ہین تو لامحالہ سعادت حاصل ہوگی اور اگر باعثِ شقاوت ہین تو ضرور ہے کہ شقاوت حاصل ہوگی جاننا چاہئے کہ یہہ تفسیر موافق احوال روحانیت ہے۔ اور جو اعمال نامہ کے متعلق روایتین آئی ہین وہ سب حق ہین۔ یہہ بھی ایک احتمال ہے۔ راہِ حق یہہ ہے کہ آدمی سب کا اقرار کرے تفسیر کبیر سے زیادت تقلیل۔

[2] معی سعاد (امام بغوی) [3] ابن جریر۔ ابن ابی حاتم (در) [4] (معالم التنزیل)

دمی کو چاہئے کہ جب گناہ کا ارادہ ہووے تو اوسوقت خیال کرے کہ اللہ تعالی اسوقت
مجھے دیکھتا ہی یا نہین۔ اگر جانتا ہی کہ نہین دیکھتا تو کافر ہے اور جو سمجھتا کہ وہ جانتا
دیکھتا ہی اور پہر اوسی کا خلاف کرنے پر آمادہ ہی تو اس سے بڑھکر اور کیا دلیری ہوگی
اوسکا عاصی بندہ عرض کرتا ہے۔ **رباعی**

جب کام کیا تو جان حق کو ناظر	اور بات کیا تو ہی وہ سامع حاضر
ہر حال مین ہر جگہہ مین ہر دم ہر وقت	اوسکا ہی خیال رکھہ اوسی کی خاطر

اب جو کچھہ پہلے ہو چکا ہی اوسکا تدارک کرے۔ اللہ کا حق ہے تو اوسکو ادا کرے۔
بندونکا ہی تو اونکو پہیر دے۔ نہو سکے تو معافی چاہیے جو یہہ بھی نہو سکے تو اونکیلئے
اچھے اچھے کام کرکے بخشے۔ غرض یہہ کہ اسقدر نیکیان کرے کہ سب برائیان مٹ جائین
اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ بلکہ اگر خدا چاہی تو برائیان
نیکیان ہو جائین فرماتا ہے اُولٰئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ آج عمل ہے
حساب نہین کل حساب ہوگا اور عمل نہین **حکایت** ہی کہ باپ نے بیٹے سے کہا
کہ آج جو کچھہ تو کہیگا یا سنیگا اور جو کچھہ کریگا وہ مجھہ سے بیان کرنا لڑکے نے شام کو سب
کیفیت عرض کی۔ باپ نے کہا کل بھی اسی طرح کرنا۔ بیٹے نے عرض کی کہ کوئی او
کام کیسی ہی تکلیف کا ہو دے وہ مین کرسکتا ہون لیکن یہہ بہت ہی مشکل ہے

اس سے مجھے معاف فرمائیے۔ باپ نے کہا مین اسلئے تجھے اسکا پابند کرنا چاہتا ہون
کہ جب تجھے ایکدن کا حساب دشوار ہے تو قیامت مین عمر بھر کا حساب کس طرح دیسکیگا

تو نمیدانی حساب روز و شام	پس حساب عمر چون گوئی تمام

غرض یہہ کہ ہر شخص کے ہمراہ جب اوسکے عمل ہونگے اور اوسکا حساب بھی اوسی کو دینا پڑیگا تو اب اوسکی تاکید دوسری عبارت مین جو بہت ہی صاف ہے فرماتا ہے
مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝
جو کوئی راہ پر آیا تو وہ اپنے ہی واسطے راہ پر آیا اور جو گمراہ ہوا تو اپنی ہی (خرابی) کے لئے گمراہ ہوا۔ اور کسی کا بوجھہ کوئی نہ اوٹھائیگا اور ہم کسی کو عذاب نہین کرتے جبتک کہ رسول نہ بھیجین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[1] فرماتے ہین کہ چار شخص قیامت کے دن مسلمان نہ ہونے کا عذر کرینگے۔ بہرا جو بالکل نہین سنتا تھا۔ اور احمق اور بڑہا کہ جسکی عقل جاتی رہی ہو اور جو شخص فترت کے زمانہ مین مرگیا ہو۔ اون سب سے اللہ اطاعت کا عہد لیکر رسول کو اونکے پاس بھجوائیگا یہہ حکم دیکر کہ دوزخ مین داخل ہوجاؤ

[1] امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابن حبان اور ابو نعیم اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی (در) اس حدیث کے متعدد طرق ہین اور اس پر جس کسی نے اعتراض کیا ہے اوسکا رد وغیرہ تفسیر ابن کثیر مین مذکور ہے ۱۲ اشارہ متفق ہین کہ جس شخص کو دعوت نہ پہنچے ...

فرماتے ہین قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہات مین محمد کی جان ہے اگر وہ اوسمین
داخل ہوتے تو اونکے لئے ٹہنڈی اور سلامتی ہوجاتی اور جو کہ نہ داخل ہوگا اوسکو
کہینچ کرلیجائینگے۔ جب یہہ بات ثابت ہوگئی کہ عذاب بغیر بعثت نہین ہوگا گو
قیامت ہی مین رسول آکراون سے امتحان لیوے تو اب کیفیت وقوع تعذیب بیان
17-16 فرماتا ہے وَاِذَآ اَرَدْنَآ[1] اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا[2] فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ
عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا[3] اور جب ہمنے چاہا کہ کسی بستی کو ہلاک کرین
تو اوسکے عیش کرنیوالون کو حکم بھیجا۔ پہر اونہون نے اوسمین نافرمانی کی تو اون
بات ثابت ہوگئی پہر ہم نے اوسکو اکھاڑ پہینکا۔ حضرت[4] ابن عباس فرماتے ہین کہ
عیش کرنیوالون کو اللہ کی اطاعت کا حکم ہوا تھا تو اونہون نے نافرمانی کی سعید[5]

[1] ارادہ کے دو تعلق ہین ایک قدیم جو علم الٰہی مین متحقق ہے کہ فلان وقت مقرر مین فلان کام ہوگا۔ دوسرا تعلق حادث جس کا علاقہ اوس کام کے موجود ہونیکے وقت مین ہوتا ہے یہان ثانی مراد ہے کیونکہ اذا کا تعلق اون کے فسق سے مقارن ہے جیسے حدیث مین ہے اذا کبر الامام فکبروا (خفاجی)

[2] المترف وہ منعم جسکو نعمتون نے کہین کا نہ رکہا فحق علیہا القول یعنی عذاب واجب ہوگیا (کبیر)

[3] الدمار الھلاک (مختار الصحاح)

[4] ابن جریر ۱۲ [5] ابن جریر اور ابن ابی حاتم ۱۲۔ تاویلات نجمیہ مین ہے کہ جب ہمنے چاہا کہ کسی بستی کو ہلاک کرین یعنی قریون سے نفوس کے تو اوسکے عیش کرنیوالون کو حکم بھیجا۔ وہ نفوس امارہ ہین پہر اونہون نے اوسمین نافرمانی کی یعنے قید شریعت اور اتباع انبیا سے نکل گئے۔ اور اپنی خواہشات اور شہوات نفس کے پابند ہوگئے تو اون پر بات ثابت ہوگئی یعنے بسبب مخالفت شریعت کے اون پر شقاوت لازم ہوگئی پہر ہم نے اوسکو اکہاڑ پہینکا یعنے استعداد قبول سعادت کو باطل کردیا۔ اور شقاوت ابدی کی تحریر اون سکے نفوس پے

ابن جبیر سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور بات سے وہی عذاب مراد ہے جس سے کہ
رسول ڈراتے تھے غرض یہہ کہ گنہگارون کے گناہ کا ظہور پوری طور ہونے پر بھی ہم
عذاب مین جلدی نہین کرتے بلکہ اون کے دولتمندون کو معاصی سے باز رہنے کا
اور اطاعت کا حکم فرماتے ہین۔ دولتمندونکی خصوصیت اسلئے ہے کہ جس پر اللہ کے
احسانات بہت اوسی کو شکر کی ادائی بھی بہت ضرور ہے۔ اور اکثر فقرا امرا کی
چال چلن سیکھتے ہین اسیواسطے اونہین کو خطاب فرمایا پہر اس حکم کے بعد بھی اونسے
نعمتین چہین نہین لیتا بلکہ اور ترقیِ اقبال وجاہ ہوتی جاتی ہے اور اونکی سرکشی
بھی بڑہتی جاتی ہے تو ایسے وقت مین بلا پر بلا اللہ تعالی بھجواتا ہے۔ یہانتک کے
اون سب کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ اور ہمیشہ فاسقون اور متمردون کے ساتھہ اللہ تعا
کی یہی علوت رہی ہے چنانچہ فرماتا ہے وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ
نُوْحٍ ط وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ اور ہم نے کتنے آیت ۱۷
قرنون (امتون) کو بعد نوح کے ہلاک کیا اور تمہارا رب اپنے بندون کے گناہ
جاننے اور دیکہنے کو بس ہے۔ اس آیت مین اس امت کیلئے تہدید ہے خصوص کفا
قریش کو یعنی اے جہٹلانے والو پہلی امتون سے تمہارا کچھہ رتبہ بڑہکر نہین ہے بلکہ

سلہ فراء کہتا ہے کہ بار کا آنا ایسے موقع پر جائز ہے کہ جس سے اوسکی مدح یا ذم مقصود ہو جیسے کفا بک بہ
اور اکرم بہ رجلا ورنہ قام اخوک کی جگہ قام باخیک کہنا جائز نہیں (کبیر)

تم عذاب کے پورے مستحق ہو کیونکہ تم سردار رسل صلی اللہ علیہ وسلم کو جہٹلاتے ہو کہین تم پر بھی
وہی بلا نازل نہ ہو جو اون پر ہوئی تھی حضرت[1] ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اَلسَّعِیْدُ
مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ وہی نیکبخت ہے جو غیرونکی نصیحت اسکو کارگر ہوجاتی ہے

پند گیر از مصائبِ دگران	تا نہ گیرند دیگران ز تو پند

پہلے جَیِّدًا جو باطنی امور کے متعلق ہے پہر بعد بَصِیْرًا کو جو ظاہری امور کے
متعلق ہے لانے مین اس طرف **اشارہ** ہے کہ آدمی پہلے اپنی نیتون اور
خطرون کو درست کرے وہی مبادی اعمال ظاہرہ ہین اسیواسطے حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دل پر دربان ہو کے بیٹھا رہ جو خطرہ کہ خراب ہو
اوسکو ہرگز نہ آنے دے۔ جہان وہ آیا پہر وہ گہر کرتا ہے پہر اوسی سے فعل کا
ظہور ہوتا ہے۔ جب یہہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ تعالی بندون کے باطن و ظاہر
سے واقف ہی تو اب اونکے دو قسم فرما کے پہلی قسم کو اس طرح بیان فرماتا ہے مَنْ
آیت ۱۸ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ[2] ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ
يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ جو کوئی دنیا چاہتا ہو تو اوسی دنیا مین جسکو چاہتا
چاہین جلد دیتے ہین پہر ہمنے اوسکے لئے دوزخ ٹہرائی ہے جسمین وہ ذلیل و مردود ہو کر

[1] ابن ماجہ اور بیہقی مشکوٰۃ مین ۱۲ ۔ [2] لمن نرید بدل بعض لہ سے یعنے جار مجرور جار مجرور سے بدل ہے ۱۲

جا اگر ینگا [۱] ضحاک فرماتے ہین کہ عاجلہ چاہنے کے یہہ معنی ہین کہ اوس شخص کو اعمال سے مقصود دنیا ہوتی ہی قتادہ [۲] سے بھی اسی کے مانند روایت آئی ہی اور اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ بعضے جاہل جب دنیا مل جاتی ہی تو خوش و مغرور ہو جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اللہ کے پاس بھی ہم بزرگ ہین جب تو یہہ سرفرازی ہوئی تو اللہ نے بیان فرمایا کہ حصول دنیا خدا کی رضامندی کا باعث سمجھنا غلط ہے بلکہ کبھی دنیا کے ملنے سے آدمی عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ لِمَنۡ نُّرِيۡدُ کہنے مین یہہ نکتہ ہے کہ جسکو ہم چاہے دیتے ہین ہر ایک کو دنیا نہین ملجاتی۔ بلکہ بہت سے گمراہ دین چھوڑ دنیا کے طالب بنے اوس سے بھی محروم رہے دنیا اور آخرت دونو جاے خراب ہوی

کیا وہ دنیا کام ہو جسمین نہ دین کیواسطے	واسطے وہان کے بھی کچھ یا سبب ہین کیواسطے

[۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین کہ دنیا اوسکا مکان ہی جسکو مکان نہین ہے اور اوسکا مال ہی جسکو کہ مال نہین اور وہ شخص اسکو جمع کرتا ہے جسکو عقل نہین ۔ [۴] اور بھی فرماتے ہین کہ جو اپنی دنیا سے محبت رکھتا ہی وہ اپنی آخرت کو ضرر پھونچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہی وہ دنیا کا ضرر کرتا ہی پس فانی چھوڑ کر باقی کو اختیار کرو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ اے گروہ حواریین دین کو پورا لے لو

[۱] ابن ابی حاتم ۱۲ [۲] ابن جریر و ابن ابی حاتم ۱۲ [۳] امام احمد ۱۲ [۴] امام احمد و بزار و طبرانی و حاکم ۱۲

اور تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرو جیسے کہ دنیا کے لوگ دنیا پوری لیتے ہین اور تھوڑے سے دین پر راضی ہوجاتے ہین۔ کسی نے کسی عابد سے پوچھا کہ دنیا دارونکا کیا حال ہی اوس نے جواب دیا کہ جس کسی کو ملتی ہے وہ مشقت مین پڑتا ہی۔ اور جس کو نہین ملتی وہ رنج اٹھاتا ہے ؎

بلائے زین جہان آشوب تر نیست	کہ رنج خاطرست ار ہست و گر نیست

ابو حازم فرماتے ہین کہ دنیا سے بچو اسلئے کہ مجھے روایت پہونچی ہی کہ روز قیامت دنیا کی تعظیم کرنیوالا کھڑا کیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ یہہ وہ شخص ہے جس نے ایسی چیز کی تعظیم کی جس کو خدائے تعالیٰ نے حقیر بنایا تھا ؎

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت	کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

اب اللہ تعالیٰ دوسری قسم یعنے دیندارونکا حال بیان فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ؕ اور جو کوئی آخرت چاہتا ہی اور اوسکے لئے اوسکے موافق کوشش بھی کرتا ہی اور مومن بھی ہے تو ایسونکی کوشش قابل قدر ہوگی۔ اس کوشش کا کارآمد ہونا تین باتون پر موقوف فرمایا پہلے تو عمل کے وقت نیت اچھی رہے آخرت مقصود ہو۔ حدیث مین بھی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ آیا ہی کیونکہ اعمال سے مقصود معرفت و محبت الٰہی سے قلب کا منور ہونا ہے

بے نیت صحیح اوس عمل مین یہہ اثر کبھی نہین ہوگا۔ دوسرے ایسے کامون مین کوشش ہو
کہ جو عبادت کے کام ہون ورنہ اعمال باطلہ سے اللہ کا تقرب حاصل نہین ہوسکتا
تیسری یہہ کہ مؤمن ہووے کیونکہ بے ایمان کے کسی نیک عمل کا ثواب نہین ملتا
حضرت فضیل فرماتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فنا ہوجاتی اور آخرت ٹھیکری کی
ہوتی اور باقی رہتی تب بھی عقلمندون کو لازم تھا کہ باقی ہی چیز کو پسند کرتے اور
فانی کو چھوڑ دیتے۔ مگر اب تو یہہ فانی چیز ٹھیکری ہے اور باقی سونے کی۔ نہین معلوم
کہ ہمنے ایسی واہیات چیز کو اوس عمدہ چیز سے کیون پسند کر رکھا ہے۔ غرض یہہ
جیسی جسکی طلب ہو اللہ تعالیٰ اوسکو وہی عنایت کرتا ہے جس طرح فرماتا ہے ع ۲۰

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ انظُرْ

ہم ہر ایک کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے پھونچائے جاتے ہین انکو بھی اور انکو
بھی اور تمہارے پروردگار کی بخشش (دنیا مین عام ہے) بند نہین۔ قتادہ اور
حضرت حسن اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ دنیا نیک اور بد سب کو
عنایت فرماتا ہے اور آخرت خاص پرہیزگارون کے لئے ہے۔ ابن زید فرماتے ہین
ایک ہؤلآء سے دنیا والے اور دوسرے سے آخرت والے مراد ہین۔ جاننا چاہیے

محظورًا انظر — حالت وصل مین ضمہ نون تنوین جو نقل حرکت ہمزہ وصل ہے نافع اور ابن کثیر اور ہشام اور کسائی ۱۲

سلہ کلًّا مین تنوین عوض مضاف الیہ ہے یعنے کل واحد من الفریقین ۱۲ سلہ محظورًا ممنوعًا اخرجہ ابن ابی حاتم عن الضحاک ۱۲ سکہ ابن جریر وابن ابی حاتم در سکہ ابن جریر وابن ابی حاتم ۱۲

کہ حقیقت مین سب کا دینے والا وہی ہی۔ اب چاہو اوسکے محبوبون سے بالواسطہ طلب کرو یا بے واسطہ اوسی سے طلب کرو ایک ہی بات ہی حضرت مولانا روم فرماتے ہین ؎

آب خواہ از جو طلب خواہ از سبو	کان سبو را ہم مدد باشد ز جو
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور	نورِ مہ ہم ز آفتاب است اے پسر

لیکن طلب کا قصور ہی کسی نے دنیا طلب کی کسی نے آخرت کرامات سلے عارف ابوالخیر محمد بن محفوظ روایت کرتے ہین کہ مین مع ایک جماعت ہمارے مرشد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مدرسے مین حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا لیطلب کل منکم حاجۃً اعطیہا لہ یعنی ہر ایک شخص اپنی حاجت طلب کرے مین اوسکی حاجت برآری کرتا ہون۔ پھر ہر ایک نے اپنی حاجت طلب کی تو حضرت نے یہہ آیت شریف تلاوت فرمائی کُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۤءِ وَهٰٓؤُلَاۤءِ مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَاۤءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ابوالخیر فرماتے ہین اللہ کی قسم ہر شخص نے جو کچھہ طلب کیا تھا۔ اوسکو مل گیا۔ شیخ ابوالسعود نے ترکِ اختیار چاہا تھا تو اوسمین اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔ بہت سی متقدمین سے بھی اس بات مین بڑھ گئے تھے۔ اور شیخ ابن قاید نے مجاہدہ پر قوت طلب کی تھی۔

نحمد

سلے امام عبداللہ یافعی نے نشر المحاسن حکایت ۹۰ مین مختصراً بیان فرمایا اور بہجۃ الاسرار صفحہ ۳۰ مین مفصلاً مذکور ہے ۱۲

تو یہہ ریاضتونکی نوبت پہونچی کہ کوئی اونکے زمانہ مین اونکا نظیر نہ تھا خود کہتے
کہ مین نے بھوک کو بھوکا رکہا اور پیاس کو پیاسا رکہا۔ نیند کو سلادیا۔ بیداری
کو جگادیا۔ خوف کو ڈرادیا۔ بلا مجھسے بھاگتی ہی واللہ غالب علی امرہ۔ اور شیخ
بزاز نے اللہ کا خوف طلب کیا تھا تو خوف مین اعلی درجے کو پہونچے۔ اور
شیخ ابوالحسن فارسی نے عرض کی تھی کہ اللہ کے ساتھہ میرا ایک حال تھا کہ وہ
جاتا رہا ہی اب اوسکے پلٹ آنیکی خواہش ہی تو اوسیوقت حضرت غوث پاک
رضی اللہ عنہ نے ایک نظر کی جس سے وہ بیقرار ہوکر کہڑے ہوگئے مین نے
دوسرے دن اون سے ملاقات کے بعد پوچھا تو کہنے لگے اوس نظر کی برکت سے
مین اپنے حال پر ہوگیا۔ اور شیخ جمیل نے حفظ وقت یعنے کوئی وقت بیکار
نہ جانے کیلیے عرض کی تھی ہماری دانست مین تو وہ حالت اونکی ہوئی جو
غیرونکو نہ نصیب ہوئی اگر جائے ضرور کو جاتے وقت تسبیح کھونٹی کو لگادیتے
تو وہ وہین بے کسی کے پہرائے پہرتی ایک ایک دانہ گرتا رہتا جب تک کہ وہ
آکر نہ لیلین اور مین نے بارہا اسی طرح دیکھا۔ اور شیخ خلیل ابن صرصری نے
قطبیت سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا مَا تَمُوْتُ یَا خَلِیْلُ حَتّٰی تَتَقَطَّبُ
یعنے اے خلیل تم قطب ہوے تک نہ مروگے راوی کہتے ہین کہ اونکی قطبیت کا

وقت تو ابھی تک نہین آیا تھا۔ اور شیخ عمر غزال نے زیادتی علم طلب کی تھی اونکی یہ کیفیت تھی کہ قسم قسم کے علوم و فنون سیکھے۔ اور بہت کچھ حفظ کیا۔ ایک مرتبہ ہزار کتابین بیچ ڈالین لوگون نے اسپر ملامت کی تو کہا سب مجھے زبانی یاد ہین۔ اور شیخ ابوالبرکات ہامی نے اللہ کی محبت مین استغراق چاہا تھا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے ایک نظر فیض اثر اون پر کی جس سے وہ بیہوش ہوکر گر گئے۔ لوگ وہان سے اوٹھاکر لیگئے اونکی عقل برابر نہ تھی ایک مدت تک وہ بغداد سے گم ہوگئے ایک زمانے کے بعد کرخ کے ویرانے مین پایا کہ آسمان کو ٹکٹکی باندھکر دیکھ رہے ہین۔ مین بات کرنا چاہا تو اونہون نے کچھ بات نہ کی۔ پھر کئی سال کے بعد بصرے مین ملاقات ہوئی کسی ٹیلے پر کھڑے تھے وہی حال تھا پھر بھی مجھسے بات چیت نہ کی۔ مین اون کے سامنے جاکر بیٹھ گیا اور یون دعا کرنے لگا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحُرْمَۃِ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ اَنْ تَرُدَّ عَقْلَہٗ لِیُکَلِّمَنِیْ یعنے یا اللہ حضرت رضی اللہ عنہ کے طفیل سے انکو ہشیاری دے تا وہ مجھسے بات چیت کرین۔ پھر ہوش مین آکر اونہون نے سلام کیا۔ مین نے کہا یہ کیا حال ہی تو کہنے لگے اوس نظر مبارک کی برکت سے اسقدر اللہ کی محبت جوش کر رہی ہی کہ مجھے میرے وجود کی خبر نہین اپنی جانکی پروا نہین

جیسا تم دیکھ رہی ہو۔ اسی طرح مجھے بنایا ہی۔ یہہ کہا پھر وہی حال اونکا ہوگیا
مین وہان سے روتا ہوا الٹ آیا پھر بعد معلوم ہوا کہ وہ اسی حال مین انتقال کرگئے
اور شیخ ابو الفتوح بن الخضری نے حفظ قرآن و حدیث چاہا تھا تو چھ مہینے مین
حافظ ہوگئے اور قرأاتِ سبعہ اور احادیث مین ملکہ پیدا کیا اور راوی ابو الخیر قرأات
کہتے ہین کہ مین نے طلب کیا تھا کہ وارداتِ ربانیہ اور اوسکے ماسوا مین فقر وفت
مجھے حاصل ہووے۔ اوسی مجلس مین حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ مبارک
سینہ پر پھیر دیا اوسی وقت مین نے اپنے سینے مین ایک نور پایا جس سے مین
حق و باطل اور ہدایت و ضلالت مین ابتک تمیز کرتا ہون۔ اور راوی عبد اللہ
بن ہبیرہ نے وزارت کی نیابت چاہی تھی وہ اونکو مل گئی۔ اور بعضے بعضون
نے دنیوی خدمتین مانگین وہ بھی مل گئین اور ایک روایت ہی کہ عبد اللہ
بن جمیل نے کہا کہ سات دن مرنیکے پہلے شیخ خلیل صرصری کو قطبیت بھی ملگئی۔
مختصر اجب اللہ پاک یہہ فرما چکا کہ دنیا اور دین کے طالبون کو ہم ہی دیتے وا
ہین تو اب اون کے مراتب مین جو فرق ہی اوسکو بیان فرماتا ہی۔ اُنْظُرْ كَيْفَ

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ ع ٢١

دیکھو ہمنے ایک کو ایک سی کیسا بڑہا یا ہی اور آخرت مین تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہی

قتادہ[1] فرماتے ہین کہ یہہ جو فرمایا کہ ہم نے ایک پر ایک کو فضیلت دی اوس سے مراد دنیوی فضیلت ہی اور آخرت کے بڑے درجے وہ اونکے اعمال کے موافق ہونگے رسول[2] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جنت مین سو درجے ہین ہر درجہ مین آسمان و زمین کا فرق ہی۔ فردوس سب سے اوپر کا درجہ ہے الخ رسول[3] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص دنیا مین کوئی بلند درجہ چاہا اور اوسکو حاصل بھی ہو گیا تو آخرت مین اوس سے زیادہ اللہ تعالی اوسکا درجہ کم کردیگا اور مرتبہ گھٹا دیگا پھر آپنے پڑہا وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا جب دنیا کی نسبت کرتے آخرت کے مراتب اسقدر بڑہے ہوے ہین تو آدمی کو چاہئے کہ اوسکے لئے تو بہت ہی کوشش کرے۔ نہ یہہ کہ دنیائے خسیس کی طلب مین اپنی عمر رائگان کردی۔ اور چونکہ آخرت کیلئے بڑی اصل توحید ہی اس لئے فرماتا ہے

لا تجعل مع الله إلها أخر فتقعد مذموما مخذولا 0 (اے[4] انسان)

[1] ابن جریر وابن ابی حاتم (درر) [2] ترمذی وغیرہ ۱۲ [3] طبرانی وابن مردویہ وابونعیم فی الحلیہ ۱۲۔
[4] صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہین کہ یہان انسان کو مخاطب بنانا اولی ہی کیونکہ وَقَضٰى رَبُّكَ الآیہ اسی پر معطوف ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین حضرت کے سامنے بڑہاپے کو نہین پہونچے تھے۔ تو حضرت کے لایق یہہ خطاب نہی۔ نہین پہنچا بعضے ترجمہ کرنے والے اے پیغمبر مقدر مانتے ہین لیکن یہہ بھی نہین بھلا کہ مراد اس سے حضرت نہین بلکہ امت ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر وغیرہ مین مذکور ہے۔ خدا ان سست عقیدون کو حضرت کی محبت عنایت فرمائے۔ تفسیر روح البیان مین لکھا ہے کہ اصل یہہ ہے کہ جہان کسی کام کے کرنے کا حکم ہے تو حضرت مخاطب ہین اور جہان نواہی اور مماعنین ہین اوسکی مخاطب امت ہے اسطرح بعضون نے کہا ۱۲

اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھیرا ورنہ تو ذلیل و بیکس ہو کر بیٹھ رہے گا۔
رسول[۱] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جس پر فاقہ گذرا اور لوگون سے
اوسکو بیان کیا تو اوسکا فاقہ دور نہ ہوگا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اوسکو
توانگری خواہ جلدی ہو خواہ دیر سے حاصل ہوگی۔ جب آیت گذشتہ مین رکن اعظم
یعنے توحید کا بیان ہوا تو اب اوسکے علامات بیان فرماتا ہی۔ وَقَضٰی رَبُّكَ

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا[۲] اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا[۳] يَبْلُغَنَّ[۴] عِنْدَكَ الْكِبَرَ
اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ[۵] وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا

اور تیرے پروردگار نے قطعی حکم کیا کہ اوسکے سوا نہ عبادت کرو اور
مان باپ سے بھلائی۔ اگر تیرے سامنے وہ ایک یا دونون بڑھاپے کو پہونچ جائین تو
اونکو ہون نہ کہہ اور نہ اونکو جھڑک اور اون سے ادب سے بات کر۔ ابن[۶] عباس

یَبْلُغٰنِّ حمزہ اور کسائی غین مفتوح کو ساتھ الف ونون مکسور کے مع المد بصیغہ تثنیہ ۱۲
اُفَّ فتح فاسے ابن کثیر ابن عامر
اُفٍ کسر فاسے بلا تنوین ابو عمرو وحفص حمزہ کسائی

ع ۲۳

[۱] ابوداؤد و ترمذی ۱۲ [۲] یعنی لَا تَعْبُدُوْٓا اَنْ مصدریہ اوسکے قبل با رجار مقدر ہی۔ [۳] اِمَّا مرکب ہے
دو لفظون سے جو ان اور ما ہی یہہ دونون حرف شرط ہین۔ لیکن علامت جزم بسبب فعل پر نون تاکید ہونے کے
ظاہر نہ ہوئی کیونکہ نون تاکید کے ساتھ فعل مبنی ہوتا ہے ۱۲ [۴] یَبْلُغَنَّ فعل ہی اوسکا فاعل احدھما ہی اور کلاھما احدھما
پر معطوف ہی اور کلا اسم مفرد معنون مین تثنیہ کے ہی۔ اور یَبْلُغٰنِّ دوسری قرأت ہی اوسوقت احدھما بدل ہی الف
ضمیر سے جو والدین کی طرف راجع ہی ۱۲ [۵] اصمعی کہتے ہین کہ اف کان کے میل کو اور تف ناخن کے میل کو کہتے ہین
کسی چیز کی کراہت کے وقت اسکا استعمال کرتے تھے۔ پھر جس سے ایذا پہونچی اوسوقت اوسکو کہنے لگے۔ بعضے کہتے
ہین کہ اصل اس کلمہ کا یہہ ہی کہ مٹی یا راکھ جسم پر گرے تو جھڑکتے وقت مین جو آواز نکلتی وہ اف ہی پہر اوسکو عام
کرکے ہر تکلیف کے وقت کہنے لگے۔ زجاج کہتے ہین کہ اف کے معنی بدبو کے ہین اور یہہ قول مجاہد کا بھی ہی کیونکہ انہون
نے یہہ معنی لیا ہی کہ جسطرح وہ تیرے بول و براز سے کراہت نہ کرتے تھے تو بھی اون سے کراہت نہ کر۔ نَهَرَهٗ وَانْتَهَرَهٗ
اوسوقت کہتے ہین کہ جب کسی کو جھڑک کے بات کیا۔ [۶] ابن جریر وابن منذر من طریق علی ابن ابی طلحہ ۱۲

آداب والدین

فرماتے ہین کہ قضیٰ بمعنی اَمَرَ ہی حضرت حسن[1] فرماتے ہین کہ احسان سے مراد بھلائی ہے مجاہد[2] فرماتے ہین کہ بول وبراز والدین کا صاف کرتے وقت اف نہ کہے جس طرح وہ بھی تیرا بول وبراز پاک کرتے وقت نہ کہتے تھے۔ سدی[3] اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ والدین کو اف کہے نہ اوسکے سوا اور کچھ کہے۔ حضرت امام حسن[4] علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر اف سے کوئی کمتر بات نافرمانی کی ہوتی تو اللہ تعالی اوسی کا ذکر فرماتا۔ ادب[5] سے بات کرنیکے یہہ معنی ہین کہ والدین کا نام لیکے نہ پکارے بابا اور امان کہے۔ اور جب[6] وہ پکارین تو جی خدمت مین حاضر ہون کہے۔ اور نرمی[7] اور شیرینی سے کلام کرے۔ اور اس طرح[8] معروضہ کرے جیسے مجرم غلام سخت دل میان سے عرض کرتا ہی پہلے اپنی عبادت کا اللہ تعالی حکم فرماکے پہر والدین کے ساتہہ نکوکاری کا حکم فرمانے مین یہ مناسبت ہے کہ سببِ حقیقی وجودِ انسانی کا ایجادِ حق ہی۔ اور سببِ ظاہری والدین ہین اسلیئے پہلے تعظیم سببِ حقیقی چاہیے پہر تعظیم سببِ ظاہری۔ اور یہہ بھی مناسبت ہی کہ شکرِ منعم واجب ہی۔ اور منعم حقیقی تو خدا تعالی ہی۔ لیکن مخلوق مین سے کبھی کوئی احسان کردے

---

۱ ابن ابی حاتم (در منثور) ۲ ابن ابی حاتم وابن جریر وابن منذر ۱۲ ۳ ابن ابی حاتم ۱۲ ۴ دیلمی (در منثور)
۵ ابن ابی شیبہ عن الحسن ۱۲ ۶ ابن ابی حاتم عن زہیر بن محمد ۱۲ ۷ ابن جریر وابن ابی حاتم عن قتادہ ۱۲
۸ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم عن سعید بن المسیب (الدر المنثور)

اوسکا بھی شکر واجب ہی کیونکہ حدیث ہی مَنْ[۱۵] لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ یعنے جنے
لوگون کا شکر نہ کیا تو وہ اللہ کا شکر بھی نہین ادا کیا۔ اب دیکہو کہ کسی آدمی کا اسقدر احسان
نہین جیسا کہ والدین کا ہی۔ پہلے تو یہہ کہ لڑکا والدین کا ایک قطعہ ہی جیسا حدیث
مین آیا فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ[۱۶] دوسرے یہہ کہ والدین کی محبت طبعی ہے چاہتے ہین کہ
ہر قسم کی بہلائی لڑکے کو پہونچائین اور ہر طرح کے ضرر سے اوسکو بچائین۔ جب اونکی
یہہ حالت ہی اب اونکے احسانات کی کیا گنتی۔ تیسرے یہہ کہ نہایت ہی ضعف
و ناچاری کے وقت مین والدین کس ناز و نعمت سے پالتے ہین خصوص والدہ
کہ اپنا دودہ جو حقیقت مین لہو ہی پلاتی ہی۔ اور کبھی اوسکی غلاظت سے کراہت نہین
کرتی۔ پہر ایسے وقت کے احسانات کا کیا کہنا۔ چوتھے یہہ کہ غیر کی بھلائی کچھہ نہ کچھہ
غرض سی ہوتی ہی اور والدین کو سرِ دست بچے کی پرورش منظور ہی اور پہر آخر عمر
تک والدین کے احسانات کا تار نہین ٹوٹتا۔ اور اس آیت مین چند ارشادات ہین
جن سے والدین سی احسان کرنیکی تاکید نکلتی ہی۔ پہلے تو یہہ کہ اپنی اطاعت کے بعد
والدین سی سلوک کا حکم فرمایا یہہ کیسا درجہ ہی۔ اور کس قدر تعظیم مین مبالغہ ہے
دوسرا یہہ کہ واحسانا بالوالدین نہ فرماکے وبالوالدین احسانا فرمایا۔ والدین کو مقدم

[۱۵] امام احمد ۱۲ [۱۶] امام بخاری ۱۲-

کرنے مین شدتِ اہتمام منظور ہے تیسرا یہ کہ الاحسان نہین بلکہ احساناً نکرہ فرمایا اور
تنکیر تعظیم پر دال ہے تو معنی یون ہوے کہ والدین کے ساتھ بہت ہی بھلائی کرو
کیونکہ جب اونکا احسان تجھ پر بڑا ہے تو تیرا احسان بھی ویسا ہی ہونا چاہیئے اگر
اوسی طرح ہو بھی تو مکافات و بدلہ ہو نہین سکتا اسلئے کہ ابتداءِ احسان اونھون نے کی ہے
چنانچہ مشہور مثال ہے اِنَّ الْبَادِیْ بِالْبِرِّ لَا یُکَافَأُ یعنے نکوکاری مین
جو سبقت کرے اوسکا بدلہ نہین ہو سکتا - اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے والدین
کے تین آداب بیان فرمایا - ایک تو اونکو اُف نہ کہنا دوسرے جھڑکنے کی ممانعت
تیسرے اون سے ادب سے بات کرنا اور چوتھی اور پانچوین ادب کو اس طرح بیان
24 فرماتا ہے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۝ اور اونکے لئے بازو عاجزی کا محبت سے جھکا دے اور دعا کر کہ اے
پروردگار اونپر رحم فرما جیسا کہ اونھون نے مجھکو لڑکپن مین پالا ہے چوتھا ادب یہی ہے
کہ محبت سے ماں باپ کے سامنے عاجزی کرتا رہے اور اچھی طرح خدمت کرے -

ے اضافت جناح کی ذل کی طرف بطور استعارہ کے ہے ذل کو جناح ثابت کیکے پھر جناح کیلئے ضعف ثابت کیا جیسا لبید نے کہا ع اذ اصبحت بید الشمال زمامها شمال کو ید ثابت کرکے پھر زمام کو ید شمال مین رکھا قفال کہتے ہین کہ پرندہ جب اپنے بچون کو تربیت کیلئے نزدیک کھینچتا ہے تو اپنے پرون کو پست کرتا ہے تو اب خفضِ جناح حُسنِ تربیت سے کنایہ ہے - یا پرندہ جب اوڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو پر کھول دیتا ہے اور جب اوڑنا اور بلند ہونا موقوف کرتا ہے تو پرون کو پست کرتا ہے تو اس وجہ سے خفضِ جناح تواضع سے کنایہ ہے -

عروہ[۱] اسکی تفسیر مین فرماتے ہین کہ دونون کی خواہش و آرزو پوری کرتا رہے۔ عطا[۲]
بن ابی رباح اسکی تفسیر مین فرماتے ہین کہ والدین سے بات کرتے وقت مین اون پر ہاتھ
نہ اوٹھاوے۔ یہہ[۳] بھی اونہون نے فرمایا کہ اگر غصہ مین آئین تو اونکو گھور کے نہ دیکھے کیونکہ
آدمی جب کسی پر خفا ہوتا ہے تو اوسکو تیز نظری سے دیکھتا ہے اور یہی ابتدا غصہ ہے
رسول[۴] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین اوس شخص نے والد سے بھلائی نہکی
جس نے اوسکو تیز نظری سے دیکھا۔ پانچوان ادب یہہ ہے کہ اون کیلئے دعا کرے۔
حضرت[۵] عبداللہ بن عمرو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مکان مین انکی مان اور دوسرے
مکان مین یہہ خود رہا کرتے تھے ہمیشہ آپکا یہہ دستور تھا کہ جب گھر سے چلتے یا گھر آتے تو
پہلے اپنی مان کے دروازے پر کھڑے ہوکر یون عرض کرتے اَلسَّلَامُ عَلَیۡكِ یَا اُمَّتَاہُ
وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ اسکے جواب مین وہ فرماتین وَعَلَیۡكَ یَا بُنَیَّ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
پہر یہہ کہتے جیسا آپنے مجھے چھٹپن مین پالا پرورش کیا خدا آپ پر رحم فرمائے۔ تب وہ
کہتین جیسا تو اب سیانا ہوکر میرے ساتھہ سلوک کرتا ہے خدا تجھے بھی نوازے۔ بہز[۶] بن
حکیم کے دادا کہتے ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسکے ساتھہ سلوک کرون فرمایا

---

[۱] بخاری ادب المفرد مین اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم ۱۲۔ [۲] ابن ابی حاتم ابن جریر اور ابن منذر ۱۲۔ [۳] ابن ابی حاتم ۱۲ [۴] ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین (در المنثور) [۵] ادب المفرد ۱۲
[۶] امام احمد و بخاری ادب المفرد مین اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ ۱۲

ماں کے ساتھہ پہر عرض کی کسکے ساتھہ سلوک کرون فرمایا ماں کے ساتھہ پہر عرض کی کس کے ساتھہ سلوک کرون فرمایا ماں کے ساتھہ پہر عرض کی کسکے ساتھہ سلوک کرون فرمایا باپ کے ساتھہ پہر اور قرابتدار کے ساتھہ درجہ بدرجہ۔ عبد اللہ[1] بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ جس مسلمان کے مسلمان ماں باپ زندہ ہون اور ثواب سمجھکر سویرے اونکی خدمت مین حاضر ہوا کرے اللہ تعالی اوس شخص کیلیے بہشت کے دو دروازے کھولدیگا اور اگر ایک ہی ہو تو ایک ہی دروازہ اور اگر دونون مین کسی کو ناراض کردیگا تو جبتک وہ راضی نہ ہو تب تک خدا بھی ناراض ہی رہیگا۔ کسی نے پوچھا اگرچہ ماں باپ زیادتی کرین فرمایا اوسوقت بھی۔ ابو بردہ[2] رضی اللہ عنہ سے کہتے ہین کہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور مین تھا تو کیا دیکھتا ہون کہ یمن کا ایک شخص اپنی ماں کو پیٹھہ پر لادے ہوے ہی اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے اور اس مضمون کا شعر پڑھتا جاتا ہے۔ شعر

مین سواری کا اونٹ ہون اوسکے	نہ تھکون مین جو اونٹ ہو تو تھکے

پہر اوس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپکے خیال مین مین اپنی ماں کے حقوق ادا کرچکا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہین یہہ تو ایک دفعہ لادنے کا بدلہ بھی نہین ہوا

[1] امام بخاری ادب المفرد مین ۱۲ [2] ادب المفرد ۱۲۔

پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے طواف کیا مقام ابراہیم پر آئے وہان دو رکعت نماز پڑھکے پھر مجھسے فرمانے لگے ابن ابی موسیٰ اس نماز کی ایک ایک رکعت پہلے گناہون کو مٹادیتی ہی - ایک[1] شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کی میرے مان باپ روتے ہی رہے اور مین انکو چھوڑکر حضور مین ہجرت کی بیعت کرنے کو حاضر ہوا - آپنے فرمایا تم واپس جاؤ اور جیسا اونکو رولایا ہی اب جاکر ہنسا ؤ ایک[2] شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جہاد کے ارادہ سے حاضر ہوا آپنے اوس سے پوچھا تیرے مان باپ زندہ ہین عرض کی ہان فرمایا اون کی خدمت کر اسی مین تجکو جہاد کا ثواب ہی - ابو ہریرہ[3] رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے خرابی ہو اوسکو خرابی ہو اوسکو خرابی ہو اوسکو صحابہ نے عرض کی کس کو فرمایا جس نے مان باپ دونون یا ایک ہی کے بڑھاپے کا زمانہ پایا پھر بھی دوزخ ہی مین گیا - حضرت[4] سرکار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زہے نصیب اوسکے جو باپ کو خوش رکھے خدائے عز وجل اوسکی عمر بھی بڑھا دیتا ہی رسول[5] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ تین دعائین بیشک قبول ہی ہو جاتی ہین مظلوم کی دعا مسافر کی دعا - مان باپ کی دعا

[1] ادب المفرد وعبد الرزاق مصنف مین اور حاکم وبیہقی عبد اللہ بن عمر سے ۱۲ - [2] عبد الرزاق وابن ابی شیبہ والبخاری ومسلم ۱۲ [3] ادب المفرد ومسلم والبیہقی ۱۲ [4] ادب المفرد والحاکم والبیہقی فی شعب الایمان ۱۲ [5] ادب المفرد والبیہقی ۱۲

ابن عباس[1] رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ
میری ماں بغیر وصیت کئی مرگئی۔ مین اوسکی طرف سے کچھ خیرات کرون تو اسکو ثواب
پہونچے گا۔ فرمایا ہان۔ سرکار عالم[2] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بڑی سی بڑی
سعادت مندی یہہ ہی کہ آدمی اپنے ماں باپ کے دوستون سی بعد اون کے
دل کرتا رہی۔ حضرت[3] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو شخص دیکھے ایک سی پوچھا
یہہ تمہارا کون ہی کہا باپ فرمایا اوسکا نام نہ لینا اوسکے آگے نہ چلنا اوس کے
پہلے نہ بیٹھنا۔ رسول[4] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین جو شخص کہ والدین
کے قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے یا اون سی ایک کی تو وہ بخشا جائیگا اور نکوکار
لکھا جائیگا۔ رسول[5] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض
کی کہ یا رسول اللہ مین نے بہت ہی بڑا گناہ کیا ہی۔ کیا میرے لئی توبہ ہی۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے والدین ہین۔ عرض کی نہین۔ فرمایا خالہ ہے
عرض کی جی ہان۔ فرمایا اوسی کی ساتھ بھلائی کر۔ حضرت[6] ابو الدرداء کے
پاس ایک شخص نے آکر عرض کی کہ میری جورو چچیری بہن ہی اور میری محبوب ہی

---

[1] ادب المفرد ۱۲ [2] ادب المفرد ومسلم وابوداؤد وترمذی وغیرہ ۱۲ [3] عبد الرزاق فی المصنف والبخاری فی الادب المفرد والبیہقی ۱۲ [4] ابن ابی الدنیا والبیہقی ۱۲ [5] حاکم نے روایت مع تصحیح کی اور بیہقی ۱۲ [6] امام احمد اور ترمذی اور تصحیح بھی کی اور ابن ماجہ در منثور

لیکن میری والدہ فرماتی ہین کہ اوسکو طلاق دیدو۔ آپنے فرمایا کہ مین نہ طلاق دینے کو کہتا
نہ والدہ کی نافرمانی کا حکم کرتا ہون ہان تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جسکو
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپنے فرمایا کہ والدہ جنت کے
بہتر دروازون مین سی ایک دروازہ ہی اب چاہی تو اسکو نگاہداشت کر یا چھوڑدے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت مین داخل نہ ہوگا جو عاق
(نافرمانِ والدین) ہی اور ہمیشہ کا شراب خوار ہی اور جو تقدیر کو جھٹلاتا ہی۔ آدر
آبارِ معنوی جو استاد اور شیخ طریقہ اور مرشد ہین اونکا بھی ادب ضرور ہی غرض
بعدِ عبادت اور اطاعتِ والدین خلوص کا حکم فرماتا ہی رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ
نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ۝ تمہارا رب آیت ۲۵
خوب جانتا ہی جو کچھ تمہارے دلون مین ہی۔ جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع کرنیوالونکو
بخشتا ہی۔ اوّاب[1] وہ شخص ہی جو گناہ کرتا ہی پھر توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے
پھر توبہ کرتا ہی پھر گناہ کرتا ہی۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ بعضون نے کہا کہ اوّابین سے مراد
نمازِ ضحیٰ پڑہنے والے ہین کیونکہ صحیح مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قبا والون کے پاس تشریف فرما ہوے۔ اور وہ لوگ نمازِ ضحیٰ پڑہ رہے تھے

[1] امام احمد وابن راہویہ ۱۲ ۔ اوّاب اوب سے مشتق ہے جس کے معنی رجوع کے ہین کہتے ہین آب فُلَانٌ اِذَا رَجَعَ قَالَ تَعَالٰی اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَهُمْ (ابن کثیر عن سعید بن المسیب در منثور)

اوّابین

آپ نے فرمایا نمازِ اوّابین اُس وقت ہے جب کہ اونٹ کے بچے شدتِ گرمی سے ریت میں
بیٹھ جائیں ۔ امام غزالی احیا میں فرماتے ہیں کہ نمازِ چاشت پر مواظبت کرنی
عمدہ اور افضل اعمال میں سے ہے اور اوسکی زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں[1] حضرت
امِ ہانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہن سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں حضرت[2] ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ چاشت چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور
کبھی کچھ زیادہ بھی کر دیتے تھے ۔ حضرت[3] علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز چھ رکعتیں دو وقتوں میں پڑھتے تھے ایک
جب آفتاب نکل کر اونچا ہوتا تو آپ کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھتے دوم جس وقت
آفتاب پھیلتا اور چہارم آسمان پر مشرق کی جانب سے ہوتا تو چار رکعتیں پڑھتے
پھر امام غزالی فرماتے ہیں کہ بہتر یہی ہے کہ دو رکعتیں اشراق کے وقت پڑھے یعنے
جب آفتاب بمقدارِ نصف نیزہ کے بلند ہو جاوے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول
میں مراد لیا ہے یُسَبِّحْنَ[4] بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ اور چار یا چھ یا آٹھ پہر دن چڑھے پڑھے
جو وقتِ چاشتِ کبریٰ ہے جسکی قسم اللہ تعالیٰ نے کھائی اور فرمایا وَالضُّحٰی[5] وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی

[1] بخاری ومسلم ۱۲ [2] صحیح مسلم ۱۲ [3] ترمذی ونسائی ۱۲ [4] پاکی بولتے شام اور صبح کو ۱۲ [5] قسم دہوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا وے ۱۲

غرض یہہ کہ آفتاب کے نصفِ نیزہ کے قدر اونچا ہونے سی لیکر زوال سو کسیقدر پیشتر
یہہ سب وقت چاشت کا ہی مگر افضل وقت وہی پہر دن چڑہی ہے اور گویا کہ اشراق
کا دوگانہ اوسوقت ہوتا ہی کہ مکروہ وقت آفتاب کے نکلنے کا گذر کر نماز کی اجازت کا
وقت شروع ہوجاتا ہی انتہی درالمختار مین ہی کہ بعد طلوع سے زوال تک چاشت کی
نماز کا وقت ہی لیکن بہتر وقت پہر دن چڑہی ہے۔ کم سی کم دو رکعت اور اکثر بارہ
اور افضل آٹھہ۔ شارح طحطاوی کہتے ہین کہ یہہ سوائے اشراق کے ہین کیونکہ وہ دو
رکعتین ہین جس طرح کہ بعضے احادیث مین آیا ہی۔ انتہی۔ یہہ عاصی غفر اللہ لہ کہتا ہے
کہ حصنِ حصین مین بروایتِ ترمذی اس طرح حدیث ہی کہ جس نے صبح کی نماز
جماعت سی پڑہی پہر اللہ کی یاد کرتا ہوا بیٹھا رہا یہان تک کہ آفتاب طلوع ہوگیا
پہر اوس نے دو رکعت نماز پڑہی تو اوسکو ثواب ایک حج اور ایک عمرے کا پورا پورا
ملیگا طبرانی بھی اسکے قریب قریب روایت کرتے ہین۔ یہان ایک نکتہ یاد رکہنے کا
ہی وہ یہہ ہی کہ حدیثون مین اس قسم کی فضیلت اور بھی آئی ہی جیسے یہہ حدیث کہ
ہر مہینے مین جو تین روزے رکھے وہ زمانے کے روزے رکھا اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
ثلثِ قرآن ہی یہہ ثواب مضاعف و چند در چند نہین ہوتا بخلاف اوس نیکی کے
کہ کبھی اوسکا ثواب دس سی سات سو تک کبھی اوس سے بھی زیادہ ہوجاتا ہے۔

[۱] علامہ سیوطی از حدیث طبرانی آوردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند ... صلوۃ الاشراق (صفحہ ۲۶۵ جلد اول
م (مدارج) محمد جریر طبرانی گفتہ اخبار در باب نماز چاشت بدرجۂ تواتر معنوی رسید (مدارج از مواہب)

تواتر مضمون رسید (مدارج از مواہب)

یعنی دو رکعت نماز اشراق سے صرف ایک حج و عمرہ کا ثواب ملیگا اور جو حج وغیرہ کرے تو اوسکا ثواب سات سو حج و عمرے سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے وَقِسْ عَلٰی هٰذَا علامہ محمد زرقانی جو مالکی ہین شرح مواہب مین چاشت کی نماز اوسی طرح بیان کی حضرت غوث الثقلین سلطان الاولیا رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین مین فرماتے ہین کہ دن کا پہلا ورد یہہ ہے کہ نماز صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک اللہ کو یاد کرتے ہوے بیٹھا رہنا مستحب ہے- اور اسی طرح عصر سے مغرب تک رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین کہ مجھے ایسی گروہ کے ساتھ بیٹھا رہنا جو نماز صبح سے طلوع آفتاب تک اللہ کی یاد کرتے رہے ہون یہہ میرے پاس چار آدمی اولاد اسمعیل کے آزاد کرنیسے بہتر معلوم ہوتا ہے اور اسیطرح عصر سے مغرب تک مین بھی فرمایا- اور نبی[2] صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے روایت کی کہ اوس نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے چار رکعتین دن کی ابتدا مین پڑھ لے مین آخر دن تک تجھے کافی ہون یعنی تیرے سب کام پورے کرونگا اور تجھ سے ہر بلائی کو دور کر دونگا- پہر محبوب پاک فرماتے ہین کہ دوسرا ورد نماز چاشت ہے اور یہی صلوۃ اوابین ہے اور اس پر مداومت مستحب ہے یا نہین اسمین ہمارے اصحاب یعنی حنابلہ کے دو قول ہین اور رکعتین کم سے کم دو بہتر آٹھ اکثر بارہ انتہی کلامہ الشریف-

اور بعد[3] نماز چاشت یہہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ

---

[1] ابو داؤد ۱۲ [2] ابو داؤد و ترمذی نے اس حدیث کو باب الضحی مین نقل فرمایا-
[3] ابن السنی ۱۲ جاننا چاہئے کہ چاشت و اشراق مین عموم خصوص کی نسبت ہے یعنے اول چاشت اشراق ہے اور اوسکا اور وقت بھی ہے

للہ الحمد کہ چاروں مذہبوں سے اُن نون نمازوں کا مسنون ہونا نقل کیا گیا خدا مسلمانونکو توفیق دے
یعنی مغرب و عشا کے درمیان جو نماز ہی اوسکو صلوۃ اوابین کہتے ہین۔ احیاء العلوم مین ہے[1]
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مغرب و عشا کے درمیان نماز پڑہی تو وہ
نماز اوابین یعنے خدا کی طرف رجوع کرنیوالونکی نماز ہی۔ اور یہہ بھی فرمایا[2] کہ جو کوئی مغرب
کے بعد چھہ رکعتین پڑہی تو اوسکے لئے یہہ رکعتین ایک برس کامل کی عبادت کے برابر ہونگے
ایک روایت[3] مین مغرب کی دو سنتون کے بعد اور چار رکعت پڑہنے کی فضیلت مذکور ہی
نیل المآرب مین ہی کہ مغرب او عشا کے درمیان مصروف عبادت رہنا سنت ہی اور سنت بیدارکا
ثواب بھی ملتا ہی کتاب حنبلی **غرض** یہہ کہ فرضون کی تکمیل انہی نوافل سے ہوتی ہی جو نوافل بہت
نہ پڑہیگا عجب نہین کہ اوسکے فرض بھی ناقص رہجائین۔ اب ہم تفسیر عرض کرتے ہین
کہ مقصود اس آیت سے یہہ ہی کہ اگر کبھی بھولے چوکے خلاف نادر طبعی طور سے کوئی کام مخل
تعظیم والدین کا ہوجاوے تو فرماتا ہی ہم تمہارے دلون سے واقف ہین جان بوجھکر
عقوق و نافرمانی نہین ہی تو اوسکی مغفرت کی امید ہی یا عام ہی ہر گنہگار جو تائب ہووے
اور دل سے مائل ہی تو یہہ عاق بھی بطریق اولی داخل ہوجائیگا۔ اب والدین کی نیکی کے بعد
عام قرابتدارون سی سلوک کا حکم فرماتا ہی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ

نوافل مغرب

[1] ابن مبارک بروایت ابن منکدر مرسلاً ۱۲ [2] ترمذی اور ضعیف کہا اور ابن ماجہ ۱۲ [3] طبرانی اوسط مین بسند ضعیف ۱۲

وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اور رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اوسکا حق دے اور ہرگز بیجا مت خرچ کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ مین رحمٰن ہون اور مین نے ہی رحم (قرابت) کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اوسکا نام نکالا تو جو قرابت کو جوڑیگا مین اوس سے ملا رہونگا اور جو اوسکو قطع کریگا مین بھی اوسکو قطع کردونگا۔ رسول مقبول نے فرمایا کہ جس گروہ مین ایک شخص بھی ناتا توڑنیوالا ہو تو اوس گروہ پر رحمت نازل نہین ہوتی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ناتا توڑنے اور بغاوت کرنے سے بڑھکر کوئی گناہ اس قابل نہین ہی کہ اسپر اللہ تعالے دنیا ہی مین عذاب کرے اور آخرت کا عذاب اسکے سوا ہی۔ چارون امام متفق ہین کہ باپ بیٹے زوجہ اور چھوٹی اولاد کا نفقہ لازم ہی تفصیل اسکی فقہ مین مذکور ہی روایت ہی کہ امام علی زین العابدین علی آبائہ و علیہ الصلوۃ والسلام نے کسی شامی سے پوچھا کہ

ف تفسیر عرائس البیان مین ہی کہ ان سے مراد معنوی بھائی طریقت کے ہین جنکو ذکر حقایق و معارف و کشوف سے تربیت کرنی چاہئے۔ ذوالقربی عارفین عالی مقام ہین اور مسکین وہ مرید ہے جس کے دل مین محبت الٰہی سکونت کی ہو ماسوے اللہ سے رو گردان ہو اور ابن سبیل محبت صادق ہی پس عارف سے اسرار اور مسکین سے [illegible] چاہئے یہی اون کے حقوق ہین [illegible] ہوا اور محبین کا شوق فرجی اور مرید کی [illegible] یا یہ کہ ذوالقربی روح ہی کیونکہ وہ ابتدا مین قربت [illegible] مین تھی۔ اور مسکین عقل ہے کیونکہ [illegible] وحدانیت سے [illegible] اور قلب ابن سبیل ہی کیونکہ [illegible] صفات مین معرفت ذات کے لئے منقلب ہوتا ہی۔ پس حق روح فراغت اور حق عقل طاعت اور حق قلب طلب [illegible] ۱۲

ف ادب المفرد ۱۲ ف ادب المفرد ۱۲ ف ادب المفرد ۱۲ ف میزان شعرانی ۱۲

ف [illegible] ۱۲۔

شہادت امام خامس آل عبا

تو نے قرآن پڑہا اوس نے عرض کی جی ہان آپنے فرمایا کیا تو نے سورۂ بنی اسرائیل مین
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ نہین پڑہا۔ اونے عرض کی وہ قرابت آپ ہی حضرات کی ہی
جسکے حق ادا کرنیکا اللہ نے حکم فرمایا۔ آپنے فرمایا ہان۔ چنانچہ اہل بیت اور سادات کی
تعظیم و توقیر و محبت مین بہت سی آیتین اور حدیثین ہین چونکہ یہ ۱۳۲۴ھ ماہ محرم ہی اسلئے
چند احادیث واقعۂ جانکاہ کی بیان کیجاتی ہین[1] ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین حضور
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حسین علی جدہ و علیہ الصلوۃ والسلام کو لیکے
حاضر ہوئی اور آپکے آغوش مبارک مین بٹہادیا پہر تھوڑی دیر کے بعد جو دیکہتی ہون تو
کیا ہی کہ دونو آنکہون سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنسو جاری ہین پہر فرمایا
کہ جبرئیل نے میرے پاس آکر اسطرح مجھے خبر دی کہ میری امت اس میرے بیٹے کو شہید کردیگی
اور وہانکی سرخ مٹی بھی مجھے لاکردی[2] اور ایک روایت ہی کہ ام المومنین بی بی ام سلمہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مینے اوسکو ایک شیشے مین ڈالکر اپنے پاس رکھا۔ اور مین کہتی تھی
کہ جس دن یہ خون ہوجائیگی وہ بہت ہی بڑا دن ہی۔ اور آپ ہی سی ایک روایت ہی کہ جس دن
امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوے وہ مٹی خون ہوگئی اور اوسی رات مین یہ بھی سنتی ہون کہ کوئی والا کہتا ہی

اَیُّھَا الْقَاتِلُوْنَ جَھْلًا حُسَیْنًا	اَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّذْلِیْلِ
قَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰی لِسَانِ ابْنِ دَاوُدَ	وَمُوْسٰی وَحَامِلِ الْاِنْجِیْلِ

[1] حاکم و بیہقی وغیرہا [2] ملا و ابن احمد فی زیادۃ المسند

ترجمہ

اے قاتلو کی تم نے جہالت بیشک	ہے تمکو عذاب کی بشارت بیشک
کہتے ہین سلیمان بھی موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام	قاتل پہ حسین رضی اللہ عنہ کے ہو لعنت بیشک

فرمائین پس مین رونے لگی اور اوس شیشی کو کہولا دیکہا کہ وہ سب خون ہی۔ ابن عباس[1] رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مین نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین ایکدن دوپہر کو پریشان بال اور گرد آلود دیکہا دستِ مبارک مین شیشہ ہی اور اوسمین خون ہی پس مین نے عرض کی یہہ کیا ہی فرمایا حسین رضی اللہ عنہ کا اور اونکے اصحاب کا خون ہی جسکو مین آج اوٹھا رہا ہون۔ تو او وقت کو مین نے یاد رکہا پس معلوم ہوا کہ شہادت اوسی وقت ہوئی عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ[2] رضی اللہ عنہا قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَعَلٰی رَأْسِہٖ وَلِحْیَتِہِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ شَہِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ اٰنِفًا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ سرِ مبارک و ریشِ مبارک پر خاک ہی پس مین نے عرض کی کہ آپکا کیا حال ہی فرمایا اسوقت مین شہادتِ حسین مین موجود تھا نضرت ازدیہ[3] کہتی ہین کہ جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئی آسمان سی خون برسا گولیان اور گہڑے سب خون سی پُر ہو گئی تھے آدرا[4] آفتاب کو گہن لگ گیا یہانتک کے دوپہر کے وقت

---

[1] امام احمد و بیہقی ۱۲ [2] حاکم و بیہقی ۱۲ [3] حافظ ابو نعیم کتاب دلائلِ نبوت مین (صواعق)
[4] ابوالشیخ (صواعق محرقہ) ۱۲

تارے دکھائی دینے لگے لوگون نے گمان کیا کہ قیامت قایم ہوگئی اور شام مین جو پتھر اٹھاتے
تھے اسکے نیچے تازہ خون نظر پڑتا غرض یہہ واقعہ ہے کہ معتمد کتابون مین مرقوم ہین اور کوئی
مسلمان اس غم سے خالی نہین ہے اللہ تعالی ہمکو بھی شہداے کربلا کے غلامون مین محشور کرے آمین
اب ہم تفسیر کی طرف عود کرتے ہین کہ جب خداوند عالم نے قرابتدار و مسکین و مسافر کو دینے کا حکم
فرمایا اوسی طرح اسکے بیجا خرچ کرنیکی ممانعت بھی کی ابن مسعود[1] فرماتے ہین کہ تبذیر مال کو
بے محل خرچ کرنا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے[2] حضرت سعد کو وضو کرتے وقت
فرمایا کہ یہہ کیا اسراف ہے عرض کیا کیا وضو مین بھی اسراف ہے فرمایا ہان اگرچہ تو بہتی ہوئی
نہر پر ہو بعضون نے اچھے کام مین بہت سا مال خرچ ڈالا تو کسی نے کہا لا خیر فی السرف
یعنے اسراف مین بھلائی نہین ہے تو انہون نے جواب دیا لا سرف فی الخیر یعنی بھلائی مین
اسراف نہین ہے پھر اللہ تعالی اسراف کی نسبت افعال شیاطین کی طرف فرماکر اوسکی برائی
کو پوری طور سے واضح فرماتا ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ ٢٧
لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا بیشک بیہودہ اوڑانیوالے شیطانون کے بھائی ہین اور شیطان اپنے پروردگار
کا بڑا ہی ناشکر ہے حضرت علی[3] کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو اپنی ذات و گھر والون پر بغیر
اسراف کے خرچ کرے اور جو کچھ خیرات کرے وہ سب اچھا ہے اور جو سنانے اور دکھانے کو خرچ کرے اوسکو حصہ شیطان

[1] ابن ابی شیبہ و البخاری فی الادب و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و الطبرانی و الحاکم و صححہ و البیہقی فی شعب الایمان (تفسیر در منثور) [2] امام احمد وغیرہ (حاشیہ) [3] بیہقی شعب الایمان (تفسیر ۱۲)

وہی شیطان کا حصہ ہے تعجب ہم مسلمانون پر کہ باوجود اسقدر سخت ممانعت کے سوماتون
دنیوی ناچ رنگ اور بیہودہ کامونمین بہت سا پیسا اوڑا دیتے ہین جب خدا نے سائلون اور
حقدارون کو دینے کا حکم فرمایا اور بیجا خرچنے سے منع کیا تو اب جنکے پاس کچھ نہو وے اور وہ لوگ
آیت ۲۸ طلب کرتے ہین تو اونکو اسطرح تعلیم فرماتا ہے وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ
تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ اور اگر تو اون سے منہ موڑ لے اپنے پروردگار کی رحمت
کی تلاش مین جسکی تو امید رکہتا ہے تو اونکو نرمی سے بات کہہ[۱] ابن عباس فرماتے ہین کہ رحمت[۲]
کی تلاش سے مراد رزق ہے اور قول میسور[۳] یہہ ہے کہ اونسے نرمی اور آسانی سے وعدہ کرے کہ جب اللہ
کا رزق آئیگا تو تمکو بھی ہم کچھ پہونچائین گے یا یون[۴] کہے رزقنا اللہ وایاک بارک اللہ فیک
یعنی اللہ تعالی ہم کو اور تم کو رزق دے اور تمکو برکت دے اور جب گذشتہ آیتون مین خرچ کرنیکا
آیت ۲۹ حکم فرمایا تو اب خرچ کرنے کے داب تعلیم فرماتا ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا
تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اور اپنا ہات[۵] گردن سے بندھا ہوا مت رکہہ

[۱] ابن جریر ۱۲ [۲] ابتغاء موضع فقد مین اسلئے مستعمل ہوا کہ جسکے پاس رزق نہو وہ اوسکو ڈھونڈھتا ہے تو نہونا
سبب ابتغا کا ہے اور ابتغا مسبب ہے تو اسلئے مسبب بجائے سبب کے استعمال پایا ۱۲ [۳] مجاہد و عکرمہ و سعید بن
جبیر و حسن و قتادہ وغیرہ (ابن کثیر) [۴] ابن جریر ابن ابی حاتم ابن زید سے (در منثور) [۵] یہہ باب
لف و نشر سے ہے یعنے اگر تو بخیلی کرے گا تو لوگ ملامت و مذمت کرین گے اور جو [illegible] زیادہ خرچ دیگا
تو کچھ بھی تیرے پاس خرچ کرنے کو نہین رہے گا تو محسور یعنے تھکا [illegible]
ضعف و ناتوانی کے چلنے سے عاجز آگیا (ابن کثیر) اور اسمین اشارہ ہے کہ سالکین سے فضائل و شرائع
اور حقایق تربیت نہ چھپانا چاہیئے نہ ایسی طرح سے بیان کردینا کہ وہ [illegible] سکین [۶] ابن عباس
و حسن و قتادہ و ابن جریج و ابن زید وغیرہم (ابن کثیر)

اور نہ اوسکو بالکل کھول دے تو ملامت کیا گیا تہک کر بیٹھ رہیگا اس آیت میں مراد بخل و اسراف ہے یعنی
عارف اللہ کا خزانچی ہے اوسی کے حکم سے روکتا خرچ کرتا ہے جب اللہ تعالے نے آداب خرچ کے بتلائے اب یہ ارشاد
فرماتا ہے کہ رزق کے مالک ہم ہی ہیں ہر ایک کو اوسکے موافق دیتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۞ بیشک پروردگار جسکے لئے چاہتا ہے رزق
کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے وہی اپنے بندوں کو جانتا ہے دیکھتا ہے اللہ تعالے کسی کو غنی کسی کو محتاج کرتا ہے
یہ دونوں بھی آزمائشیں ہیں اب وہ دونوں حال میں خبیر یعنی باطنی حال سے واقف اور بصیر یعنی ظاہری حال کو دیکھتا ہے
آدمی کو چاہئے کہ کسی حال میں اوسکو نہ بہولے خواہ فقیری ہو خواہ توانگری لیکن توانگری کا فتنہ محتاجی کے فتنہ سے زیادہ ہے
کیونکہ جہاں قدر کفایت سے زیادتی حاصل ہوئی اوسمیں بلا کے تین سبب ہوئے پہلا یہ کہ گناہوں کی طرف رغبت
زیادہ ہوتی ہے اور ہر قسم کا گناہ ممکن ہے اور بعد قدرت صبر بھی مشکل ہے۔ **دوسرا** یہ کہ مباحات میں آدمی
عیش کرتا ہے جسم کو ناز ونعمت سے پالتا ہے اور آرام کا ہمیشہ رہنا بغیر مدد مخلوق اور ظالموں سے التجا کرنیکے ممکن نہیں ایسے
وقت میں نفاق وریا اور کذب وعداوت پیدا ہوجاتے ہیں اور یہ سب باعث ہلاکت ہیں اسیواسطے حضرت نے فرمایا ہے
دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے **تیسرا** یہ کہ ذکر خدا سے آدمی باز رہتا ہے اور سعادت آخرت اوسی پر موقوف ہے کیونکہ دل الہی کو ذکر ہی کی
کس طرح اسکو بڑہانا اور پہر کس طرح بچانا اور پہر کس طرح خرچنا یہ سب چیزیں آئینہ دل کو سیاہ کرنیوالی ہیں اور اللہ کی
یاد کو بھلانیوالی ہیں چنانچہ سورہ منافقون میں فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ
ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞ اے ایماندارو نہ غافل کریں تمکو تمہارا مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے
اور جو کوئی یہہ کام کرے سو وہی لوگ نقصان پانیوالے ہیں

الر ع ۶/۳۱

خَطَآءً بکسر خا و فتح طا الف ممدود اور اس کے بعد ابن کثیر ۱۲ خَطَأً خا و طا دونون مفتوح بغیر الف اور بے مد کے ابن ذکوا

گذشتہ آیت اِنَّ رَبَّكَ الخ مین فرمایا تھا کہ ہم رزق عباد کے ذمہ دار ہین اب اولاد کو فاقہ
کے خوف سے قتل کرنیکو منع کرتا ہی۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ
وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۝ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے نہ مار ڈالو ہم اونکو
اور تمکو روزی دیتے ہین بیشک اونکا قتل بھاری گناہ ہی۔ قتادہ[1] فرماتے ہین کہ املاق سے مراد فاقہ
ہی اہل جاہلیت اپنی لڑکیون کو فاقے کے خوف سے مار ڈالتے تھے اللہ نے اس مقدمے مین اون کو
نصیحت کی اور خبردار کیا کہ اونکے اور اونکی اولاد کے رزق کا اللہ نے ذمہ لیا ہی اور اون کو
مار ڈالنا بڑا گناہ ہی ابن عباس[2] نے بھی املاق کی تفسیر فقر و فاقہ سے کی اور خطا سے مراد خطیئۃ لی ہی
نبی[3] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے دو بیٹیاں ہون اور وہ اونکا اچھا ساتھ دے
تو وہ دونون اوسکو بہشت مین بھیج دینگی۔ اور یون[4] بھی فرمایا کہ جس شخص کو تین بیٹیان ہون
اور وہ اونکو رہنی کی جائے دے اونکے خرچ کی خبر رکھے اون پر مہربانی کرے البتہ اسکے لئے بہشت
واجب ہو گئی کسی نے عرض کی یارسول اللہ اگر دو ہی ہون آپنے فرمایا دو ہون تو بھی۔ اور
یہ بھی[5] فرمایا کہ جس شخص کو تین بیٹیان یا تین بہنین یا دو بیٹیان یا دو بہنین ہون اور وہ اون کا
خیال رکھتا ہو اور اونکے ساتھ سلوک کرتا ہو تو وہ ضرور بہشت مین جائیگا۔ رسول[6] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سراقہ بن مالک سے فرمایا کہ مین تجھے بڑے سے بڑا صدقہ بتا دون عرض کی ہان فرمایا تیری بیٹی

[1] ابن جریر ابن ابی حاتم ۱۲ [2] ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم ۱۲ [3] امام بخاری ادب المفرد ۱۲ [4] امام احمد و امام بخاری ۱۲ [5] امام احمد و ترمذی ۱۲ [6] امام احمد و ترمذی ۱۲

جو تیرے گھر واپس آئی ہو اور اوسکو تیرے سوا کوئی کما کر کھلانیوالا نہین ہی یعنے شوہر نے
طلاق دی ہو یا ظلم سی نکالدیا ہو یا بیوہ ہوگئی ہو اور اوسکو شوہر کی ضرورت نہو تو ایسی لڑکی کو
پالنے کا بہت ہی بڑا ثواب ہے صحیحین مین عبد اللہ بن مسعود سی روایت ہی وہ فرماتے ہین کہ
مین نے عرض کی یا رسول اللہ کونسا گناہ بڑا ہی آپنے فرمایا کہ تو کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرائے
مین نے عرض کی پہر کونسا فرمایا اپنے لڑکے کو اس خوف سی مارڈالنا کہ تا کہ کہانے مین تیرا شریک
ہووے عرض کی پہر کونسا۔ فرمایا پڑوسی کی بی بی سی زنا کرنا غرض یہ آیت دلالت کرتی ہی اس
بات پر کہ باپ کی مہربانی جس قدر اولاد پر ہی اوس سی بھی زیادہ اللہ کی رحمت ہی آباء کو
اولاد کے قتل کرنیسے منع فرمایا اور اولاد کو گو وہ لڑکی ہو میراث کا حکم فرماتا ہی بعضے کافر
بیٹیون کو میراث سی محروم کردیتے تھے آج کل کے بعضے دنیا دار اور بعضے میمن اسی کفر کی
چال پر اڑے ہین خدا اونکو ہدایت دی جب اولاد کے قتل سے منع فرمایا تو اونکو رزق دینے مین بھی
یاد فرماکر نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ ارشاد ہوا۔ اب قتل اولاد کے بعد قطع نسل سے منع فرماتا ہی وَلَا تَقْرَبُوا

الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾ اور زنا کے نزدیک نہ جاؤ بیشک وہ بیحیائی اور بری راہ
ہی اوسکے نزدیک نجاؤ فرمانے مین اس طرف اشارہ ہی کہ دواعی زنا یعنے چھونا اور بوسہ وغیرہ
کی بھی ممانعت ہی اور جو صرف زنا سے منع کرنا ہوتا تو وَلَا تَزْنُوْا فرماتا رسول[1] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا نہ زانی زنا کریگا اور وہ اوسوقت مومن بھی ہو اور نہ چور چوری کریگا اور وہ اوسوقت

[1] ابن ابی شیبہ بخاری و مسلم ۱۲

مومن بھی ہوا اور نہ شراب پیئے گا اور وہ اوسوقت مومن بھی ہو الخ اور بھی فرمایا کہ[1] جب مسلمان زنا کرتا ہی تو اوس سے ایمان جدا ہو کر اوسپر گویا سایہ کی طرح ہو جاتا ہی اور جب وہ زنا کرکے جدا ہوتا ہے تو پھر ایمان عود کرتا ہی۔ اور بھی[2] فرمایا کہ اے قریش کے جوانو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو آگاہ رہو جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی جنت مین داخل ہوا۔ اور بھی[3] فرمایا جس قریہ مین زنا اور سودخواری پھیل جائے تو وہ کتاب اللہ یعنی عذاب کے مستحق ہو گئے

ابر ناید از پئے منع زکات		از زنا افتد وبا اندر جہات

چارون[4] امام متفق ہین کہ زنا بڑا گناہ ہی جو موجب حد ہی جو مرد و عورت محصن ہون یعنی آزاد و بالغ و عاقل ایک بار بعد نکاح صحیح صحبت بھی کر چکے ہون اور پھر زنا کرین تو دونون کو رجم یعنے پتھر مارین یہانتک کے دونون مر جائین اور جو ان بیاہی آزاد ہو وین تو ہر ایک کے سو کوڑے مارین اور تینون امام کہتے ہین کہ لواطت کرنیوالیکا بھی یہی حکم ہی لیکن امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ پہلے بار تعزیر دینی چاہئے اور جو بار بار ہو تو قتل کرنا چاہیے۔ رسول[5] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جس شخص کو تم عمل قوم لوط کرتا ہوا پاؤ تو فاعل و مفعول دونونکو قتل کر ڈالو رسول[6] اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار اوس شخص کی طرف نظر نہ فرمائیگا جو لواطت کرے یا عورت سے اسی قسم کا فعل کرے جب زنا سے منع فرمایا۔ اسلئے کہ نسب مین اختلاط ہوگا تو پھر اولاد کو قتل

[1] ابو داؤد و حاکم و بیہقی شعب الایمان مین ۱۲ [2] البیہقی ۱۲ [3] طبرانی و حاکم و بیہقی ۱۲ [4] میزان امام شعرانی ۱۲ [5] ترمذی و ابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ [6] ترمذی ۱۲

پالیگا جب یہ مرضی نہو اور نسل منقطع ہو گی تو پھر وجود مین انسان کا آنا ہی مشکل ہو جائیگا
اب قتل کا بیان کہ جو وجود مین آئے بعد معدوم کرنا ہی اس طرح فرماتا ہی وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ　ایت ٣٣
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ط
اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ع اور نہ مار ڈالو اوس جان کو جو اللہ نے حرام کیا ہی مگر حق پر۔ اور جو شخص ظلم سے

فَلَا تُسْرِفُوْا حمزہ وکسائی تا خطاب سے پڑھتے ہین ١٢

مارا جاوے تو ہمنے اوسکے وارث کو قدرت دی ہی سو اب قتل مین زیادتی نہ کرے۔ البتہ وہ مدد دیا گیا ہے
اصل قتل مین حرمت ہی اور حلت کسی سبب عارضی سے ہوتی ہی اسلئے اِلَّا بِالْحَقِّ فرمایا طلق بن حبیب وغیرہ[1]
نے فرمایا کہ قاتل کے سوا اور دوسرونکو نہ مارین اور ہاتھ پانون وغیرہ نہ کاٹے جاوین۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون روا نہین مگر تین شخصونکا (پہلا) قاتل
(دوسرا) زانی (تیسرا) دین سے علیحدہ ہونیوالا بعضے امامونکے نزدیک تارک نماز اور ساحر اور
لوطی وغیرہ کے بھی قتل کا حکم ہی۔ حدیث مین ہی کہ مقتول کے ولی کو قدرت دیگئی ہی چاہے تو قاتل کو
معاوضہ مین قتل کرے یا خون بہا لیوے یا یون ہی معاف کردے[2] کیونکہ ولی مدد دیا گیا ہی یعنی
ہر طرح سے اوسکو قاتل پر غلبہ ہی یعنے حاکم اور سب مسلمان اوسکی مدد کرین۔ یا مقتول منصور ہے یعنی ہر جگہ
اوسکی نصرت ہی دنیا مین تو اوسکا قاتل مارا جائیگا اور آخرت مین بڑا ثواب پائیگا اور اوسکے قاتل کو
سخت عذاب ہوگا۔ اتلاف نفوس کے بعد اتلاف اموال خصوصاً یتیم کا مال تلف کرنیسے منع فرماتا ہے

[1] ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم وبیہقی [2] ابوعبیدہ وابن منذر (در) [3] ابن جریر ابن منذر
ابن ابی حاتم (در)

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ص وَاَوْفُوْا
بِالْعَهْدِ ج اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ اور یتیم کے مال کے نزدیک نجاؤ مگر اسیطرح پر کہ
جو بہتر ہو یہانتک کہ وہ اپنی انتہائی قوت کو پہونچے اور اقرار کو پورا کرو البتہ اقرار کا
سوال کیا جائیگا یتیم انتہائی قوت کو پہونچنے کے یہہ معنی ہی کہ بلوغ اور عقل کامل ہو اور
مال کو اوسکی جائے خرچ کرنیکی سمجھہ حاصل ہو چنانچہ دوسری جا فرمایا وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى
حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ
رسول اللہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ای ابوذر مین تمکو ضعیف
دیکھتا ہون اور تمہارے لئے وہی بات چاہتا ہون جو اپنے لئے مجھے محبوب ہے ہرگز
دو شخصون پر حاکم نہ بنو اور مال یتیم کے متولی نہو۔ سعید بن جبیر[2] اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا
کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ جسنے عہد کرکے توڑا اللہ تعالے اوس سے سوال کریگا۔ جو عقد کہ
کسی کام کو مضبوط اور موکد کرنیکے لئے ہو اوسکو عہد کہتے ہین ایک جا فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ رسول اللہ[3] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین
نشانیاں ہین جب[1] بات کرے جہوٹ کہے جب[2] وعدہ کرے خلاف کرے۔ امانت[3]

[1] صحیح مسلم ۱۲
[2] ابن ابی حاتم ۱۲
[3] صحیح مسلم ۱۲

رکہا ہین تو خیانت کری۔ جب حفظِ مالِ یتیم کا حکم فرما چکا تو اوسکی بعد حفظِ عہد جسمین
آیت ۳۵ امور بالغین کا انتظام ہی ذکر فرما کی پھر ماپ اور تول کو جو معنی عہد مین داخل ہین اسطرح
بیان فرماتا ہی وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ط ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ہ اور جب ماپ کرو پورا ماپ بھر دو اور سیدہی ترازو سے
تول دو۔ یہہ بہتر اور اسکا انجام بھی بہت ہی اچھا ہی۔ سورہ تطفیف مین یون ارشاد
فرمایا وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ہ وَاِذَا كَالُوْهُمْ
اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ہ یعنی خرابی اور افسوس ہے کم تولنی اور ماپنی والون کو
کہ جب لوگون سے ماپ لیتی ہین تو پورا لیتی ہین اور جب ماپ دیتی یا تول دیتی ہین تو
کمی کرتے ہین۔ جاننا چاہیی کہ پہلی خداوند عالم نے تین چیزون سی منع فرمایا زنا
اور قتل اور اکل مالِ یتیم۔ پھر تین باتون کا حکم فرمایا عہد کا پورا کرنا۔ پورا ماپ
دینا۔ پورا تول دینا اب پھر تین باتون سی منع فرماتا ہی پہلی یہہ کہ جو شی خود کو
معلوم نہو اوسمین حکم کرنیسی نہی اسطرح فرماتا۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط
آیت ۳۶ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ہ اور جسکا تجہی

بالقسطاس نافع وابن عامر وابن کثیر وابوعمرو وشعبہ قاف مضموم ۱۲

ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر ۱۲

تقف ماخوذ اوسکی اس قول سی ہی۔ قفوت اثر فلان اقفو قفوا یعنی اوسکی پیچھی ہو لیا اور اسیواسطی قافیہ شعر کا
نام قافیہ ہوا کہ وہ بیت کے پیچھے آتا ہی۔ اور گدی کو اسی سبب سے قفا کہتے ہین کہ گویا وہ انسان کے پیچھے پیچھے رہتی ہی (کبیر)
اولائک اور تمام ہمارا اشارہ سی عاقل اور غیر عاقل دونون کی طرف اشارہ کیا جاتا ہی (سراج المنیر)

علم نہ ہو اوسکی پیچھے نہ پڑہ۔ بیشک کان اور آنکہہ اور دل ہر ایک وتمین سے پوچھا جائیگا۔ گذشتہ آیت مین میزان ظاہری کی رعایت کا حکم تہا اس آیت مین معنوی میزان کی رعایت کا حکم ہی۔ یعنی[1] نہ دیکھی ہوئی شئے کو مین نے دیکھا یا نہ سنی ہوئی بات کو مین نے سنا یا نہ جانی ہوئی چیز کو مین نے جانا نہ کہنا چاہئے دوسری ممانعت اکڑنیکی ہی کیونکہ جب وہمی اور خیالی باتون سے منع فرمایا تو اب بعد علم سیکہنے کے بعضے نیم ملّاؤن کو غرور پیدا ہو جاتا ہی۔ اسلئے اترا کر چلنے سے منع فرماتا ہے وَلَا

تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝

اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چل (اسلئے) کہ تو ہرگز زمین کو نہ پہاڑ سکیگا اور پہاڑون کی بلندی کو نہ پہونچ سکیگا۔ سورۂ لقمان مین فرمایا وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل بیشک اللہ ہر متکبر اور فخر کرنیوالے کو دوست نہین رکہتا۔ چونکہ آدمی کی چال مین کبھی بلندی کبھی پستی ہوتی ہے تو گویا یون ارشاد ہی کہ حالتِ پستی مین تو زمین کو نہین پہاڑ سکتا اور حالتِ بلندی مین پہاڑ کی چوٹی تک نہین پہونچ سکتا۔ یا یہہ کہ نیچے زمین اوپر پہاڑ یہہ دونون بیجان چیزون نے تجھے گہیر رکھا ہی تیرا ان پر بس نہین چلسکتا پہر اور زمین مین تیرا رہنا بسنا ہی تجھ جیسے ضعیف و ناتوان کو اسقدر غرور نہونا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[1] متفق علیہ

ابن جریر و ابن منذر عن قتادہ ۱۳۵

ابن ۳۷۶

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص دو چادرین اوڑھ کے تکبر سے چلنے لگا اور دل ہی دل
مین خوش ہونے لگا ساتھ ہی زمین مین دھسا دیا گیا الخ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جب خرام فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا بلندی سے پستی کا ارادہ فرماتے
ہین نشیب کی طرف جاتے ہین - کافی ۵

یہی رہ گئے ہمکو حسرت و افسوس آتا ہے		نہ دیکھا آہ ان آنکھون سے رفتارِ مبارک کو

اللہ تعالی وَقَضٰی رَبُّکَ سے یہانتک احکام بیان فرما کے اب جو اون مین سے ۳۸
قبیح ہین اوس پر یون حکم لگاتا ہے - کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُہٗ عِنۡدَ رَبِّکَ مَکۡرُوۡہًا
ان سب مین سے جو بُری باتین ہین تیری رب کے پاس ناپسند ہین - دوسری قرأت سے
یہہ معنی ہونگے کہ جن جن چیزون سے ہمنے منع کیا ہے وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ سے یہانتک
وہ سب بُری باتین ہین اون سب پر مواخذہ ہوگا خدا اون سے خوش نہین جب
احکام کا بیان ہوا اور منہیات پر بری ہونیکا حکم لگایا اب ون سب احکام کو اپنا
حکم فرما کے اوسکی عظمت بڑہاتا ہے جسطرح فرماتا ہے - ذٰلِکَ مِمَّاۤ اَوۡحٰۤی اِلَیۡکَ رَبُّکَ
مِنَ الۡحِکۡمَۃِ ؕ وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰی فِیۡ جَہَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ۳۹
یہ اوس حکمت مین سے ہے جسکو تمہاری ربنے تمہاری طرف وحی کی - اور (اے انسان)

سَیِّئَۃً نافع وابن کثیر و ابوعمرو وحمزہ مفتوح اور تاءِ منون مفتوح کے ساتھ خبر کان ہے ۱۲

ـلـہ فائدہ ان احکام کی ابتدا بہی توحید سے ہوئی تھی اور وہان فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا فرمایا تھا

اللہ کو ساتھہ دوسرا معبود مقرر نکر پھر ملامت و مردود کیا گیا جہنم مین ڈالا جاےگا
ان سب احکام کو حکمت فرمانی مین سطرف اشارہ ہی کہ توحید اور قسم قسم کی طاعات
وخیرات اور دنیا سی روگردانی واعراض اور آخرت کی طرف توجہ یہہ سب ایسی کام
ہین کہ دل بی اختیار بول اٹھتا ہی کہ اس شریعت مین شیطان کا دخل نہین شیطانی احکام ایسے
نہین ہوتی یہی سچا دین ہی بیشک یہ خدا کا فرمان ہے۔ جب اپنا شریک ٹہیرانے سے
یہ تیسری مخالفت ہے
منع فرمایا تھا تو اب جو اوسکے لئی اولاد مقرر کرتے ہین اونکی جہالت بیان فرماتا ہی

اور اب انتہا بھی توحید پر ہوئی یہان مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا فرمایا اس مین تنبیہ ہی کہ ہر قول و فعل جو کچہہ ہو اوسکی ابتدا بھی توحید سی اور انتہا بھی اوسی پر ہو۔ آدمی کو توحید مین استغراق رہے۔ پھر اسکی بھی مراتب ہین (۱) توحید ایمانی (۲) توحید علمی (۳) توحید حالی (۴) توحید الٰہی اسکا مفصل بیان عوارف المعارف وغیرہ مین ہے اور قعود وہان اور القا یہان کہنی مین یہہ اشارہ ہی کہ دنیا مین انسان کو صورت اختیار ہی بخلاف آخرت کے مَذْمُوْم و مَلُوْم مین یہ فرق ہی کہ جس شخص سے کہ یہہ کہدیا جاتا ہی کہ تو جو یہہ فعل کا ارادہ رکہتا ہی دیکھہ اچھا نہین کرتا ایسا شخص مذموم ہی اور جو بعد مذمت پھر وہ مبتلا ہو گیا تو پھر کہا جاتا ہی کہ ہمنی تجکو اوس سے منع کیا تھا لیکن تونے نشا اپنی ہی ہاتہون اپنا ضرر کیا۔ ایسا شخص ملوم ہے۔ آدمی پہلی مذموم ہوتا ہی پھر ملوم ہوتا ہی اور یہی فرق ابتدا وانتہا کا مَخْذُوْلًا اور مَدْحُوْرًا مین بھی ہے

سلہ یہان انسان اسلئے مخاطب بنایا گیا کہ اسکے بعد کی آیت اَفَاَصْفٰكُمْ مین بھی کافرون کو خطاب ہے اور قُلْ مقدر ہے یعنی کافرون سی مخاطب ہو کر اسطرح کہو۔ یا یہہ کہ ظاہر مین خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی لیکن مراد امت ہے اور یہ طرح قرآن وکلام عرب مین بہت جا ہی اسکو تعریض وتلویح کہتی ہین جیسے جب کسی بادشاہ کو منظور ہوتا ہی کہ کسی بات کا اپنی رعایا کو حکم کرنا ہو تو وہ ایسے امیر کو مخاطب بناتا ہی کہ جسکے ماتحت وہ سب رعایا ہی حالانکہ اس امیر کو اس حکم کی حاجت نہ تہی۔ لیکن اس امیر مقرب کو مخاطب بنانے سی یہہ غرض ہی کہ تاکہ رعایا کے دل مین اس حکم کی وہ قوی تاثیر ہووی کہ وہ بہت ہی جلد اوس حکم کی تعمیل کرے۔ علماء کرام نے اس جیسی آیات کی شرح مین مستقل مضمون لکھا ہے اور ان کو آیات مجملہ کہتی ہین کہ جسمین نظر صحیح کی ضرورت ہی۔ چنانچہ مواہب اللدنیہ اور شفاء شریف مین مذکور ہی بعض سست عقیدی والون کو دیکھا گیا کہ انہین آیات کے پیچھے پڑی ہین اور گستاخانہ طور سی ترجمہ کرتے ہین۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۱۲

أَفَأَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا ط إِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۵

پھر کیا تمہاری رب نے تمکو بیٹے چنکر دئے۔ اور خود اوس نے فرشتون کو بیٹیان بنا لیا ہی۔ بیشک تم بڑی بات کہتے ہو۔ یہہ خطاب کافرون کو ہی وہ کہتی تہے کہ فرشتے خدا کی بیٹیان ہین مگر ظالمون نے بڑی غلطی کی کہ بعض مخلوقات کا خاصہ واجب الوجود کے لئے ثابت کیا اور پھر انہی کو اللہ پاک پر فضیلت بھی دی کہ اپنے لئے بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیان اور پھر فرشتے جو اشرف خلق ہین اونکو ادنی درجے کا ٹھرایا۔ جب انواع واقسام کے احکام بیان ہو چکے اب اوسمین سوچنے اور سمجھنے کے لئے حکم فرماتا ہی۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ط

لِيَذْكُرُوْا حمزہ وکسائی سکون ذال مخفف سے اور کاف مخفف مضموم باب نصر ینصر سے ۱۲

وَمَا يَزِيْدُهُمْ إِلَّا نُفُوْرًا ۵ اور البتہ ہمنے اس قران مین طرح طرح سے سمجھایا تا کہ وہ سوچین۔ اور اونکو تو اوس سے نفرت ہی زیادہ ہوتی جاتی ہی۔ اس آیت مین غائب کیطرف التفات فرمایا یعنی کافر اس قابل نہین ہین کہ اون سے مخاطب ہو کے کچھہ کہا جاے۔ دیکھو ہم سقدر حجتین اور دلائل طرح طرح سے بیان کرتے جاتے ہین لیکن بجاے غور وتامل کے اونکی نفرت بڑہتی ہی جاتی ہے

لہ أَفَأَصْفٰكُمْ أي خصكم واخلصكم ۲ہ تصریف کے لغوی معنی کسی شئی کو ایک جہت سے دوسری جہت کیطرف پہیرنا جیسے تصریف الریاح ہی پھر تصریف کنایہ تبیین سے کیونکہ جب کسی کو کسی شئی کا بیان منظور ہوتا ہے تو وہ اپنے کلام کو ایک نوع سے دوسری نوع کی طرف ایک مثال سے دوسری مثال کیطرف پہیرتا رہتا ہی تاکہ کمال وضاحت اور بیان کو تقویت ہو جاے اور مفعول تصریف ضرور یا محذوف ہی یا یہہ کہ لفظ فی صلہ یعنے زاید ہی جیسے وَأَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ أي أَصْلِحْ لِيْ ذُرِّيَّتِيْ (کبیر) ۳ہ لِيَذَّكَّرُوْا اصل مین لِيَتَذَكَّرُوْا تہا تا ذال مین بسبب قرب مخرجین کے مدغم ہوا جس کے معنی تدبر وتفکر کے ہین اور دوسری قرائت یہہ معنے بھی ہو سکتے ہین چنانچہ قران مین ہی وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ یعنی وَافْهَمُوْا مَا فِيْهِ اور دوسرے معنی یہہ کہ زبان سے یاد کرو کیونکہ کبھی زبان کی یاد سے ہی دل مین اثر مفید ہو جاتا ہی (کبیر) ۱۲

ذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اثباتِ وحدانیت کی اسطرح دلیل بیان کرو۔

17-42 ان مَعَهٗ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ؀

وسکی ساتھہ اور بھی معبود ہوتی جیساکہ وہ کہتی ہین تو اُسوقت عرش والے تک

ت کی، راہ نکال لیتی یعنی مقابلہ ہوتا لڑائی ہوتی۔ جیسا متعدد بادشاہون مین

اہی یہہ برہانِ تمانع ہی۔ جب اللہ پاک نے دلیلِ قاطع سے شرکا کو باطل فرمایا

17-43 نی تنزیہ اور یاکی بیان فرماتا ہی سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ؀

ہی اور جو کچھہ وہ کہتی ہین اوس سے بہت ہی بلند ہی۔ تنزیہ کی بعد تسبیح کرنیوالون کا

17-44 اہی تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیۡءٍ

سبح بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ؀

ن آسمان اور زمین اور جو کوئی اونمین ہی اوسکی تسبیح کرتی مین۔ اور ہر ایک

تقولون نافع وابوعمرو وابن عامر وشعبہ وحمزہ وکسائی تائی خطاب سے ۱۲

تقولون حمزہ وکسائی تائی خطاب سے ۱۲

یسبح نافع وابن عامر وابن کثیر وشعبہ یائی مذکر سے

ا ور حاضر دو قرائتین مین اس مین اصل نکتہ یہہ ہی کہ کلام تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے
ی نے اپنا کلام کسی کو پہونچانے کے لئے کہا تو مبلغ لہ یعنی جسکو کہ کلام پہونچایا جاتا ہی اوس آمر کے کلام کے
غائب ہی۔ اور وقتِ تبلیغ وہ مخاطب ہو سکتا ہی تو اب بہ اعتبار اول غائب ہو سکتا ہی اور باعتبار
سلہ بعضون نے کہا کہ تقرب کی راہ نکال لیتی اور اوسکے فضل کو مانتے لیکن منازعت وغلبہ جاننا صحیح تر ہے
) سلہ یعنی باہم ایک دوسری کو اوسکے ارادہ سے منع کریگا یعنی معاذ اللہ اگر دو خدا فرض کئے جائین اور وہ
ہو کر کوئی ایک کام کرنیکا ارادہ کرین اور ہر ایک کا ارادہ تو مستقل ہے اب ضرور ہوگا کہ اوس عمل کے
ایک کی قدرت دوسرے کی قدرت کو مانع ہوگی کیونکہ مرجح کوئی نہین اور جو دونون مختلف ہون یعنی
دہ کسی شئے کا کرے اور دوسرا اوسکی ضد کا تو یا وجودِ ضدین ہوگا یا دو مین سے ایک عاجز ہوگا۔ اور یہ دونون
ج مین کیونکہ الوہیت سے منافات ہی تو ایسے وقت مین تعاوق ضرور ہوگا یعنی ہر ایک دوسرے کو روکے گا

کر کسی چیز کا بھی ظہور نہ ہوگا ۱۲

چیز اوسکی حمد کی ساتہہ اوسکی پاکی بیان کرتی ہی - لیکن تم اونکی تسبیح نہین سمجہتی بیشک
وہ بردبار بخشنے والا ہی - اہلِ علم مختلف ہین بعضے کہتی ہین کہ جاندار تسبیح زبان سے کہتی ہین اور
جمادات زبانِ حال سی یعنی اُنکا وجود اوسکی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے اور
محققین نے کہا کہ تمام مخلوق کو حیات ہے اور زبانِ قال سی ہی تسبیح کرتی ہی لیکن اوسکی
سماعت کے لئی باطنی قوت کی ضرورت ہے اور کشف کی حاجت جب ہم جمادات کے ظاہر پر
مائل ہین - اسلئے اونکی باطن سے غافل ہین چنانچہ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ مین اسیطرف
اشارہ ہے ؎

نطقِ آب و نطقِ باد و نطقِ گل	ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل
فلسفی کو منکر حنانہ است	از حواسِ انبیا بیگانہ ہست
این بود تاویلِ اہلِ اعتزال	وائے آنکس کو ندارد نورِ حال

حضرت[1] رسول اللہ علیہ وسلم کا ایک کہجور کی چہڑی کو نصف نصف کر کی دونو
قبرون پر گاڑ دینا اور یہ فرمانا کہ جب تک یہہ خشک نہون انسی عذاب کی تخفیف
ہوگی اور آیت اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ الخ وغیرہ بہی اسی عموم کی
مؤید ہین صحابہ[2] کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ہمراہ کہاتی وقت تسبیحِ طعام کا سننا
جہاڑ[3] اور پہاڑ کا حضرت کو سجدہ کرنا وغیرہ یہ سب دلائل قویہ ہین اور احادیث

[1] صحیحین ۱۲ [2] ترمذی و بخاری ۱۲ [3] بیہقی وغیرہ ۱۲

ستون کا رونا

صحیحہ ہین۔ اور خصوص ستونِ مسجد کا جو کہجور کی سوکہی پیڑ ہی عشقِ مصطفےٰ مین و ما انسو ون سی منہہ دہونا عجب درد انگیز واقعہ ہی ہوش رُبا سانحہ ہی تاج الدین سبکی وغیرہ فرماتے ہین کہ حدیثِ حنینِ جذع باعتبار معنی کی متواتر ہی ظاہر و باہر ہی۔ فتح الباری مین ہے کہ مفید یقین ہے ہے سب اہل صحاح اسکو نقل کرتی ہین کسیکو شک نہین ہی۔ غرض اوسکا خلاصہ[۱] یون ہی کہ سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر تیار ہونیکی پہلی ایک ستونِ مسجد سے ٹیکا لگاکی خطبہ ادا فرماتی کسی خطبہ مین اسکو نہ جدا فرماتی جب منبر تیار ہوا تو اوسپر تشریف فرما ہوکے خطبہ بہی مین ادا فرمانی لگی۔ وہ ستون بیقرار ہوگیا۔ زار و نزار ہوگیا۔ ایسی چیخین ماریں قریب تہا کہ پہٹ جاے ٹکڑی ٹکڑی ہو جا اوسکی رونے سے مسجد گونج گئی۔ سب اہل مسجد کو رقت طاری ہوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر پڑی۔ اوسکے پاس گئے اپنی گلے سے لگایا۔ اور یون فرمایا۔ لَوْلَمْ اَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ یعنی اگر مین اسے بغلگیر نہوتا۔ تو یہہ قیامت تک روتا اوسکا فقیر کہتا ہے

ستون رو یا گلے شہ نے لگایا		کبھی رونے مین میرے بھی اثر ہو

حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ اس حدیث کو بیان کرکے زار زار روتے اور یون کہتے کہ اے لوگو سوکی لکڑی عشقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے روتی تہی اس غم سی جان کہوتی تھی۔ تمکو اُس سے زیادہ شوقِ نبی مین رونا چاہئے لکڑی سے

[۱] امام شافعی فرماتے ہین کہ ستون کا رونا احیاء موتی سی بڑہکر ہی شفاء شریف مین اس قصہ کو دس صحابیون سے ثابت کیا علماء نے یون تخریج کی صحاح ستہ و طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و دارمی وغیرہ وغیرہ ۱۲ [۲] ابو داؤد

کم نہ ہونا چاہیے کسی شاعر نے خوب کہا ہے

وَأَلْقٰى حَنِيْنٌ فِي الْجُذَاذَاتِ حُبَّهٗ   فَكَانَتْ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ لَهٗ تُصْدِي
وَفَارَقَ جِذْعًا كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهٗ   فَأَنَّ أَنِيْنَ الْأُمِّ إِذْ تَجِدُ الثُّكْلَا
يَحِنُّ إِلَيْهِ الْجِذْعُ يَا قَوْمُ هٰكَذَا   أَمَا نَحْنُ أَوْلٰى أَنْ نَحِنَّ لَهٗ وَجْلَا
إِذَا كَانَ جِذْعٌ لَمْ يُطِقْ بُعْدَ سَاعَةٍ   فَلَيْسَ وَفَاءً أَنْ نُطِيْقَ لَهٗ بُعْدًا

مست بادۂ قیومی حضرت مولانا جلال الدین رومی اس قصہ کو یوں نظم فرماتے ہیں

اُستنِ حنّانہ از ہجرِ رسول   نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول
گفت پیغمبر چہ خواہی ای ستون   گفت جانم از فراقت گشتہ خون
مسندت من بودم از من تاختی   بر سرِ منبر تو مسند ساختی
گفت خواہی کہ ترا نخلی کنند   شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
یا در آن عالم ترا سروی کنند   تا تر و تازہ بمانی بے گزند
گفت[۱] آن خواہم کہ دائم شد بقاش   بشنو ای غافل کم از چوبی مباش

جب اوس شہر مبارک سے مفارقت ہوئی فقیر نے اوسی غم میں یہہ رباعی لکھی

افسوس ہے یثرب سے جدائی ہو جاے   مسکین سے دور قصرِ شاہی ہو جاے
حنّانہ کا رونا یاد کر کے خلیق   بہتر ہے کہ جان عدم کو راہی ہو جاے

۱ کذا فی الشفاء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اختار دار البقاء علی دار الفناء ۱۲

شیخ ابو عمرو کا پانچ کبوترون سے تسبیح سنکر مرشد کی تلاش مین نکلنا حضرت خضر کا سید العارفین
شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی پاس جانیکو کہنا ملاقات کے وقت حضرت کا فرمانا مرحبا
بِمَنْ جَذَبَهُ مَوْلَاهُ بِاَلْسِنَةِ الطَّيْرِ وَجَمَعَ لَهُ كَثِيْرًا مِنَ الْخَيْرِ اسکی پوری تفصیل
تفسیر روح البیان بھیہ وغیرہ مین ہے۔ روایت ہے کہ کوئی جانور شکار نہین کیا جاتا
اور کوئی جھاڑ کاٹا نہین جاتا لیکن وہ جسوقت تسبیح بھول جاتا ہے یہہ سزا پاتا ہے کسی نے خوب کہا ہے

بھول بھول کے یاد رہی مین کبہو بھولی تو نے	مین بھولی تو بھول گئی تو نہ بھولو موسے

اس آیت کو تسبیح اشیا کے بعد حلم و مغفرت پر ختم فرمایا ہے باریک نکتہ ہے کہ سب اشیا تو
تسبیح کرتے ہین انکا کیا قصور ہے تم جو نافرمانی کرتے ہو ہم بردباری کرتے ہین جلد مواخذہ
نہین کرتے اور بخش بھی دیتے ہین چنانچہ حدیث مین ہے کہ جانور اور بوڑھے نمازی اور شیر خوار
بچے نہوتے تو تم پر عذاب آجاتا یا یہہ کہ جو لوگ تسبیح نہین سمجھتے اور اپنے کو اس لایق نہین بناتے کہ
جس سے یہہ سماعت حاصل ہووے ہم اون سے بردباری کرتے ہین جب آیت متقدمہ مین عام
سماعت کے نقصان کا اظہار ہوا اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کے فرماتا ہے کہ کبھی
کافرونکی بصارت مین بھی ہم فرق ڈالدیتے ہین وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ
وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ اور جب تم قرآن پڑھتے ہو تو
ہم درمیان تمہارے اور اون لوگون کے جو آخرت کو نہین مانتے ہین ایک ڈھانپنے والا پردہ

17-45

ڈال دیتے ہین۔ یا یہہ کہ پردہ تو ہوجاتا ہی لیکن وہ پردہ خود ایسا ہی کہ نظرون سے مستور یعنی
چھپا ہوا ہی جب[1] تبت یدا کا سورہ نازل ہوا تو ابولہب کی جورو حضرت کے پاس ایذا
رسانی کی نیت سے آئی آپنے قرآن پڑہ لیا اور پناہ مین ہوگئے جس طرح کہ اِس آیت مین خدانے
فرمایا پھر وہ حضرت کو نہ دیکھہ سکی اور واپس چلی گئی الخ ملخصا اب قرأت قرآن کے
وقت اور اور کیفیتین جو کافرون کی ہوتی ہین وہ بیان فرماتا ہی وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ 17-46
اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ
وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ اور ہم اونکے دلونپر پردے ڈال دیتے ہین تاکہ اوس
(قرآن) کو نہ سمجھین اور اونکے کانونمین بوجھہ۔ اور جب تم قرآن مین اپنے پروردگار کا
تنہا ذکر کرتے ہو تو وہ اپنی پیٹھہ پھیر کر بھاگ جاتے ہین۔ یہہ[2] کلام پاک سے دشمنی تھی کہ
تاکسیطرح اوسکو سماعت نکرین جیسے قوم نوح کانونمین انگلیان رکھہ لیا کرتی تھی اور جب
قرآن لفظ و معنی کی حیثیت سے معجزہ تھا اسواسطے منکرین کے لئے ثابت فرمادیا کہ نہ وہ معنی سمجھین

[1] ابویعلی وابن ابی حاتم وبیہقی وغیرہم (د م) یا مستور معنی مین ساتر کے ہی جیسے کَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ مفعول معنی مین فاعل کے ہی [2] اَكِنَّةً جمع کنان ہی یہہ وہ شی ہے جوکسی کو ڈہانپ لے جیسے کنان نبل یعنی ترکش اَنْ يَّفْقَهُوْهُ یا تو عبارت بتقدیر مضاف جو مفعول لہ ہی یعنے كراهة ان يفقهوه یا یہہ مفعول ہے فعل مقدر کا جو جملہ کا مفہوم ہے ای منعناهم ان يفقهوه (خفاجی) وَقْرًا وہ گرانی جو کان مین (مختار) نُفُوْرًا یا تو مفعول لہ ہے یا مفعول مطلق منصوب ہے وَلَّوْا سے کیونکہ دونون کے معنی متقارب ہین یا حال ہے جمع ہے نافر کی جیسے شہود جمع شاہد کی ۱۲
[3] ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن زید ۱۲

نہ الفاظ کو غور کرتے ہین جونکہ کافر بااوقات قرآن سننے اور سمجھنے کا دعوی کرتے اور مبادا
کسی ضعیف اعتقاد مسلمان کو شبک ڈالدیتے اسلیئے اونکی سماعت کی کیفیت بیان فرماتا ہے

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى

اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ ہم خوب جانتے ہین

جیسا وہ ٹہٹہ سے سنتے ہین جسوقت تمہاری طرف کان رکھتے ہین اور جب وہ سرگوشی کرتے
ہین تو ظالم کہتے ہین کہ تم پیروی نہین کرتے مگر ایک مرد جادو کئے ہوے کی اس جگہ یقولون
نہ فرمایا یقول الظالمون فرمایا اسم ظاہر کو بجاے ضمیر لایا یعنی یہہ حضرت پر ظلم کرتے
ہین ایسے الفاظ جو آپکی شان کے لایق نہین کہتے ہین۔ یا یہہ کہ حضرت کو اس کہنے سے کب
عیب لگتا ہے بلکہ اپنی جانون پر آپ ہی ظلم کرتے ہین جب کافرونکی بان برائی و
بدگوئی کا ذکر فرمایا اب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے پیارے الفاظ سے

تسکین دیتا ہے اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ

سَبِیْلًا ۝ دیکھو تمہارے لئے کیسی مثالین بیان کین سو وہ گمراہ ہوگئے پس راستہ نہین پاسکتے الربع
یعنی اے اکمل خلق کیسی بری القاب دیتے ہین۔ مسحور و مجنون شاعر و کاہن کہتے ہین

بِهٖٓ موضع حال ہین ہے یعنی جسوجہ سے کہ وہ سنتے ہین وہ ٹہٹہا اور تکذیب ہے۔ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ ظرف ہے اعلم کا یعنی اعلم
وقت استماعھم اور اِذْ هُمْ نَجْوٰى بھی ظرف ہے۔ اور اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ بدل ہے اِذْ هُمْ نَجْوٰى
سے نجوی مصدر ہے اور مضاف مقدر یعنی ذو نجوی یا جمع ہے نجی کی جیسے قتیل اور قتلی مَسْحُوْرًا وہ جسپر جادو کیا گیا ہو
اور اوسکی عقل بگڑ گئی ہو۔

جب اپنی ہادی کو بُرا کہا تو اب اونکو ہدایت کیسی ہوگی۔ ای پیغمبر تمہین یہ موقوف نہین ہمکو
بھی عاجزونکی طرح سمجھتے ہین اور سطرح قیامت کا انکار کرتے ہین۔ وَقَالُوٓا ءَاِذَا كُنَّا 17
عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ اور کہتے ہین جب ہم ہڈیان اور
چورا ہو جائینگے تو کیا ہم نئی پیدا ہو کر اوٹھائے جاینگے جب انہون نے کہا کہ ہم مٹی مین ملجائینگے
ہڈیون کا چورا ہو جائیگا تو کیا پھر نئے سرسے پیدا ہونگے تو اوسکا جواب فرماتا قُلْ كُونُوا 1
حِجَارَةً اَوْ حَدِيدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُّعِيدُنَا 1
قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ اِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتٰى
هُوَ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُونَ قَرِيبًا ۝ کہو تم پتہر یا لوہا ہو جاؤ۔ یا کوئی اور چیز جو تمہاری
دلون مین بڑی ہو (بن جاؤ) پھر اب کہینگے کہ ہمکو دوبارہ کون پیدا کریگا۔ کہو وہی جسنے
پہلی مرتبہ تمکو پیدا کیا۔ اب اپنے سرونکو تعجب سے تمہارے سامنے ہلائینگے اور کہینگے کہ وہ کب ہے کہو امید ہے
کہ قریب ہو۔ یعنی جو چیز چاہتے ہو ہو جاؤ پھر اللہ تعالی تمہارا دوبارہ اعادہ کریگا اگر یہ چیز موت
اگر تم مر بھی جاؤ تو ہم تمکو زندہ کرینگے اور اگر تم سے ہو سکتا ہی تو عین موت ہو جاؤ آخر موت کو بھی
ایکدن موت آئیگی جب یہ مانا گذشتہ اکثر ہی تو بہ لحاظ اوسکے باقی قریب ہے یا یہ کہ كُلُّ مَا
هُوَ اٰتٍ فَهُوَ قَرِيبٌ جو آنیوالی شے ہے وہ قریب ہی اور مُردون کا اوٹھنا کب دور ہے

لہ واحدی کہتے ہین کہ سر ہلانا تعجب سے کسی کا کسی کو حرکت کرنا ہی اور ہر نغات کسی شی کے وہ اجزا جو ٹوٹ کر چورا چورا ہو جاون دیکھو

لہ نغض تعجب سے سر ہلانا (مختار) ابن عباس کہتے ہین کہ ہنسی سے سر ہلائینگے اخرجہ ابن جریر و ابن المنذر (در) سلہ ابن ابی شیبہ

صرف اللہ تعالی کے حکم کا انتظار ہی جسطرح ارشاد پروردگار ہی یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ

بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۟ جس روز وہ تمکو بلائیگا پس تم اوسکی حمد کرتی

ہوئی چلے آوگی اور گمان کروگی کہ ہم نہیں ٹھہری مگر تھوڑا سا۔ کافرونکا حمد و تسبیح کہتی ہوئی جواب

دینا معرفت و طاعت کی دلیل ہی لیکن اوس دن اوس سے کچھہ بھی حاصل نہیں جب دلائل

یقینی ابطال پرستش و صحت آخرت بیان ہوا ب مخالفون سے حجت کے وقت اوس دلائل کو

اچھی طریقہ سے بیان کرنیکا مسلمانونکو حکم فرماتا ہے یہہ کہ سب و شتم امیز گفتگو کریں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۟ اور اے پیغمبر میری بندون سے کہدو کہ وہی بات

کہیں جو اچھی ہو بیشک شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہی مقرر شیطان انسان کا ظاہر دشمن ہے

یعنی اگر کوئی شخص تمکو برا کہی تو تم اوسکو کوئی سخت بات نکہو بلکہ اوسکا جواب ایسی دو اور یون

کہو کہ اللہ تمپر رحم کری اور تمکو بخش دی غرض بہتر الفاظ سے نصیحت کرنا تمہارا کام ہی اور باقی

سب ہماری ہاتھہ ہی تم سبکو ہم جانتے ہین اور جو چاہیں ہم کرسکتے ہین جسطرح کہ فرماتا ہے رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ

ا؎ استجابت کے معنے داعی کی موافقت کرنا اوس بات مین جسکے لیے وہ بلایا ہی اس مین اجابت سے زیادہ تاکید پائی جاتی ہے (کبیر)

۲؎ ربکم اعلم بکم الآیہ ابن جریر و ابن منذر نے ابن جریج سے روایت کی کہ یہ مشرکین کو خطاب ہی اور معنی یون ہونگے کہ چاہی تمکو اسلام کی ہدایت دیکر رحم کرے یا تمکو شرک پر موت دیکر عذاب کری اور بعضون نے کہا اسکے مخاطب مسلمان ہین رحم کرے یعنی تمکو کافرون کی تکلیف سے بچاے یا تمکو توبہ نصیب کرے یا عذاب کرے اسطور سے کہ کافرون کو تمپر مسلط کرے بعضون نے کہا یہ آیت اوس قول احسن کی تفسیر ہے ۱۲

ابن ر/ ۵۲

۱؎ ابو عمرو و ابن عامر حمزہ اور کسائی ثا کو تا مین ادغام کرکے پڑھتی ہین۔

۲؎ نزغ افسد

ضمنا ابن اخرج ابن ابی حاتم عن قتادہ ابن ر/ ۵۳

قال نزغ الشیطان تحریشہ (در)

۳؎ ابن جریر (در) من الحسن

اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ تمہارا پروردگار ایت ۵۴
تمہین خوب جانتا ہی اگر چاہی تو تمپر رحم کری یا چاہی تو تمکو عذاب دے اور ہمنی تمکو ای نبی اونکا ذمہ دار
بناکر نہین بھیجا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے کہ تم ذمہ دار نہین جیسا
وہ کرینگے ویسا بھرینگے جب آیت گذشتہ مین اپنی علم کو اونہین کی ذوات سے مخصوص فرمایا
تھا اب اعلم خلق صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے جمیع موجودات و معدومات سے اپنی علم کا
تعلق ظاہر فرماتا ہے وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا ایت ۵۵
بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ اور تمہارا رب اونکو بہتر جانتا ہے زُبُورًا حمزہ ضم زا سے
جو آسمانون اور زمین مین ہین اور البتہ ہمنے بعض نبیون کو بعض پر فضیلت دی اور ہمنے
داؤد کو زبور عطا کی چونکہ اللہ تعالی ہر ایک کے حال سے واقف ہے اور اونکی متعلق مصالح
ومفاسد بھی جانتا ہی اسیواسطی بعضے انبیا پر بعضون کو فضیلت دینا بھی اوسیکا کام ہی تو خاتم النبیین
کو قرآن دیا اور اونکو سب سے افضل بنایا ہمین کسیکو کلام ہی پھر داؤد علیہ السلام کو زبور دینے کا بیان
فرمانے مین یہہ نکتہ ہی کہ باوجودیکہ وہ بڑے بادشاہ تھے لیکن بادشاہت سے فضیلت نہین بلکہ علم ودین کی
فضیلت ہے تو ولقد فضلنا مین بھی فضیلت مقصود ہی پھر خاص زبور کا ذکر فرمانے مین یہہ
وجہ ہی کہ اوس کتاب مین ہماری نبی کریم اور آپکے امت کی نیکی بشارت ہے قرآن مین ہی
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ یعنی

ہمنی نصیحت کے بعد زبور مین لکھدیا ہی کہ آخر میری نیک بندی زمین کے مالک ہونگی۔ یہہ نیک بندی
خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت ہے۔ اور پھر یہہ بھی وجہ ہی کہ کفارِ قریش کو
کچھہ بھی علم نہ تہا بلکہ یہودیون سے اپنی شبہات دور کرتے تو وہ کہتی کہ موسی کے بعد نبی نہین اور توراۃ کے
بعد کتاب نہین تو اللہ تعالی نی نزولِ زبور سی اونکی کلام کا نقض فرمایا پھر فضیلتِ انبیا کے
بعد یہہ ذکر ہی کہ جب تم انبیا کی منکر ہو تو اون سے مدد و توسل بھی نہ چاہو بلکہ جسکو تم خدا کے
سوا اور خدا سمجھتے ہو اونکو پکارو یہہ امر اہانت کے طور پر ہے معالم مین مروی ہے کہ جب مشرکین پر
سخت قحط ہوا یہانتک کہ مردار و کتی کہانی لگی تو اوسوقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مدد
17-56 چاہنی لگی تا آپ اون کے لئی دعا کرین تو اللہ پاک نی یہہ آیت وتاری قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
آیت ۵۶ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ کہو بلاؤ اون لوگون کو جو سوا
خدا کے اونکے معبود ہونیکا گمان کرتی ہو۔ پس وہ تمسی تکلیف دور کرنی اور بدلنی کی قدرت نہین رکہتے
یعنی یہہ اون سے نہین ہو سکتا جو معبودِ برحق ہی وہی ساری باتون پر قادرِ مطلق ہی۔ اب
اِس سے ثابت ہو گیا کہ جسکو یہہ شریکِ خدا سمجھتے مین وہ دعوی جہوٹا نکلا بلکہ اونکی بھی تو جلب
مصالح اور دفعِ مضار مین اللہ سی ہی لگی ہی پہر اون کے عدمِ اقتدار اور نہایتِ افتقار کو
آیت ۵۷ اسطرح ارشاد فرماتا ہی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ
اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

له تحویل ایک حال سے دوسرے حال اور ایک مکان سی دوسری کی طرف نقل کرنیکو کہتے ہین۔

یہہ لوگ جنکو (کافر) پکارتے ہین وہ خود اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ ڈہونڈہتے

ہین (یعنی) اوسکا کہ جو اونمین سے بہت نزدیک ہی اور اوسکی رحمت کی امید رکہتے ہین اور

اوس کی عذاب سی ڈرتے ہین بے شک (ای نبی) تمہاری رب کا عذاب

ڈرنے کے لایق ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ بعضی آدمیون نے

بعضی جنات کی پرستش کی اور وہ جنات مسلمان ہو گئی اور یہہ اوسی پوجا مین لگی رہی۔ یاد رکھو کہ

کیسا ہی کوئی مقرب بندہ ہو وہ پرستش کا مستحق نہین ہو سکتا ہان مقربان بارگاہِ الٰہی کا تقرب درجات

رافع ہی ہر طرح سی نافع ہی ۵

مورِ مسکین ہوسی داشت کہ در کعبہ رسد	دست در پای کبوتر زد و ناگاہ رسید

جب قولِ مشرکین کے فاسد ہونے پر دلیل بیان ہو چکی تو اب وعید سی ڈراتا ہی جسطرح فرماتا ہے

و إن من قرية إلاّ نحن مهلكوها قبل يوم القيامة أو معذّبها عذابا شديدا 0
كان ذلك فى الكتب مسطورا 0 ایت ۵۸

ہلاک کرین یا اوسکو سخت عذاب دین یہہ کتاب مین لکھا ہوا ہی۔ کتاب مسطور سی مراد لوح محفوظ ہے

یعنی نیک لوگ موت سے بری لوگ عذاب سے ہر ایک اپنی اپنی وقت پر ہلاک ہو جائینگی۔ ابن عباس

رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ مکہ والون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کی کہ کوہ صفا کو سونیکا

بنا دیجیے اور یہہ سب پہاڑون کو ایکطرف کر دیجیے تا ہم یہان کہیتی کرین تو حضرت کے پاس حکم آیا کہ

بخاری و نسائی و غیرہما

ابن ابی حاتم عن ابراہیم التیمی ۵۲ امام احمد و نسائی و بزار و ابن جریر و ابن منذر و طبرانی و حاکم اور
تصحیح ...

چاہین تو وہ ٹھہر جائین یا جو وہ کہتے ہین ہم کر دکہائین لیکن پھر جو ایمان نلائینگے تو پہلی امتین
جسطرح ہلاک ہوئین یہہ بھی اوسیطرح فنا کیجائینگے حضرت نے عرض کی مین انتظار کرتا ہون
تو یہہ آیت اُتری وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ط

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ط وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝

اور ہمکو ان معجزات کے بہیجنے سے نہ منع کیا مگر یہی کہ اگلون نے اونکو جہٹلایا۔ اور ہمنے ثمود کو
اونٹنی کا کہلا ہوا معجزہ دیا تو اونہون نے اوسکا انکار کیا۔ اور ہم جو نشانیان بہیجتے ہین محض
ڈرانیکے لئے الآیٰت مین جو الف لام ہے وہ عہدی ہے یعنی وہی مخصوص معجزات یعنے کوہ صفا کا
سونیکا ہوجانا وغیرہ جسطرح کہ حدیث شانِ نزول کی اوپر مذکور ہوئی لیکن بعض دہریئے
اس سے مطلق معجزات کا انکار کرتے ہین[3] لیکن یہہ نہین سمجہتے کہ پہلی انبیا علیہم السلام سے تو وہ
معجزات کہ جنکا کفار انکار کر رہے ہین ضرور صادر ہوتے تہے اب با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
یہہ چند معجزات کہ جنکا کفار محض عناد و سرکشی سے سوال کرتے تہے اور جنسے تہٹا کیا چاہتے تہے صادر
نہوئے کیونکہ معجزے سے مقصود خوف دلا کر راہِ حق پر لانا ہے چنانچہ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا
تَخْوِيْفًا مین یہی بیان ہے اور جو وہ خاص معجزات ظاہر ہوجاتے اور کافر اپنے کفر پر اڑے رہتے تو

[1] ان کذب موضع رفع مین منعنا کا فاعل ہے تقدیر یون ہے کہ مکذبین ہلاک ہوتے رہے اور ہمکو قریش کا ہلاک کرنا منظور نہین اسلئے
اونکی مانگی ہوئے معجزے بہی نہین دکہلائے جاتے ۱۲ [2] ای ظلموا انفسہم بتکذیبہم بہا و قال ابن قتیبہ ای جحدوا
بانہا من اللہ تعالی ۱۲ [3] سید احمد خان اپنی تفسیر میں ۱۲

عام عذاب اس امت پر آتا۔ لیکن یہہ غیر ممکن تہا کیونکہ اللہ کے علم مین تہا کہ بعضے ایمان بہی لائینگے اور بعضونکی اولاد بہی مسلمان ہوگی اور رحمت عالم تشریف فرما ہین تو کیسے عام عذاب آسکتا چنانچہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ آپ ہی کی شان ہے اسلئے وہ خاص معجزات ظاہر نہوے اور معجزہ عقول ضعیفہ اور ہٹ دہرمون کے لئے نہین بلکہ عقول سلیمہ پر ثابت کرتا ہے کہ خدا نے ہی اس نبی کو بہیجا ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کے سامنے لوگون سے بیان کرے کہ مین اس بادشاہ کا بہیجا ہوا ہون اور بادشاہ سے عرض کرے کہ مین سچا ہون تو آپ اپنی عادت کے خلاف میرا کہا کرین کہ تخت کے کنارے سے اوٹھکر دوسرے کنارے پر بیٹھ جائین پہر بادشاہ اسیطرح کرے تو بلاشک اوس مجلس کے حاضرین کو یقین آجائیگا کہ جیسا وہ بادشاہ اپنی زبان سے کہہ رہا ہے کہ یہہ میرا رسول اور بہیجا ہوا ہے۔ اگر اس پر بہی یقین نہ آوے تو پہر کونسا طریقہ ہے کہ جس سے نبی کی تصدیق ہو سکتی ہے اسیواسطے خرق عادت دوسرے جہوٹے مدعی نبوت سے ممکن نہین ورنہ اشتباہ ہو جائیگا ہان جو شخص تابع نبی ہو کر متقی بنے اور عارف باللہ متخلق باخلاق اللہ ہووے۔ اوسکے دلکی پوری توجہ جانب قدس ہووے اور دعوے نبوت نکرے تو جو معجزات نبی سے ہوتے ہین وہ اوس ولی کے ہاتہہ پر کرامت ہو کے ظاہر ہو سکتی ہین امام شعرانی یواقیت صفحہ ۱۴۸ مین تحریر فرماتے ہین۔ اِعْلَمْ اَنَّ جُمْهُوْرَ الْعُلَمَاءِ قَائِلُوْنَ بِاَنَّ مَا كَانَ مُعْجِزَةً لِنَبِيٍّ جَازَ اَنْ يَّكُوْنَ كَرَامَةً لِوَلِيٍّ جب اللہ تعالی نے قوم کے لئے بعض خاص معجزات کو بسبب مصلحت کے ظاہر نفرمایا تو اون کافرونکو طعن کی جرأت پیدا ہوئی تو اللہ تعالی اب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتا ہے

معجزہ دلیل نبوت

تعریف ولی

کہ مین تمہارا حامی و ناصر ہون جسطرح کہ ارشاد ہوتا ہی وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ
بِالنَّاسِ ط وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ
الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ط وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۶ اور جبکہ
ہمنے تمسے کہدیا کہ تمہارے رب نے لوگون کو گہیر لیا ہے اور وہ جو ہمنے تمکو دکھلایا اور اوس جہاڑ
(زقوم) کا ذکر بھی جو قران مین لعنت کیا گیا محض لوگونکی آزمایش کیلئے ہی اور ہم اونکو ڈراتے
ہین تو اوس سے اونکی سرکشی بڑہتی جاتی ہی۔ [1] یعنی پروردگار اون کافرون سے آپکو اپنی حفاظت
وحمایت مین رکہیگا کہ تا اپنی رسالت کو آپ پوری طرح سے پہونچائین [2] حضرت ابن عباس فرماتے
ہین کہ یہان رؤیا سے مراد آنکہہ کی رویت ہے جو اسراء [3] مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دکھلائی گئی تھی اور رؤیا سے خواب مراد نہین اور اوس شجر ملعون سے مراد زقوم کا جہاڑ ہے جاننا
چاہئے کہ اس رؤیا کے معنی رویت بصری کے ہین ورنہ خواب فتنہ نہین ہوسکتا چنانچہ جب [4] لیلے
صبح مین حضرت نے اس چشم دید واقعہ کو بیان فرمانے لگے تو بعض نو مسلمون نے آپ کو جہٹلایا تو اللہ تعالے
اون مرتدونکی شان مین یہ آیت اتارا۔ وَمَا جَعَلْنَا الخ اور جو رؤیا کے معنے خواب کے لئے جائین تو
وہ خواب مراد ہے جو آپنے [5] دیکھا تہا کہ آپ معہ اصحاب مکے مین گئے ہین پھر جب آپ (صلح حدیبیہ

[1] عبدالرزاق وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادہ (در) [2] عبدالرزاق وسعید بن منصور وامام احمد وبخاری وترمذی ونسائی وبیہقی وغیرہم (در) [3] اسراء مکہ سے بیت المقدس تک کی سیر کو اور معراج وہان سے آسمان تک کی سیر کو کہتے ہین لیکن ایک دوسرے پر بھی اطلاق ہوتا ہے [4] ابن اسحق وابن جریر وابن منذر (در) [5] ابن جریر وابن مردویہ ۱۲

مین تشریف فرما ہوے مشرکون نے آپکو واپس کیا بعضے لوگون نے کہا کہ حضرت نے تو ہمسے بیان فرمایا تہا
کہ مکہ مین داخل ہونگے اور اب پلٹ گئے تو وہی پلٹنا اونکے لئے فتنہ ہوا ایک روایت مین ہے کہ آپنے
فرمایا کہ کیا مین نے اس سال تمسے کہا تہا پہر آیندہ سال آپ مکے مین داخل ہوے یہہ آیت اتری لَقَدْ
صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ الخ یعنی اللہ نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کیا لیکن
اون ملحدون سے بڑا افسوس ہے کہ معنی خواب کے لیکر قصہ معراج پر محمول کرتے ہین حالانکہ ترجمان القران
حضرت ابن عباس نے جب رؤیا کو معراج کے قصہ پہ محمول فرمایا صاف فرما دیا کہ لَیْسَتْ بِرُؤْیَا مَنَامٍ
یعنی خواب نہین چشم سر سے ملاحظہ فرمایا اور جنہون نے خواب کے معنی لیا ہی تو وہ واقعہ بدر یا صلح حدیبیہ
مراد لیتے ہین۔ اور روایات زیر تحت آیت سبحٰن الذی گذر چکی ہین وہان ملاحظہ کیجئے۔ اور جہاڑ کو
ملعونہ جو فرمایا تو اہل عرب ہر کریہہ کو ملعونہ کہتے ہین یا اسناد مجازی ہے اوسکے کہانیوالے کفار ملعون
ہین یا یہہ کہ جہنم مین ہے تو رحمت سے بہت دور ہے۔ اس خواب کا اور جہاڑ کا ذکر کرنا یہان اس لئے
تہا کہ جب بعضے معجزات آپنے ظاہر فرمائے تو کافر ضرور مسلمانون کے دلونمین شبہے ڈالتے لیکن آپکے
اشاعت دین مین کچھ بہی خلل نہوگا جسطرح کہ اوس واقعہ معراج پر لوگون نے بہت شور مچایا تہا اور اوس
جہاڑ پر کہ دوزخ مین جہاڑ کیسا جیسے بعض جلتے ہون لیکن یہہ نہین سمجہا کہ خدا تعالے کو ہر طرح کی قدرت ہے
وہ چند قدرتین مقید و محصور نہین جیسے اوسکی صفات غیر محدود ایسی ہی اوسکی آثار صفات
بہی غیر متناہی جیسے وہ آگ مین سمندر کو پیدا کیا اور سب کچہہ کرسکتا ہے۔ تو اونکی اوس شبہات سے

کب آپکے دین مین ضعف آیا اور کب محققین کے اجماع مین فرق ہوا جواب ہوے گا لیکن افسوس کہ
باوجود اسقدر زجر و توبیخ کی بعضے نام کی مسلمان جنکے دلونمین خیانت بھری ہے وہ اب بھی اللہ و رسول کے
کلام مین شاخین نکالتی ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ ایمان کی بہت سی باتین ظاہری حواس سے مشاہدہ مین نہین
آسکتین اور جو یون ہی ہوتا تو ہر ایک آدمی ایمان لاتا پھر غیب پر ایمان لانیکی کیا خصوصیت و
فضیلت ہوتی۔ اور انبیا علیہم السلام کی کیون ضرورت ہوتی۔ ابوجہل و ابوبکر رضی اللہ عنہ
ایک ہو جاتے۔ زندیق و صدیق کیون کہاتے عقل لنگ کہان تک ساتھ دیگی یہان کشف و وحی کی
ضرورت ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

افسوس ایک طبیب جب نسخہ مرکب بتلاتا ہے تو ہم اوسکے اجزا سے بحث نہین کرتے اوسکے علم کو اپنے
علم سے زیادہ سمجھکر اوسکی بہی بڑی کڑوی کڑوی دوائین پیتے ہین مہینون پرہیز کرتے۔ حالانکہ ابھی اس
عالم دنیا کی اشیا کی حقیقت بھی پوری نہ معلوم ہوسکی لیکن ایمان و عالم آخرت مین یہہ دہن لگی ہے
کہ وہانکی ہر چیز کی حقیقت عقل سے جانچ لے جاے اور ہمی کو معلومات تک پہونچ جاے۔ اور جو سمجھہ مین نہ آے تو
ہنسی کیجیے ٹہٹے اڑائیے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ یعنی جو چیز اپنی سمجھہ مین
نہ آئی تو جہٹلانے لگے موسی علیہ السلام کی قوم نے کہدیا کہ أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً ط ہمین خدا کو کہلم کہلا دکھلادو
آج کل کے بعضے نئے فیشن والونمین بھی یہی مرض ہے کہ وہ پرانا زمانہ گیا اب مذہب کو عقل سے مطابق کرنا چاہیے

یعنی جو سمجھہ مین آئے اوسکو مانئے اور جو عقل مین نہ آئی ایسی دین بات ہو وہ لئے صحیح بخاری مین ہو تو کلام
الہی قرآن کریم مین ہو تو تحریف کیجئے ہان جو فنڈر صاحب کہین کہ چاند سورج مین آبادی ہے وہان بھی حیوانات
ونباتات بستی بستی ہے تو پھر آمنّا وصدّقنا کہی بیچون وچرا مان لیجئے معاذ اللہ ان نادانون سے
کوئی یہہ پوچھی کہ نبی کریم احکام مین تو کلام ۔ نصرانی کی قول پر ایمان و اسلام یہہ نصرانیت ہے
یا اسلام ہی اگر اسی پر خاتمہ ہوا تو برا انجام ہے ۔ اللہ تعالی اس آخری زمانہ کے فتنون سے بچائی اور
ہم سبکو اس جہان سے با ایمان اوٹھائی ۔ جب کہ قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
بسبب کبر وحسد کے منازعت کی اوریہی دونون صفتون سے ابلیس بھی مردود ہوا اس لئے اوس قصہ کو
بیان فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَ آیت ۶۱
اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ[1] اور جب ہمنے فرشتون سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سجدہ مین
گر پڑی مگر ابلیس بولا کیا مین سجدہ کرون ایسے شخص کو جسکو تونے مٹی سے بنایا اور شاید کہ اس قصہ کی
تکرار سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی منظور ہی کیونکہ بہت سی محنتین حضرت اوٹھارہے تھے
گویا کہ اللہ تعالی یون فرماتا ہی جو اول انبیاء آدم علیہ السلام ہین اونکو بھی ابلیس کے کبر وحسد سے
بڑی بڑی محنتین جھیلنی پڑین ۔ چونکہ ابلیس زمرہ ملائکہ مین داخل تھا حکم سجود مین بھی داخل
رہا یہہ قصہ سات سورتون مین مذکور ہی بقرہ واعراف وحجر اور یہہ سورہ یعنی بنی اسرائیل اور
کہف وطٰہٰ وصٓ جاننا چاہئے کہ سجدہ زمین پر پیشانی رکھنے کو کہتے ہین اور وہ دو طور سے سجدہ ۵

[1] طِيْنًا منصوب بنزع خافض ہے چنانچہ دوسری آیت من طین ہی (خفاجی)

ہوتا ہے ایک یہہ کہ دائمی حقِ عبودیت کی لئے رکھے۔ اور مسجود کو معبود و الٰہ اعتقاد
کرے یہہ شرک ہے اور کسی دین مین سوای خدا کے دوسرے کو جائز نہین دوسرا سجدۂ تکریم و تحیت ہے
جیسا سلام و رسر جھکانا ہے اور یہہ سجدہ بسبب اختلافِ رسوم و عادات اور ازمنہ و اوقات کے
مختلف ہے کبھی جائز کبھی حرام پہلی امتون مین جائز تھا جیسا کہ اس قصۂ حضرت آدم اور قصۂ حضرت
یوسف مین چنانچہ وہان فرمایا وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا لیکن یہہ سجدہ بھی ما بین انسانون کے
ہماری شریعت مین حرام ہے۔ لیکن[1] بعضی بدمذہبون نے سجدہ تو سجدہ بوسۂ قبر وغیرہ کو شرک لکھا۔
حالانکہ افعال پر حکمِ شرک کرنا خارجیون کا مذہب ہے اور اگر سجدۂ تحیت و تعظیم شرک ہوتا تو کسی وقت
مین کسی بھی دین مین جائز نہوتا بعضون[2] نے کہا کہ سجدہ اللہ کو تھا اور آدم علیہ السلام قبلہ تھے
لیکن یہہ قول ضعیف ہے کیونکہ اس مین آدم کی بزرگی ظاہر نہین ہوتی بلکہ یہہ سجدہ حضرت آدم ہی کو
بطور تعظیم و تکریم و احترام کے تھا غرض اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا تکبر کرنا مٹی کو مین کیسے سجدہ کرون بیان
فرمایا یہہ تو اوسکی گمراہی و ضلالت تھی علاوہ یہہ کہ وہ مضل گمراہ کرنیکو تیار ہے۔ اور جب جنت سے
62 نکالا گیا اور گلے مین لعنت کا طوق ڈالا گیا تو اب اسطرح اوسکی گفتار ہے قَالَ[3] اَرَءَيْتَكَ هٰذَا

الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ[4] ذُرِّيَّتَهٗ

[1] مولوی اسمعیل تقویت الایمان مین ۱۲ [2] تفسیر ابن کثیر ۱۲ [3] یہہ جو کہا تو اوسکی کلام کے بعد ہی نہین کہا بلکہ اوس حکم کے بعد جو ملأ اعلیٰ سے خارج ہونیکے لئے تھا اور لعنت اوسکی گلے کا ہار ہوگئی تھی چنانچہ دوسری مقامات پر اسکی تصریح ہے کیونکہ اوس لعین کے دونون کلامون کے درمیان قَالَ کا لانا آگاہ کرتا ہے کہ یہہ کلام ثانی پہلی کلام پر مبنی نہین ہے بلکہ دوسرے کلام سے اسکا اتصال ہے جسطرح اس قول خدا مین قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ کے بعد قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (ابو السعود) ۱۲

[4] لَاَحْتَنِكَنَّ عبارت ہے کسی چیز کو ہلاک کرنیسے جب ٹڈی زراعت کو پوری طور سے کہا لین تو کہتے ہین اِحْتَنَكَ الْجَرَادُ الزَّرْعَ یہان ہلاک معنوی ہے ۱۲ اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن زید رضی اللہ عنہ فی قولہ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ یقول امی

اِلَّا قَلِیۡلًا ۝ کہنے لگا دیکھہ توہی یہی ہے وہ جسکو تونے مجہپر بزرگی دی - اگر تو مجہے قیامت تک آیت ۶۲
مہلت دے تو البتہ اوسکی اولاد کو (اغواسے) ہلاک کر دونگا بجز تہوڑے لوگون کے - وہ تہوڑے
اللہ والے ہین امام قشیری فرماتے ہین کہ ذکر خدا سے جو قلب مملو اور انوار قدس سے منور ہوتا ہے - وہان
جب شیطان آتا ہے - خود ہی بیہوش ہوکر گرجاتا ہے - دوسرے شیاطین اوسکے اطراف جمع ہوکر حال
دریافت کرتے ہین تو کہا جاتا ہے کہ مَسَّہٗ اِنۡسَانٌ یعنے انسان کا سایہ ہوگیا سُبحَانَ اللہ
جیسے عام لوگ شیاطین سے ڈرتے ہین اوسیطرح شیاطین بزرگون سے ڈرتے ہین صحیحین مین ہے کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے ابن خطاب جس گلی سے
شیطان تمکو چلتا ہوا پائیگا - ہرگز وہ گلی سے نہ چلیگا بلکہ دوسری گلی سے جائیگا **کرامت**
حضرت سلطان الاولیا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی خدمت شریف مین ایک شخص حاضر ہوکر عرض
کرنے لگا کہ مین اصفہان کا ہون اور میری زوجہ کو صرع بہت ستاتی ہے - اور وہ زمین پر گرجاتی ہے
سب عزیمت و منتر والے اوس سے تہک گئے حضرت نے فرمایا کہ ایک سرکش جن سراندیب کے جنات سے ہے
اوسکا نام خانس ہے - جب تیری بیوی کو صرع ہو اور گرجائے تو اوسکے کان مین یون کہنا - یَا خَانِسُ
یَقُوۡلُ لَکَ عَبۡدُ الۡقَادِرِ رضی اللہ عنہ الۡمُقِیۡمُ بِبَغۡدَادَ لَا تَعُدۡ وَاِنۡ عُدۡتَ هَلَکۡتَ ، یعنے اے
خانس تجہے عبد القادر رضی اللہ عنہ بغداد کا رہنے والا کہتا ہے کہ نہ پلٹ اور جو پھر آئیگا ہلاک ہوجائیگا وہ آدمی
چلا گیا اور دس برس تک غائب رہکر پھر آیا پوچھنے والون نے پوچھا تو کہا کہ حضرت کا ارشاد تھا

ف بہجۃ الاسرار صفحہ ۷۲ و تکملہ شریف ۱۲

اوسی طرح مین نے کیا ابتک اوسکو صرع نہوئی ایک دوسری کرامت کے تحت مین شاہ جن کا
بیان ہے کہ آپ اپنی مکان مبارک مین تشریف رکہتے تھے جب انتہائی زمین مین سرکش جنات کو ملاحظہ
فرماتے ہین تو آپ کی ہیبت سے وہ اپنی مکانون کو بہاگ جاتے ہین - جب ابلیس گمراہ کرنے پر آمادہ
17-63 ہوا اور اپنی لئے مہلت بھی چاہی - تو اوسکو مہلت وعید کے ساتہہ اسطرح دی گئی قَالَ اذْهَبْ[۱]
فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا[۲] ○ فرمایا (اچھا) جا پھر
اونمین سے جو کوئی تیری پیروی کریگا تو تم سبکی پوری سزا جہنم ہی - جب شیطان نے مہلت طلب کی
تھی تو اللہ نے چند چیزون کا ذکر فرمایا ایک تو عطاء مہلت جسکا بیان ہوا پھر وعید سے ڈرایا کہ تو
اور ذریت آدم سے جو تیری پیروی کریگا وہ سب دوزخ مین جائینگے - اور دوسری اشیاء کو یون
بیان فرماتا ہی - وَاسْتَفْزِزْ[۳] مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ[۴] عَلَيْهِمْ
بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ

وَرَجِلِكَ سوای حفص کے سب قاری سکون جیم سے ۱۲

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا[۵] ○ اور تو اپنی آواز کے ساتہہ اونمین سے جسکو بہکا
سکتا ہی بہکا - اور اونکی ہلاکی کیلئے اپنی سوار اور پیدلونکو للکار - اور اونکی مال و اولاد مین شریک ہو -

(حاشیہ: الدر ۶/ ۹۲) (حاشیہ: الدر ۶/ ۹۶)

[۱] یہہ ذہاب نقیض مجی کا نہین اوسکی یہہ معنی کہ تجہے اس مدت تک مہلت دی گئی (کبیر) ۱۲
[۲] موفورا یہہ لفظ متعدی بھی آیا ہی اس لئے قتادہ موفرا اور لازمی بھی اس لئے مجاہد وافرا معنی کرتے ہین ۱۲
[۳] افزہ و استفزہ ای ازعجہ و استخفہ ۱۲
[۴] واجلب من الجلبۃ و الصیاح ای صح وقال الزجاج ای اجمع علیھم واحثھم
علی الاغواء - اور خیل سوارونکو کہتی ہین جیسے حدیث مین ہی یا خیل اللہ ارکبی اور گہوڑونکو بھی ۱۲
[۵] غرور کے اصل معنی خطا کو زینت دیکے بصورت ثواب ظاہر کرنا ۱۲

اور اون سے وعدے کر۔ اور شیطان تو محض فریب کے وعدے کیا کرتا ہے۔ حضرت[1] ابن عباس
رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ جو شے کہ گناہ کی جانب بلائے (وسوسہ۔ گانا بجانا جو لہو و لعب ہو۔
فلاسفہ کی جعلی تقریرین۔ نیچرونکی جھوٹی تاویلین۔ دہریہ کے خرافات۔ ملحدون کے ہذیانات
غرض جو مخالف شریعت ہو) وہ ابلیس کی آواز ہے اور جو سوار و پیدل کہ خدا کی معصیت مین
چلاوہ شیطانی لشکر ہے اور جو مال و اولاد کہ خدا کی معصیت مین ہو او سمین بھی شرکت شیطانی ہے
یعنی مال کو بیاج و رشوت و ظلم سے حاصل کرنا یا حرام مین خرچنا اور اسراف کرنا غرض کہ جو تصرف
مخالف شرع ہو خواہ بے حق لیوے یا بے محل خرچے۔ اور اولاد کو ناجائز طور سے حاصل کرنا یا مار ڈالنا
غرض اولاد کے مقدمہ مین جو کچھہ نافرمانی خدا ہو اون سب مین شرکت شیطانی ہے صحیحین مین ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنی بیوی کے پاس آنا چاہے تو یون کہے
بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا[2] پھر اگر اب اولاد
ہو گی تو شیطان اوسکو ضرر نہ دیگا قتادہ فرماتے ہین کہ سوار و پیدل جنات و انسان سے ہین جو
ابلیس کی اطاعت کرتے ہین۔ اور اوسکے وعدے یہہ ہین کہ شیطان اعتقاد باطل اور خراب عمل کی
طرف ترغیب دلاتا اور وسوسہ ڈالتا ہے کہ اسکے کرنے مین کوئی ضرر نہین بلکہ دنیا مین ہی سے چند روز
گذریگی۔ پھر جو شیطان کا پورا غلام بنا تو دوزخ و جنت۔ عذاب و ثواب سے انکار کرنے لگا
بلکہ قیامت اور دوسری زندگی کا منکر ہوا۔ پورا کافر بنا۔ اسی سبب سے اللہ نے اوسکے وعدون سے ڈرایا

[1] ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم (در) [2] شروع اللہ کے نام سے یا اللہ دور رکھہ ہمسے شیطان کو
اور جو کچھہ ہمکو عنایت فرمائے اوس سے بھی شیطان کو دور رکھہ ۱۲

ان عبادی جب کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو تجھ سے ہوسکتا ہی کر۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے
آیت ۶۵ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ط وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ٥ بیشک جو میری بندی ہین دی
اونپر تیری (دیکھہ، حکومت نہین ورداری) تمہارا رب کارساز بس ہے۔ یعنی اگرچہ
شیطان کو اسقدر قدرت دی گئی ہی لیکن اللہ کی قدرت سب سے زیادہ ہی اور اپنے
بندون پر سب سے بڑہکر مہربان ہی۔ شیطان کے مکر و فریب سے بھی وہی بچائیگا جب
فرمایا کہ مین وکیل و کارساز ہون میرے سوا کوئی کام بنانیوالا نہین اس لئے اپنے
ایسے افعال جو اوس کارسازی پر دلالت کرنے مین بیان فرماتا ہی۔ رَبُّكُمُ الَّذِیْ
آیت ۶۶ يُزْجِيْ[1] لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ٥ تمہارا
رب وہ ہی جو تمہاری کشتیان دریا مین چلاتا ہی تاکہ تم اوسکے فضل سے دمنافع دنیا
دہونڈو مقرر وہ تمپر بڑا مہربان ہی دریا مین سے پار اوتار دینا یہہ پہلی نعمت ہی اور
دوسری نعمت کو اسطرح بیان فرماتا ہی وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ
آیت ۶۷ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ج فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ط وَكَانَ
الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ٥ اور جب دریا مین تمکو تکلیف پہونچتی ہی تو جنکو تم پکارتے ہو

[1] اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ یزجی قال یجری
وعن عطاء یسیرها فی البحر واخرج ابن ابی حاتم عن عطاء الفلک السفن (درمنثور)
الازجاء سوق الشیٔ حالا بعد حال (کبیر)

وہ گم ہو جاتی ہین مگر وہی (اللہ) پھر جس وقت وہ تمکو خشکی کی طرف بچا لاتا ہی تو تم منھ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہی کافر اپنی بتون کو شریک خدا سمجھکر پکارتے تھے اور اونکو مستقل جانتے تھے لیکن مسلمان انبیا اور اولیا کو مظہر عون خدا سمجھکر پکارتے ہین اونکا توسل چاہتی ہین محبوب کا پکارنے والا کامیاب ہوتا ہی مردود کی طرف متوجہ ہونیوالا خراب ہوتا ہی۔ اللہ تعالی نے ہم گنہگارون کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانیکا حکم فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ قرآن مین آیا۔ انکی بیعت وطاعت خدا کی بیعت عبادت مین انکی شفاعت مقبول جو دوست دشمن مین فرق نکرے وہ مردود۔ مولانا روم فرماتے

کان عاے شیخ نی چون ہر دعاست		فانی است گفت او گفت خداست

اور تیسری نعمت کو اسطرح بیان فرماتا ہی۔ اَفَاَمِنْتُمْ[1] اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا[2] ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۙ کیا تم نڈر ہو گئی اس بات سے کہ تمکو خشکی کے کنارے مین دہنسا دے یا تمپر آندھی پتھر برسانیوالی بہیجدے تو پھر تم اپنے لیے کوئی کارساز نہ پاؤگے غرض یہہ کہ پہلی آیت مین بیان فرمایا کہ وہ دریائی آفتون سے ڈرتے تھے

نَخْسِفَ نُرْسِلَ ان دو نون کلمو کو ابن کثیر و ابو عمرو نون متکلم سے پڑہتے ہین۔ ۶۸

[1] اَفَاَمِنْتُمْ ہمزہ انکار کے لئے ہے اور فا سے عطف محذوف پر ہے اور اوسکی تقدیر یون ہے اَنَجَوْتُمْ فَاَمِنْتُمْ مِنْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ [2] اخرج ابن المنذر عن ابن عباس حاصبا قال مطر الحجارة حصب کے معنے رمی یعنی پھینکنے کے ہین اور حاصبا یعنے ایسا عذاب جو اونپر پتھر برسائے اور اوس آندہی کو بھی کہتے ہین جو مٹی اور پتھر برسائے اور اوس ابر کو بھی جس سے برف اور اولے برسین (کبیر)

جب دریا ہی سی نجات ملی تو بیفکر ہوگئے تو فرمایا فرض کرو تمکو آفاتِ بحری سے نجات ملی
لیکن خشکی کی آفتون سے تم کیسے بیخوف ہو سکتے ہو اللہ تعالیٰ قادر ہی کہ چاہی تو تجھی سے آفت لا
کہ تم زمین میں دھنسا دیے جاؤ یا اوپر سی عذاب آگے کہ پتھر یا برف اولے برس جائین تو چاہیے کہ
جسطرح تم دریا مین اوسکی طرف متوجہ رہتی ہو ہر حال مین اوسی کی جانب متوجہ رہو جب
خشکی کی آفات سے ڈرایا تو اب فرماتا ہی کیا تمہاری دل مین زبردست ارادہ پیدا کرکے پھر
دریا کی طرف تمکو لیجانا نہین ہو سکتا ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی - اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَکُمْ 17
فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰی فَیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَکُمْ بِمَا کَفَرْتُمْ
ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا ۝ کیا تم اس بات سے بیخوف ہو گئی کہ پھر دوبارہ
تمکو اوسی (دریا) مین لیجا کر ہیر ہوا کا سخت (طوفان) بھیجدے پھر تمکو تمہاری ناشکری کی بدولت
پھر تم اپنی طرف سے ہمپر اوسکا کوئی دعوی کرنیوالا نہ پاؤگے یعنی ہمسے کوئی بدلا نہین لیسکتا
اب ایک اور نعمت جو بہت اعلی ہی اور انسان کو عنایت ہوئی ہی اسطرح بیان فرماتا ہے
وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ 1
وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۝ اور البتہ ہمنے اولاد آدم کو عزت
دی اور اونکو خشکی اور دریا مین سواری پر چڑھایا اور پاکیزہ چیزون سے اونکو روزی دی

ؔ خرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس قاصفا من الریح قال التی تغرق وعنه تبیعا قال نصیرا وقال
قتادہ لا یتبعنا احد بشئ من ذلک (درمنثور) قاصف توڑنے والا یہ بیان وہ ہوا مراد ہی جو کشتی کو توڑ ہو ڈالے اور غرق

یعنی تابع ہیں (کبیر) ؔ تمام مخلوق اور ملائکہ پر اس سے فضیلت بہت ہوئی کیونکہ اکثر بجای کل کے استعمال پایا ہی جیسے دس قول میں ہل انبئکم
علی من تنزل ... بعد ... بعض

اور اپنی پیدا کی ہوئی بہت سی خلقت پر اونکو بڑی بزرگی دی یعنی علم و عقل مین نطق و خط مین صورت و سیرت مین قد و قامت تمامی اوصاف مین انسان کو مخلوقات پر عزت دی حضرت[1] رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ فرشتون نے عرض کی کہ ای پروردگار تونے بنی آدم کو دنیا دی کہ وہ کہاتے پیتے بیٹہتے ہین اور ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہین نہ کہاتے نہ پیتے نہ غافل ہوتے تو نے جسطرح اونکو دنیا دی ہمکو آخرت دی فرمایا کہ جسکو مین نے اپنی ہاتہہ سے پیدا کیا اوسکی نیک ذریت کو اونکی برابر نکرونگا کہ جسکو مین نے کُن کہا تو ہو گئے عقیدہ رسل ملائکہ سے رسل بشر افضل ہین اور عام ملائکہ سے عام بشر افضل ہین اور رسل ملائکہ عام بشر سے افضل ہین۔ عام بشر سے مراد اولیا و اتقیا ہین نہ فسقہ حکایت[2] ہارون رشید کے سامنے جب کہانا لایا گیا تو چمچے طلب کیے قاضی ابو یوسف نے اوس سے فرمایا کہ تمہاری دادا ابن[3] عباس رضی اللہ عنہما وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کی تفسیر یون بیان کرتے ہین کہ ہمنے اونکو انگلیان دین جس سے وہ کہاتے ہین، پھر اوس نے چمچے واپس کرکے ہاتہہ سے کہانا کہایا افسوس کہ اب بھی بعض متبعین نصاری اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال چہوڑ آپکے طریقے سے منہہ موڑ بہت سی باتون مین دنیا کیلئے نصاری کے تابع ہو رہے ہین

مبادا دل آن فرومایہ شاد	کہ از بہر دنیا دہد دین بہ باد

روایت[4] ہے کہ جو شخص گرفتار بلا کو دیکہکر یہہ دعا پڑہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ

[1] طبرانی و بیہقی وغیرہما در ر، [2] سراج المنیر [3] ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان من طرق در ر، [4] ترمذی ابن ماجہ و طبرانی حصن حصین ۱۲

بِمَآ اٰبۡتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقَ تَفۡضِیۡلًا تو وہ اوسکو نہ پہونچی جب
دنیا کے انعامات جو اونپر ہین بیان ہوچکی اب احوال درجات آخرت کی شرح فرماتا ہے

7-71 یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ[1] فَمَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیۡنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقۡرَءُوۡنَ
کِتٰبَهُمۡ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا[2] ۝ جس دن کہ ہم ہر فرقہ کو اسکے امام کے ساتھہ بلاینگے
پھر جسکا اعمالنامہ اوسکے سیدہی ہاتہہ مین دیا جائیگا پس وہ لوگ اپنا اعمالنامہ پڑہینگے
اور تاگی برابر ظلم نہ کئے جاینگے امام لغت مین اوسکو کہتے ہین کہ ایک قوم جسکی پیروی کرے
خواہ ہدایت مین ہو یا گمراہی مین - پس نبی امت کا امام ہی اور دوسرے مقتدا بھی امام ہین تو
اسی سبب سے کبھی یا امۃ موسی دیا امۃ عیسٰی اور یا امۃ فرعون کہہ کے
بلائے جاینگے اور کبھی خاص پیشوا کے لحاظ سی یا حنفی یا حنبلی یا طریقہ کے لحاظ سے
یا قادری و یا چشتی و یا نقشبندی وغیرہ ذلک غرض اپنے اپنے پیشوا کی طرف منسوب
کرکے پکارے جاینگے - اور اُنہین کے ساتھہ وہ آئینگے پھر نامۂ اعمال کا حال بیان فرمایا کہ
جنکو اعمال نامہ داہنی ہاتہہ مین دیا جائیگا وہ اپنا اعمال نامہ خوشی سی پڑھینگے بلکہ دوسرونکو
بھی دینگے کہ لو پڑھو - دیکھو چنانچہ هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا کِتٰبِیَهۡ سے ثابت ہے خدا ہمکو اور
ہماری سب دوستون کو انہین لوگون مین کرے - اور بیچارے بائین طرف والے جب اپنے

[1] با رحال کے لئے ہے تقدیر یون ہے مختلطین [2] فتیل وہ چھلکا جو کھجور کی گٹھلی کے درمیان ہوتا ہے
یہہ مثال تھوڑی سی شئے کے لئے دی جاتی ہے -

اعمال نامہ مین بڑی بڑے گناہ دیکھینگے گھبرائینگے کو پڑھینکو پڑھینگے لیکن وہ پڑہنے مین محسوب ہنین ۔ پھر فرمایا کہ کسی پر ظلم نہو گا بلکہ جیسی کرنی ویسی بھرنی ہوگی اس لئے اب ارشاد ہوتا ہی ۔ وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ اور جو کوئی اس دنیا مین اندہا ہی تو آخرت مین بھی اندھا ہی اور بہت راستہ بھولا دنیا مین دل کا اندھا ہونا آخرت مین نابینا ہونیکا سبب ہے ۔ کافر جنت کی راہ بھولیگا گنہگار نیکبختون کے ثواب و مقام سی محروم و نابینا اور صالح مقربون کے درجہ سے دور رہیگا لیکن اگر سچا سالک ریاضتین کر رہا تھا اور موتِ اختیاری یعنے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مقام حاصل ہونیکے پہلے ہی اوسکو موتِ اضطراری آگئی تو اوس کو واصلون کا ثواب ملیگا چنانچہ ارشاد خداوند تعالیٰ ہی ۔ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِکْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ یعنے جو شخص اپنا گھر چھوڑ اللہ و رسول کی طرف چلا اور پھر اوسکو موت آئی تو اوس کا اجر اللہ پر ثابت ہوگیا ۔ اور حدیث مین ہے اگر کوئی شخص قرآن سیکھتے سیکھتے مرجائے تو اوسکی قبر مین اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہی کہ وہ اوسکو پڑھاتا ہی ۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر سالک کو بعد موت کے ترقی ہنین ۔ اب ہر عامل کو چاہئے کہ دنیا ہی مین بصیرت اور نورِ معرفتِ الٰہی حاصل کرے اور اون لوگون مین سے ہوجائے جو ہر جگہ

مشاہدۂ محبوبِ حقیقی کرتے ہین جب آیاتِ گذشتہ مین اقسامِ نعمت جو مخلوقات
ہین بیان فرمایا پھر درجاتِ خلق جو آخرت مین ہونگے اور احوالِ سعداء کی شرح ہو چکی
تواب گویا مکرو تلبیسِ اربابِ ضلال سے بچنے کے لئی اسطرح ارشاد ہوتا ہی۔ وَ اِنْ[1]
كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَ
اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ اور بیشک (ای نبی) وہ قریب تھے کہ تمکو بہکاوین
اوس چیز سے کہ جو ہمنے تمہاری طرف وحی کی تاکہ اوسکے سوا ہمپر کچھہ جھوٹ باندہلین اور
اوسوقت تمکو اپنا سچا دوست بنا لیتے۔ اس آیت کی شان نزول مین مفسرین
مختلف ہین غرض کافرونے اپنی بعضی خواہشاتکی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو بلایا تو آپنے سکوت فرمایا تو یہہ آیت اتری جب کافرونکی دہوکادہی کا
ذکر ہوا اب اپنی عصمت جو حضرت کے شامل حال ہے اسطرح بیان فرماتا ہی وَلَوْلَآ[2]
17-74 اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ
17-75 ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ[3] ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝
اور اگر ہم تمکو ثابت قدم نہ رکہے ہوتے تو البتہ قریب تہا کہ کسیقدر اونکی طرف جہک جاتے

[1] ان مخففہ سے منقلبہ ہے اور لام سے ثابت ہوگیا کہ وہ نافیہ نہین [2] لولا امتناع شے بسبب ثبوت غیرہ کا فائدہ دیتا ہی یہان بھی وہی معنی ہین کہ اگر اللہ کی عصمت نہ حاصل ہوتی تو آپ اونکی طرف میل فرماتے چونکہ تثبیت حاصل ہے تو میلان منتفی ہوا [3] ضعف الممات سے مراد عذاب قبر ہے اخرج البیہقی عن عطاء

اوسوقت البتہ ہم تمکو زندگی اور موت مین دونا مزہ چکھاتے پھر تم ہمارے مقابلہ مین
کیسکو مددگار نہ پاتے یعنی اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بسبب عصمت کے حق پر قائم
رکھا باوجودیکہ کافرونسے بڑی مکاریونسے آپکو بلایا مگر آپنے توجہ تک کی اور میل تک
نہ فرمایا۔ ابنِ عطا فرماتے ہین کہ دوسرے انبیا علیہم السلام کو بعد زلات ولغزشون کے
عتاب فرمایا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلِ لغزش ہی آگاہ فرمادیا تا شرائط
محبت پوری طور سے ادا ہون اور وہ ثبوت واستقامت دی کہ جو واصل الی اللہ
ہوتے ہین اسی ذاتِ مکرم کے واسطے سے ہوتے ہین حضرت[1] غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین۔ هُوَ الْحَاكِمُ بَيْنَ الْأَرْوَاحِ۔ اَلْمُرَبِّي لِلْمُرِيْدِيْنَ جِهْبَذُ الْمُرَادِيْنَ
قَسَّامُ الْأَحْوَالِ وَالْمَقَامَاتِ بَيْنَهُمْ لِأَنَّ الْحَقَّ عَزَّوَجَلَّ فَوَّضَ ذَالِكَ
إِلَيْهِ جَعَلَهُ أَمِيْرَ الْكُلِّ۔ اَلْخِلَعُ إِذَا خَرَجَتْ مِنْ عِنْدِ الْمَلِكِ
لِلْجُنْدِ إِنَّمَا تُقْسَمُ عَلٰى يَدِ أَمِيْرِهِمْ۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ارواح کے حاکم ہین۔ مریدونکے پالنے والے مرادونکے پرکھنے والے احوال ومقامات
اونمین تقسیم فرمانے والے ہین اللہ نے آپکو کل کا امیر بنایا قاعدہ ہے، جب خلعتین بادشاہ کے
پاس سے لشکر کو تقسیم ہونی ہین تو اونکے امیر کے ہاتھ سے تقسیم ہوتی ہین انتہی روایت[2]
ہے کہ جب اھلِ مکہ نے ارادہ کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مکے سے

[1] مجلس ۴۴ فتح ربانی [2] عبدالرزاق وابن جریر وغیرہما عن قتادہ (در)

نکالین پھر آخر وہی کر گذرے پھر تہوڑے دن نہین ٹہیرے کہ اللہ تعالی نے اون کو
بدرمین ہلاک فرمایا۔ اور اللہ کی عادت رسولونمین اسیطرح جاری رہی یعنی جب کسی
مقام سے وہ نبی کو نکالتے ہین تو پھر اونکو بھی وہان امن نصیب نہین ہوتا۔ آیت آیندہ کا
صحیح شان نزول یہی ہے جسطرح کہ ارشاد ہوتا ہے وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَسۡتَفِزُّوۡنَكَ مِنَ الۡاَرۡضِ
لِيُخۡرِجُوۡكَ مِنۡهَا وَاِذًا لَّا يَلۡبَثُوۡنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۞ سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ
اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ۞ اور تحقیق کہ یہہ لوگ
زمین سے تمہاری طبیعت خواستہ کر ہی چلے تھے تاکہ وہان سے تمکو نکالین اور جب تو تمہارے
بعد وہ بھی کم ٹہرتے۔ ہمنے تم سے پہلے جن نبیون کو بھیجا ہے انکا دستور (ٹہیرا ہوا ہے)
اور ہمارے (ٹہیرائے ہوے) دستور مین تفاوت نہ پاؤگے۔ جب الٰہیات و معاد و نبوت کا
ثبوت فرماچکا۔ اب بعد ایمان اشرف طاعت جو نماز ہے اوسکا اسطرح حکم فرماتا ہے
اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ[1] الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ[2] الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ
قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ۞ آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندہیرے تک نماز
قایم کرو۔ اور فجر کا قران پڑھنا (مراد نماز[3] صبح) بیشک فجر کے پڑھنے مین مجمع ہوتا ہے۔

[1] اخرج سعید بن منصور وابن جریر عن ابن عباس قال دلوکھا زوالھا [2] اخرج ابن المنذر عن ابن عباس قال غسق اللیل اجتماع اللیل وظلمتہ [3] اخرج ابن جریر ابن عباس فی قولہ وقران الفجر قال صلواۃ الصبح (درمنثور) ۱۲

خلفك
نافع ابن کثیر ابو عمرو فتح خا سکون لام بے الف کے

دلوک کے معنی زوال کے ہین یا غروب کے لیکن زوال کے قائلین بہت ہین تو اس تفسیر پر
اس آیت مین پانچون نمازین جمع ہین۔ آفتاب کے ڈھلے بعد ظہر و عصر ہے۔ رات کے
اندہیری مین مغرب و عشا ہے۔ قرانِ فجر صبح کی نماز ہے اور مجمع سے مراد فرشتون کا مجمع ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1] نے فرمایا کہ صبح کی نماز مین رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے
ہین عبداللہ[2] بن مسعود فرماتے ہین کہ رات کے نگہبان فرشتے ابھی اوپر طلوع نہین کرتے کہ دن کے
فرشتے چوکیدار اوترآتے ہین تو صبح کی نماز مین اون دونون کا مجمع و اتفاق ہوجاتا ہی[3] پھر
اللہ تعالی اون سے پوچھتا ہے حالانکہ اوسکو خوب معلوم ہے کہ تم میرے بندونکو کس حال مین چھوڑ کر
آئے عرض کرتے ہین کہ جب ہم اون کے پاس گئے تھے تو وہ نماز پڑہ رہے تھے اور جب ہم اون کو
چھوڑ آئے ہین تو اوسوقت بھی وہ نماز پڑہ رہے تھے۔ جب پانچ نمازون کا اشارۃً حکم فرمایا
اب رات کی نماز کا اسطرح حکم فرماتا ہی وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ[4] نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى[5]
اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ اور (ای پیغمبر) کچھہ رات اوس

بیان تہجد — آیت ۷۹

---

[1] بخاری و مسلم و امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم [2] ابن جریر و ابن منذر و طبرانی (درمنثور) ۱۲
[3] یہہ مضمون صحیحین مین بھی ہے [4] بہٖ کی ضمیر قران کی طرف ہے اوس سے مراد نماز ہے جو قران کو شامل ہے۔ اور ہجود لغت مین
نوم کو کہتے ہین اور تہجد کے معنے ترک نوم کے ہین جیسے تاثم ترک اثم ہے۔ جوہری وغیرہ نے کہا کہ یہہ اضداد سے ہی یعنے تہجد کے معنی جاگنے
کے بھی ہین اور سونے کے بھی صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ سونے کے معنے اسطرح ہوسکتے ہین کہ تہجد پڑہکے سو جا تو وہ بھی سوناہی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو متعدد مرتبہ رات مین اوٹھنا اور سونا ہوتا تھا۔ اور ایک معنی یہ بھی ہین کہ یہان جو جاگ لیگا وہ قبر مین آرام سے سو جاویگا
بخاری مین ہے کہ مومن کو قبر مین فرشتے کہینگے کہ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ جسطرح دولہ سوتا ہے اوسطرح سو جا۔ ۱۲
[5] مفسرون نے اتفاق کیا کہ کلمہ عسی اللہ کی جانب سے واجب کے معنے مین ہے اہل معنی نے کہا کہ لفظ عسی طمع دلانے کیلیے ہے اور؛
؛ جس کسی نے کسی کو ایک شئے کی طمع دلاکر پھر اوس سے محروم کیا تو یہہ عار و ننگ ہی اور اللہ تعالی کا وہ کرم نہین کہ

(قرآن کی قرأت) کے لئے بیدار رہو (تہجد پڑہو) جو تمہارے لئے زائد ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمکو مقام محمود مین کھڑا کریگا۔ نَافِلَةً لَّكَ کے یہہ معنی ہین کہ پانچ فرضون کے سوا خاص آپکے لئے یہ فرض زائد ہے یعنے تہجد یا یہہ معنی[1] کہ غیرون کے نوافل اونکے صغایر گناہ کے لئے کفارہ ہوتے ہین یا نقصانِ فرائض کا جبر ہوتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ عبادات مین خلل نہ گناہ کا دخل جو طاعت ہے وہ موجبِ زیاداتِ رجات و کثرتِ حسنات ہے اسی سبب سے آپکے لئے نافلہ یعنے زائدہ ہے یہہ دو قول ہین کہ تہجد حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فرض تھی یا نفل اوسی بنا پر ہمارے حق مین بھی تہجد سنت یا مستحب ٹہیریگی یعنے اگر حضرت پر فرض تھی تو ہمارے لئے مستحب ہوگی کیونکہ دلائلِ قولی استحباب کا فائدہ دیتے ہین اور مواظبت فعلِ تطوع پر نہوئی جو ہمارے لئے سنت ہو بلکہ فرض پر مواظبت ہے اور جو حضرت کیلئے تطوع ہوگی تو ہمارے لئے سنت ہوگی۔ اور اکثرون[2] نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھی تہجد نفل تھی نہ فرض لیکن حضرت اوسکو کبھی ترک نہ فرماتے نہ حضر مین نہ سفر مین اگر کبھی بسبب بیماری وغیرہ کے قیام شب نہوتا تو دن مین زوال سے پہلے بارہ رکعت اوسکے عوض ادا فرماتے۔ حضرت[3] بی بی عائشہ فرماتی ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائِ شب آرام فرماتے اور آخر مین بیدار رہتے پھر اگر کوئی حاجت اہل سے ہوتی پوری فرماتے پھر آرام فرماتے الخ صحیح مسلم مین مرفوعاً ہے اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ یعنے فرض نماز کے بعد بہترین نماز رات کی نماز ہے اور

[1] طبرانی ابن ابی حاتم عن مجاہد باسناد حسن درمنثور [2] فتح القدیر و مواہب اللدنیہ ۱۲
[3] بخاری و مسلم ۱۲

طبرانی مین بھی ہے کہ رات مین نماز ضرور ہے اگرچہ بکری کے دودہ دوہنے کے مقدار ہو حضرت[1]
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے شب بیداری مین یعنے نماز مین دس آیتون کو پڑہ لیا وہ غافلون مین
نہ لکھا جائیگا۔ اور جسنے سو آیتین پڑھین وہ قانتین یعنی طاعت پر مواظبت کرنیوالون مین
لکھا جائیگا۔ اور جسنے ہزار آیتین پڑھین وہ مقنطرین یعنے بڑی اجر حاصل کرنیوالون مین لکھا جائیگا۔
جاننا چاہئے[2] کہ جو نماز بعد عشا کے ہے وہ صلوٰۃ لیل ہے اور وہ تہجد سی عام ہے کیونکہ تہجد نیند کو تکلف سے
دور کرنا ہے اقل تہجد دو رکعت اور متوسط چار اکثر آٹھ[3] تہجد کی عادت کرکے پھر بے عذر چھوڑ
دینا مکروہ ہے صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر کو فرمایا کہ اے عبداللہ
فلان شخص کے جیسا نہو جا کہ وہ رات کو اُٹھتا تھا پھر چھوڑ دیا۔ اور یہ بھی صحیحین مین ہے کہ آپ نے
فرمایا اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہَا اللہ تعالی کے پاس بڑا محبوب فعل وہی ہے
جو ہمیشہ ہو۔ حضرت[4] ام المومنین بی بی عایشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسقدر رات کو کہڑے رہتے کہ قدوم مبارک آپکے ورم کرجاتے ایک روایت مین ہے کہ شق ہوجاتے
مین نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالی نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہونکو بخشدیا ہے پھر آپ کیون
اسقدر محنت اوٹھاتے ہین تو فرمایا اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ یعنے کیا مین اوسکا
شکر نکرون جسنے دارین کی نعمتین عنایت کین۔ پھر فرماتی ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] ابو داؤد [2] رد المحتار [3] دس اور بارہ رکعت بھی بعضی روایتون مین آئی ہین ۱۲ [4] بخاری و مسلم ۱۲

عمر شریف بڑھی اور جسامتِ مبارک زیادہ ہوئی تو بیٹھ کے نماز ادا فرماتے اور جب
رکوع کرنا ہوتا تو کھڑی ہو کر تیس یا چالیس آیتیں تلاوت فرما کر رکوع فرماتے۔ اس حدیث کو
غور سے پڑھو تو معلوم ہو جائیگا کہ باوجود بدنِ مبارک کو تکلیف پہونچنے کے آپنے عبادت کو
ترک نفرمایا حالانکہ آپ معصوم اور آپکو انجامِ کار معلوم تھا ہم عاصی مستحق نار ہین ہمکو کیا کچھہ
کرنا چاہئے اگر ہو سکے تو مرنیکے آگی مرنا چاہئے مگر اسکا بھی خیال رہی کہ جب عبادت سے رنج و ملال
حاصل ہووے تو اوسمین زیادتی نکری لیکن عبادت کم ہوتے ہوتے سب ہی نچھوٹ جاے خصوص
بڑھاپے مین اِس لئے نفس و شیطان کے وسوسے سی بچنا بھی ضرور ہی چنانچہ صالحین کی ایک جماعت
ایسی تھی کہ وہ ساری رات قیام کرتی تھی۔ اور قوت القلوب مین چالیس تابعین سے نقل کیگئی
ہی کہ وہ صبح کی نماز عشا وضو سے پڑھتے تھے۔ اونکا نام و نسب بھی شیخ ابو طالب مکی نے اوسی
کتاب مین بتلایا ہی۔ اب اِس آیت مین بعد حکم تہجد مقام محمود کا وعدہ فرمایا ہے اے طالبانِ شفاعت و اے دادرسی الستبگان
شہنشاہِ رسالت یہہ خوش ہونیکا مقام ہی کہ مقام محمود ہمارے نبی کیلئے ہی جو شِہ انام ہی یعنی

لہ امام احمد روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وتر کے دو رکعت نماز بیٹھہ کے ادا فرماتے اور اوسمین
اذا زلزلت اور کافرون قرائت فرماتے امام مالک سے ان دونون رکعتون کا انکار ثابت ہے علامہ نووی
شرح مہذب مین بھی منکر ہین۔ امام احمد فرماتے ہین نہ انکار می کنیم نہ اِنکار می کنیم۔ اور سچ پوچھو تو حضرت کا ان دو رکعت
کبھی کبھی بیٹھہ کے ادا فرمانا اشارہ ہی طرف جواز نماز کے جو بعد وتر کے ہو اور جواز نفل طرف جو بیٹھہ کر ہو اور غلطی پر ہین
وہ لوگ جو اسکو وتر کے بعد کی سنتین سمجھتے ہین (مواہب معہ شرح) فقیر کہتا ہی کہ تشفیع الوتر بھی اوسکا نام رکھنا غلط ہی اور
وتر جو محبوب خدا ہی اوسکو جفت کرنا کیا معنے ہان قوت القلوب مین اسقدر دیکھنے مین آیا کہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھہ کے پڑھے
تا وہ وتر کو شفع کر دین کیونکہ بیٹھہ کے دو رکعت ایک رکعت کے ثواب مین ہو جاتنگے پھر تہجد پڑھکے اب دوبارہ وتر پڑھے تا ختم وتر پر ہی
لیکن حنفی مذہب مین ایک رات مین دو وتر جائز نہین تو تشفیع الوتر کیلئے جائز ہوگا۔ صرف تہجد پڑھ لے۔ ۱۲

جب آپ اوس مقام پر جلوہ گر ہونگے - تو آپ اللہ کے حامد اور آپ کی حمد و ثنا مین مصروف
تمام اھل محشر ہونگے مفسرون[1] نے اتفاق کیا کہ یہہ مقام مقام شفاعت ہے - اور حدیثون سے بھی
بھی ثابت ہے چنانچہ بخاری[2] وغیرہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مقام محمود کے متعلق سوال کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ وہ شفاعت ہے - اور ابو[3] ھریرہ سے
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
سے سوال کیا گیا تو آپنے فرمایا هُوَ الْمَقَامُ الَّذِیْ اَشْفَعُ فِیْهِ لِاُمَّتِیْ یعنی یہہ وہ مقام ہے
جسمین مین اپنی امت کیلئے شفاعت کرونگا - اسی قسم کی اور بہت سی صحیح احادیث و آثار ہین جس سے
مقام محمود مقام شفاعت ھی ثابت ہوتا ھے اور مقدمۂ شفاعت یہہ ہوگا کہ آپ عرش حق پر
بٹھلائے جاینگے عَنْ[4] ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ یُقْعِدُ اللّٰهُ تَعَالٰی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ

[1] واحدی نے کہا کہ مفسرون نے اتفاق کیا کہ مقام محمود مقام شفاعت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آیت کی تفسیر فرمائی کہ یہ وہی مقام ھے کہ مین جس جا میری امت کی شفاعت کرونگا - علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ لفظ آیت سے معنی شفاعت نکلتے مین کیونکہ آدمی محمود اوسوقت ہوگا کہ جب کوئی اوسکی حمد کرے اور حمد انعام ہی پر ہوتی ھے تو اس مقام محمود مین حضرت کا تشریف لاکر لوگون پر انعام و احسان کرنا ضرور ہوا تاکہ اوس انعام و اکرام سے لوگ آپکی حمد کرین اور عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اس بات پر دال ھے کہ زمانہ آیندہ مین اوس مقام پر آپکی بے نہایت حمد ہوگی جو درجۂ کمال پر ہوا اور یہ بھی معلوم ھے کہ آدمی کی حمد و تعریف جو عذاب تکلیف دور کروانے مین ہوگی وہ زیادت ثواب مین سعی کرنوالے سے بڑھی ہوئی ہوگی - کیونکہ انسان دفع درد و آلام مین بہت محتاج بہ نسبت حصول زیادتی منافع کے ھے جسکے تحصیل کی حاجت نہین جب یہ ثابت ہوگیا تو لازم ہوا کہ اس آیت مذکورہ مین شفاعت دفع عذاب کے لئے ہوگی جیسا کہ مذھب اہل سنت ہے - اور احادیث صحیحہ بھی اسی معنی کو ثابت کرتی ہین الخ [2] ابو ھریرہ سے بھی اسیطرح مروی ہے جسکو امام احمد اور بیہقی روایت کرتے ہین قاضی عیاض نے شفا مین فرمایا کہ مذھب سلف یہی ہے صحابہ اور تابعین اور عامۂ مسلمین اسپر متفق ہین کہ مقام محمود شفاعت ہے اور بہت سے آثار و احادیث نقل فرمائی ہین من شاء فلیرجع الیہ - [3] اخرج الامام احمد والترمذی وحسنہ وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل [4] رواہ الثعلبی اور یہ حدیث حکم مین مرفوع کے ھے کیونکہ اس مین رائے کو دخل نہین اور ابن مسعود

: اھل کتاب سے لینے والے بھی نہین ہین (زرقانی)

والہٖ وسلّم علی العرشِ وعنْ[۱] مجاھدٍ انّہٗ قالَ یُجلسُہٗ معَہٗ علی العرشِ یعنے
اللہ تعالیٰ آپکو اپنے ساتھ عرش پر بٹھلاویگا یہہ معیت تشریفی ہے وہ مرتبۂ عظیم مراد ہے کہ جو کسی
مخلوق کو نہ حاصل ہوگا اور معیت کا توبہت ہی جا استعمال ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے بھی کہا تھا
اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ ۔ اور یہہ جلوسِ حق بلا کیف ہے جیسے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ہے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عرش پر بٹھلانیسے کچھ آپ مین صفتِ ربوبیت ثابت نہین
ہوسکتی بلکہ جیسے پادشاہ اپنے بعضے مقربون کو اپنے تخت پر بیٹھنے کا حکم فرماتا ہے تو اس سے کچھ اوسکو
صفتِ شاہی ثابت نہین ہوجاتی اور نہ وہ صفتِ عبودیت سے نکل جاتا ہے بلکہ اس سے اوسکی رفعِ
منزلت اور دوسرون پر اسکی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۔ وعنْ[۲] ابنِ عباسٍ عندَ
ابی الشیخ قالَ انّ محمّدًا یومَ القیٰمۃِ یجلسُ علی کرسیِّ الرّبِّ بینَ
یدیِ الرّبِّ ۔ علما کہتے ہین کہ یہہ عرش پر بٹھلانا علامتِ اذنِ شفاعت ہے حضرت قاضی
عیاض اور علامۂ نووی وغیرہما فرماتے ہین کہ شفاعت پانچ قسم پر ہوگی پہلی عرصاتِ قیامت

[۱] اخرج ابن جریر (در) واخرج عنہ عبد بن حمید وغیرہ وغیرہ (زرقانی) شیخ الاسلام ابوالفضل عسقلانی نے کہا
کہ قول مجاہد از روی عقل ونقل ثابت ہے اگر اوس قول کو اوسکے لائق حمل کرین یعنی معیتِ تشریف مراد لین ۔ نقاش نے
ابوداؤد صاحبِ سنن سے نقل کی کہ انہون نے فرمایا کہ جو اس قول کا انکار کرے وہ متہم ہے یعنے اوسکو معرفت نہین ہے
ثابت کو اپنی عقل ناقص سے رد کرتا ہے (مواہب اللدنیہ) ۱۲

[۲] مواہب اللدنیہ اور شارح علامۂ زرقانی نے فرمایا کہ دو صحابی اور ایک تابعی سے جب
یہہ قول ثابت ہوگیا تو پھر اسکا انکار طالبِ علم بھی نہین کر سکتا ہے تو پھر عالم سے تو
بہت ہی بعید ہے ۔ ۱۲

ہین جو لوگ کھڑی ہین اونسے تکلیف رنج دور کرکر اونکو رحمت پہونچانیکے لئی - دوسری قوم کو بیجنا
جنت مین داخل کرنیکے لئی (علامہ نووی نے کہا یہ دونون حضرت کے لئی خاص ہین) تیسری اوس
قوم کیلئے جسکا حساب ہوکر مستحق عذاب ہو گئی تھے اور اب وہ معذب یعنے داخل نار نہون چوتھی اون
گنہگارون کے لئی جو داخل نار ہو رہے ہون اور ابھی اونکے رہنی کی مدت باقی تھی - پانچوین جنت
مین رفع درجات کے لئی - انتہی - پہلی شفاعت یعنے موقف کی تکلیف دور کرکے آرام دینے کیلئے
جو ہوگی وہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین قیامت کے[1]
دن آدمیون کا سردار ہونگا اور تمکو معلوم ہے کہ اسکی یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالی اگلون اور پچھلون کو
ایک میدان مین جمع کریگا کہ دیکھنی والا اونکو دیکھ لیگا - اور پکارنیوالا اونکو آواز سنائے گا
(یعنی سب زمین برابر ہوگی اور حجاب نہوگا) اور آفتاب قریب ہوے گا اور آدمیون کو غم و کرب
اتنا ہوگا کہ اوسکی برداشت نکر سکینگے اور بعضون کا پسینا اتنا ہوگا کہ نصف کان تک پہونچ جائیگا
اوسوقت آدمی ایک دوسرے سے کہینگے کہ دیکھتے نہین تمھاری کیا نوبت ہوئی ہے کسی ایسے کو کیون
نہین تجویز کرتے جو پروردگار سے سفارش کرے اوسوقت باہم کہینگے کہ چلو حضرت آدم علیہ السلام
کے پاس جاکر کہینگے کہ آپ ابو البشر ہو خدا تعالی نے آپکو اپنی ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ مین اپنی
روح پہونکی اور آپکے لئی فرشتونکو حکم کیا پھر اونہونے آپکو سجدہ کیا اور آپکو اپنی جنت مین رکھا

[1] گو حضرت دنیا مین بھی سب کے سردار ہین لیکن اوسدن کوئی سیادت کا دعویدار نہوگا اسلئے اوس دن کو مقید فرمایا جیسے لمن الملک الیوم
بھی اوسی دن حکم خداوندی ہوگا - ۱۲

اب اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت نہیں فرماتے۔ کیا ہماری حالت ملاحظہ نہیں فرماتے کہ ہماری
کیا نوبت پہونچی ہے حضرت آدم علیہ السلام اونکو جواب دینگے کہ آج میرا پروردگار ایسا[1] خفا ہوا ہے
کہ نہ کبھی پہلے ہوا تھا اور نہ بعد کو ہوگا اوسنے مجکو درخت سے منع کیا تھا میں[2] نے اوس کا
خلاف کیا نفسی نفسی نفسی یعنی اپنی ہی جان کی پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ نوح علیہ السلام
کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئینگے اور عرض کرینگے کہ اے نوح آپ زمین کے باشندوں کے
پاس اوّل رسول[3] ہوکر آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو بندہ شکر گذار فرمایا۔ کیا آپ ہماری حالت ملاحظہ نہیں
فرماتے ہماری کیا نوبت ہوئی اسکو غور نہیں فرماتے کیوں ہمارے پروردگار کے پاس ہماری سفارش نہیں
فرماتے وہ جواب دینگے کہ آج خدا تعالیٰ ایسا غضب میں ہے کہ پہلے نہ کبھی ایسا ہوا نہ آگے کو کبھی ہو
اور میں اپنی قوم پر ایک بد دعا کر چکا ہوں میں اپنی ہی جان کی بچاؤ میں ہوں تم میرے سوا کسی
دوسرے کی پاس جاؤ حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئینگے

[1] کرمانی نے کہا کہ غضب سے مراد اوسکا لازم یعنے ارادہ ایصال عذاب ہے۔۱۲ [2] اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ذاتی میں یہہ بات مقرر فرمادی تھی کہ ایک قوم کو سعادت اور ایک کو شقاوت حاصل ہو پھر ان دونوں کی ابتدا بھی کسی سے ہو تو آدم نے در سعادت کو سطرح کہولا با وجود یہہ سمجھنے کے کہ جو کچھ مجھسے ہو وہ قضا و قدر میں لکھا تھا لیکن گنہہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور توبہ کی تا اپنی اولاد بھی جب اون سے گنہہ ہوجاے یہی روش اختیار کرے۔ اور ابلیس نے در شقاوت کہولا اور گنہہ پر اڑا رہا اور خداے تعالیٰ پر اعتراض کیا اور آدم علیہ السلام کی یہہ خطا صورۃً تھی مگر معنیً طاعت تھی کیونکہ وہاں تکلیف نہ تھی اور نہ ترقی اعمال اور یہاں آنے سے ہر طرح کی ترقی درجات ہوئی اسلئے کہ تمام بنی آدم کی نیکیاں آپکے اعمال نامہ میں ہونگی اور اون کے گنہ کا بار آپ پر نہوگا۔ اور انبیا ہر وقت مراتب اعلیٰ کے جانب منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ شیخ ابو مدین تلمسانی فرماتے ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام کو اپنی انجام کار میں یہہ خوبیاں معلوم ہوتیں تو کل جہاڑ کہا لیتے۔ [3] رسالت آدم اپنی اولاد کی طرف تھی اور وہ موحد تھی آپ اونکو شرایعت سکہلاتے تھے جیسا کہ اولاد کو تربیت کرتے ہیں اور حضرت نوح کی رسالت کفار کی جانب تھی آپ اونکو توحید کی طرف بلاتے تھی (مواهب) ۱۲

اور عرض کرینگے کہ آپ اللہ کے پیغمبر اور زمین والون مین سے اوسکے خلیل ہو اب اپنے پروردگار سے
ہماری شفاعت کیجئے دیکھتے ہو کہ ہم کس حال مین مین حضرت ابراہیم جواب دینگے کہ میرا پروردگار
آج ایسا غصہ ہوا ہے کہ پہلے کبھی نہین ہوا تھا نہ آیندہ کو ہوگا اور مینے تین بار[1] جھوٹ کہا تھا اور
اونکا آپ ذکر فرمائینگے - مجھے اپنی ہی پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے
پاس جاؤ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر عرض کرینگے کہ آپ رسولِ خدا ہین آپ کو
اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام سے لوگون پر زیادتی دی - اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کیجئے
دیکھئے ہمارا کیا حال ہے - حضرت موسیٰ علیہ السلام جواب دینگے کہ میرا پروردگار آج ایسا غضبناک ہے
کہ نہ پہلے ہوا نہ بعد ایسا ہو - اور مینے[2] ایک شخص کو مار ڈالا تھا جسکے مار ڈالنے کا مجکو حکم نہ تھا
مجھے اپنی ہی فکر ہے کسی دوسرے کے پاس جاؤ - تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ لوگ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے پاس آکر عرض کرینگے کہ آپ اللہ کے رسول اور اوسکے کلام ہین کہ مریم کی طرف
ڈالدیا اور اللہ تعالیٰ کی روح ہین اور آپنے لوگون سے گود مین کلام کیا - اپنے پروردگار سے
سفارش کیجئے اور دیکھئے ہماری کیا حالت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دینگے کہ میرا پروردگار

[1] حقیقت مین یہہ جھوٹ نہ تھی نہ کذب صریح بلکہ بطور تعریض تھی اور تعریض وہ ہے کہ ایسا لفظ محتمل المعنی کہنا جس سے سامع خلاف مرادِ متکلم سمجھے - لیکن آپ بہ سبب ہول مقام کے اوس سے بھی خوف فرماتے تھے - ١٢ [2] انبیا کی یہہ عادت ہے کہ اپنی ایک ذراسی جائز بات کو بھی بڑی سمجھتے تھے یعنے کافر حربی جو مسلمان سبطی پر ظلم کر رہا تھا اوس کے بچانے کے لئے یہہ فعل صادر ہوا - نہ عمداً بلکہ خطا سے - ١٢

آج ایسے غصہ مین ہے کہ پہلے ایسا ہوا نہ آگے کو ایسا ہو اور کوئی خطا اپنی ذکر نہین فرمائی[1] مین اپنی ہی فکر مین ہون تم اور کسی کے پاس جاؤ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ پس لوگ میرے پاس آئینگے اور عرض کرینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ رسول خدا اور خاتم انبیا ہین اور اللہ تعالی نے آپکے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمائے[2] ہمارے حال زار کو ملاحظہ فرمائیے اور آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت فرمائیے مین کہونگا أَنَا لَهَا أَنَا لَهَا یعنی مین ہی اس کام کیلئے ہون اور یہ میرا ہی کام ہے پس میری پروردگار سے اجازت طلب کرونگا جب مین اوسکو دیکھونگا تو سجدہ مین گر پڑونگا اور اللہ تعالی مجھے ایسی حمد کیلئے الہام فرمائیگا کہ جو کسیکو میرے پہلے عنایت نہین فرمایا تھا۔ پس وہی[3] حمد و ثنا ادا کرونگا۔ پھر کہا جائیگا یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهٗ[4] وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاؤ مانگو جو تم مانگو گے ملیگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ پس مین اپنا سر اوٹھاؤنگا اور عرض کرونگا اُمَّتِی[5] یَا رَبِّ اُمَّتِی یَا رَبِّ

[1] امام احمد اور نسائی نے روایت کی کہ حضرت عیسی عم عذر کرینگے کہ مین سوائے خدا کے الہ بنایا گیا تھا آج میری بخشش ہو تو بس ہے۔۱۲
[2] حافظ ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین کہ گناہ معاف ہونیکے یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہو کہ اگر بفرض محال آپ سے کچھہ ہو بھی جاتو ہم مواخذہ نفرمائینگے الخ [3] بعضی روایت مین قبل سجود اور بعد سجود بھی حمد کرنیکا بیان ہے اوسکی تطبیق یون ہے کہ تینون وقت حسب موقع ہو ۱۲ [4] یہہ بار سکت ہے یا احتمال ہے کہ وہ ضمیر ہو یعنے سَلْ مَا شِئْتَ تُعْطَ سُؤْلَكَ (زرقانی)
[5] یا تو بہ لحاظ اشرفیت آپنے اپنی امت کو یاد فرمایا اور بطور تغلیب سب شریک ہین۔ یا یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیا ہین تو سب خلقت آپکی ہی امت ہے خصوص روز قیامت مین کہ سب آپکے پاس ہی رجوع ہوے ہین اور آپ سے ہی طالب دعا ہین اور آپ ہی کو اپنا مرجع و ملاذ بنایا ہے اور امتی کی تکرار تاکید کے لئے ہے یا یہہ کہ لفظ امتی اول سے حقیقی امت مراد ہے اور دوسرے مین تمام جہان جو مجازاً آپ ہی کی امت ہے۔ قرطبی فرماتے ہین کہ یہہ شفاعت تعجیل حساب اہل موقف کے لئے ہوئی کیونکہ جب آپکی امت مرحومہ مین سے جو لوگ بیحساب ہین اونکو جنت مین داخل کرنیکا حکم ہوا تو اب جو مستحق حساب ہین اونکا حساب شروع ہو جائیگا خواہ آپکی امت ہون خواہ دوسرے کی۔۱۲

یعنی یا الٰہی میری امت کو بخشدے حکم ہوگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے جن لوگوں پر
حساب نہیں اونکو جنت کے دروازوں میں سے باب ایمن سے اندر پہونچا دو اور باقی دروازوں میں
تمہاری امت کے لوگ اور لوگوں کے شریک ہیں الخ [1] یہہ گذشتہ حدیث صحیح بخاری و مسلم
میں ہے [2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کھڑا ہوا میری امت کا انتظار کر رہا ہوں
کہ صراط پر سے گذرے یکایک میرے پاس عیسیٰ علیہ السلام آگئے اور یوں عرض کرنے لگے
هٰذِهِ الْاَنْبِيَاءُ قَدْ جَاءَتْكَ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْأَلُوْنَ یعنی یہہ انبیا علیہم السلام آپ پاس حاضر
ہو کر معروضہ کرتے ہیں آپنے فرمایا اِنْتَظِرْ حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَيْكَ یعنی تم انتظار کرو میں پلٹ کر
آتا ہوں عرش کے نیچے آپ جا ئیں گے اور وہ مقام آپکو ملیگا جو کسی برگزیدہ فرشتے کو نہ نبیِ مرسل کو
ملا ہی الخ مختصراً [3] رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دعا کی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ اِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى
اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مختصراً یا اللہ میری امت کو بخش یا اللہ میری امت کو بخش اور تیسری دعا کو
اوس دن کے لئے اوٹھا رکھا ہوں جسدن تمام خلق میری طرف متوجہ ہوگی حتی ابراہیم علیہ السلام

---

[1] یہہ حدیث متعدد کتب میں متعدد صحابہ سے مطول و مختصر مذکور ہے حضرت انس سے امام احمد و شیخان و ترمذی و بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے شیخان ۔ حضرت ابن عباس سے امام احمد و ابو یعلی حضرت ابو سعید خدری سے ترمذی اور حسن کہا ۔ حضرت ابن عمر سے بخاری دو طریق سے حضرت حذیفہ سے مسلم و حاکم و بیہقی وغیرہم اور حضرت کعب بن مالک سے مسلم وغیرہ اور بہت سے طرق ہیں من شاء فلیرجع الی کتب الحدیث والسیر ۱۲ [2] امام احمد (ابن کثیر) [3] صحیح مسلم (کتاب فضائل القرآن مشکوۃ صفحہ ۱۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ آدم علیہ السلام سے مدد طلب کرینگے
پھر موسیٰ علیہ السلام سے پھر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے۔ پھر آپ اس بات کی شفاعت
فرمائینگے کہ درمیان مخلوق کے فیصلہ کیا جاے۔ یہہ وہی دن ہے کہ آپ مقامِ محمود سے سرفراز ہونگے
اور تمام اھلِ محشر آپکی حمد کرینگے یہہ حدیث بخاری کی کتاب زکوٰۃ میں ہے اوسکا یہ لفظ ہے
اِسْتَغَاثُوْا بِاٰدَمَ الخ ملخصاً امامِ ربانی حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان
مین فرماتے ہین باجملہ آن روز محمد است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وجاے جائی وست و
مقام مقامِ او وسخن سخنِ اوست وہمان او ودیگران طفیلی اند ودر قرآن مجید خطاب میرود
وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ترا ای محب من وای محبوبِ من وای مطلوبِ من وای
بندۂ خاصِ من چندان نعمت دھم و رحمت کنم کہ راضی شوی از من تا ہیچ آرزو در دل تو نماند

لہ فریاد و استغاثہ انبیا و اولیا سے جائز ھے اگر اَغِثْنِیْ یَا اَللّٰہ کہے تو یہ حقیقی استعانت ہے اور جو اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
کہے تو مجازی استعانت ہے جو روزِ قیامت بھی ہوگی منکرین شفاعت چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان صفحہ ۳۳ مین
لکھا کہ جسکو وہ چاھے ہمارا شفیع کردے اور صفحہ ۳۵ مین ہے کہ جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو پکارتا ھے کہ وہ اوسکو اللہ سے نزدیک کر دیوے
سو وہ یا اندھا ھے یا دیوانہ۔ اور صفحہ ۹ مین ہے کہ ہمارا خالق جب اللہ ھے تو اور کسی سے ہمکو کیا کام الخ جب قیامت مین سب
وسائل منقطع ہو جائینگے تو وہاں سب لوگ وسیلہ ڈھونڈھینگے۔ استغاثہ کرینگے انبیا علیہ السلام تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور آئینگے اور آپکو شفیع بنائینگے کیا اس اندھی کو یہ حدیث نہین سوجھین۔ وہ مرتبہ رفیع وہ منصب عالی جو اللہ نے آپکو
سرفراز فرمایا ھے اوسمین شک کرنا اور لکھنا کہ جسکو وہ چاھے ہمارا شفیع کردے بہ سراسر بیدینی اور بغض مصطفوی ھے
اللہ کے خلیل حضرت ابراھیم علیہ السلام جب اوس سرکار مین رجوع کرینگے لیکن اسمٰعیل دہلوی اور اوسکی ذریت اوس سرکار
مقدس سے کام نرکھین۔ ہان جسکو خدا تعالی مقرب بنا دیے اور سبکا مرجع ٹھیرائے پھر جو ادہر رجوع نکرے تو وہ دونون
جائے کا مردود ابلیس کا پیرو ھے جس نے اللہ کی عبادت پر بھول آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا کیسی سزا پایا ملعون ابدی ہوا
وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ آپکی شان مین نازل۔ جو آپسے منہ پھیرلے اوسکو غضب خدا شامل ہو
محمد عربی کآبروے ہر دو سرا است　　کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سر او

ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ کس رضائی من می طلبند و من رضائی تو می خواہم۔ کلام
قدسی كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ پس سید عالم سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم گفت [۵] من راضی نشوم تا یک یک امت من نیامرزی چون جہان عزیز است طفیلی تو
عزیز خواہد بود۔ تو ہمیشہ می باش بلکہ از آن می شو خود را بوی سپار تا ہمہ مشکل تو آسان
شود۔ و مشکل تا آنجاست کہ این بات درست نشدہ است بعد از وی ہیچ مشکل نیست کہ

---

[۵] حضرت شاہ صاحب نے جو یہہ لکھا کہ مین راضی نہونگا جبتک میرا ایک ایک امتی نہ بخشا جاے۔ یہہ
اوس حدیث کا ترجمہ ہے جسکو دیلمی نے فردوس مین حضرت علی سے روایت کی ہے کہ جب وَلَسَوْفَ
يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى آیت اتری تو آپ نے فرمایا اذن لا ارضی و واحد من
امتی فی النار اور ابو نعیم نے حلیہ مین حضرت علی سے موقوفا تخریج کی جو حکم مین مرفوع کے ہے
کیونکہ رای کو دخل نہین ہے آپنے اوسی آیت کی تحت مین فرمایا لیس فی القرآن ارجی منہا
ولا یرضی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان یدخل احد من امتہ النار چونکہ ابن قیم کے
تابع ہوکر صاحب مواہب سے بھی کچھہ سوء ادب اور جرات ہوئی ہے۔ لہذا اس حدیث کی توجیہ
ضرور ہے۔ اور کوئی بُعد نہین کہ عذاب عاصیانِ امت مرحومہ غیر مرضی خدا ہو جس سے رسول خدا
بھی راضی نہونگے۔ کیونکہ حضرت کی رضا موافق رضاء رب ہوگی۔ اور مقتضی پر راضی ہونا کبھی مذموم
بھی ہوتا ہے۔ چونکہ خدا کی رضا اونکے دخول نار کے لئے نہین اس لئے آپ بھی راضی نہونگے۔ اور
حضرت سے وعدہ ہوا ہے تو اللہ تعالی آخرت مین اونکو جنت مین داخل فرمائیگا۔ اور رضاء اللہ کے
فعل پر بہ لحاظ فعلِ مولی حکیم کے ضروری ہے نہ ذات فعل کے لحاظ سے اور حدیث مین جو رضا
منفی ہے یہی دوسری ہے یعنی حضرت راضی نہونگے کہ کوئی بھی ایکا امتی داخل نار رہوے بہ لحاظ اس
ذات فعل کے نہ بحیثیت اس بات کے کہ وہ مراد خدا ہے یا رضا مجازا ترک طلب ہے۔ یعنی مین طلب
عفو نہ ترک کرونگا جب تک کہ ایک امتی بھی میرا دوزخ مین رہے اور اس سے عدم رضا حقیقی
طور پر لازم نہین آتی۔ کیونکہ بہت سی باتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے طلب فرماتے
اور حالانکہ آپ ہمیشہ مقام رضا مین تھے۔ اور جب رضا کا وعدہ ہوا ہے تو جنت مین امت کا داخل ہونا
بھی ضروری ہوا فافهمه فانه دقيق بعضون نے کہا مراد نفی رضا دخول سے بروجہ خلود کے ہے یا ایسا
دخول مراد ہے کہ جس سے اونپر عذاب شدید ہو بلکہ خفیف ہو نہ اونکے منہ کالے ہونا انکھین نیلی ہو جیسا کہ حدیثون مین
آیا ہے (نسیم الریاض شرح شفا و زرقانی ۱۲)

بھی شفاعتِ عظمیٰ ہو کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام تک آپکی طرف متوجہ رہینگے اور بھی حضرت[1]
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ
لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا
اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَلَا فَخْرَ یعنی میں اولاد
آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں میری ہاتھ میں حمد کا علم ہوگا اور کچھ فخر نہیں اور
آدم اور اونکے سوا سبکے سب نیچے ہونگے۔ اور میں اول ان لوگوں کا ہوں جو زمین شق ہوکر نکلینگے
اور کچھ فخر نہیں اور میں پہلے سفارش کرونگا اور کچھ فخر نہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تمام انبیا آپکی جھنڈے کے نیچے ہونگے کیونکہ آپ
نبی الانبیا ہیں۔ اور بھی فرمایا اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ
اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا
وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَیِسُوْا الْکَرَامَةُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ
یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ الخ یعنی میں لوگوں سے پہلے نکلنے والا ہوں
جب وہ اوٹھائے جاوینگے اور میں اونکا پیشرو ہوں جب وہ آئینگے اور میں اونکا خطیب ہوں
یعنی اونکی طرف سے بات کرنیوالا ہوں جب وہ چپ رہینگے میں شفاعت کرنیوالا ہوں جب
وہ روکے جاوینگے (حسنت باز رہینگے) اور میں اونکو خوشخبری دینیوالا ہوں جب وہ ناامید

[1] ترمذی نے روایت کی اور حسن صحیح کہا اور امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم اور تصحیح بھی کی (زرقانی) ۱۲

[2] شیخ محی الدین عربی نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت میں سب سے پہلے شفاعت کرنیوالا ہوں فرمایا کہ دوسری کے پاس جانیکی
ضرورت باقی نرکھی لہذا خلکہ یہہ حدیث یاد رہیگا وہ آرام سے کہ ٭ رہینگے یہانتک کہ حضرت کا وقت آجاوے (فتوحات از شیخ محی الدین عربی)

ہونگے اور اوس دن بزرگی اور نوازش میری اختیار مین اور کنجیان بھی میری قبضہ مین ہونگی
اور اوس دن لواء حمد بھی میری ہاتھہ مین ہوگا اور میری پروردگار کے پاس اولاد آدم سے مین ہی
بزرگ زیادہ ہون **دوسری شفاعت** قوم کو بے حساب جنت مین داخل کرنا اور اوسکی دلیل
وہ ہے جو حضرت نے ستر ہزار سے زیادہ جنت مین داخل ہونیکے لیے دعا کی تو آپکی دعا قبول ہوئی چنانچہ
امام احمد و بیہقی سند جید سے راوی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے میری پروردگار سے
عرض کی تو ستر ہزار میری امت سے جنت مین داخل کرنیکا وعدہ فرمایا جنکی صورتین چودہوین
رات کے چاند کی جیسی ہونگی پھر مین نے میری پروردگار سے زیادتی طلب کی تو ہر ہزار کے ساتھہ
ستر ہزار کی زیادتی فرمائی اور ترمذی وغیرہ مین ہے کہ مجھے میری پروردگار نے وعدہ کیا کہ میری امت سے
ستر ہزار کو داخل کریگا جنپر نہ حساب ہوگا نہ عذاب اور ہر ہزار کے ساتھہ ستر ہزار اور تین لپ[1]
میری رب کے لپ سے اور ایک[2] روایت مین ہے کہ ستر ہزار اور ہر ایک شخص کے ساتھہ ستر ہزار اور بعضون نے
کہا کہ حدیث سابق جو شفاعت مین گذری اوسمین حضرت کا امتی امتی عرض کرنا جواب مین ارشاد
ہونا اَدْخِلِ الجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ سے بھی اس شفاعت کا ثبوت ہوتا ہے
تیسری شفاعت اون لوگون مین کہ بعد حساب مستحق عذاب ہون لیکن حضرت کی شفاعت سے
داخل نار نہوی رسول[3] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا کیلئے سونیکے منبر رکھے جائینگے جنپر وہ

[1] حدیث مین اسطرح آیا ہے حثیات میری رب کے حثیات سے یہ لفظ تثنیہ ہے جمع حثیہ کی ہے مجمع البحار مین لکھا کہ کنایہ بہت کثرت سے ہے
[2] امام احمد طبرانی اور بیہقی بسند ضعیف ۱۲ طبرانی و ابن ابی الدنیا و بیہقی اور تصحیح بھی کی ۔ ۱۲

بیٹھینگے اور میرا منبر باقی رہجائیگا جسپر مین بیٹھونگا۔ اور مین اس خوف سی پروردگار کے سامنے کھڑا رہونگا کہ کہین مجھے اللہ تعالی جنت مین داخل کردے اور میری امت میرے پیچھے باقی رہجائے۔ پھر عرض کرونگا یا رب اُمَّتِی اُمَّتِی تو اوس تبارک تعالی کا ارشاد ہوگا کہ تمھاری امت کے ساتھہ مین کیا معاملہ کرون عرض کرونگا کہ پروردگار لونکا حساب جلدی سی ہوئے پس حساب لئے جائینگے بعضے اونمین سے اوسکی رحمت سے جنت مین داخل ہوجائینگے۔ اور بعضے میری شفاعت سی داخل ہونگے پھر شفاعت کرتا ہی رہونگا یہانتک کہ مجھے برات نامے اون لوگون کے دئے جائینگے جو دوزخ کی طرف بھیجے گئے تھے اوسوقت مالک دربان دوزخ عرض کرنے لگیگا یا محمد مَا تَرَكْتَ لِغَضَبِ رَبِّكَ فِي اُمَّتِكَ مِنْ بَقِيَّةٍ یعنی آپنے اپنی امت مین کچھہ بھی غضب پروردگار کا باقی نرکھا۔ اور یہہ[۱] حدیث بھی دلیل ہوسکتی ہی جو صحیح مسلم مین کورہی وَنَبِيُّكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنی تمہارا نبی پل پر کھڑا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ الہی بچاوے بچادے۔ مختصراً چوتھی **شفاعت** گنہگارون کو دوزخ سی نکالنے مین چنانچہ حدیث[۲] مین آیا کہ ایک قوم دوزخ سی بہ سبب شفاعتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلیگی اور اونکا نام جہنمیین رکھا جائیگا۔ اور آخر حدیث[۳] مین حضرت انس سے ہی کہ جب مین پروردگار کو دیکھونگا سجدہ مین گرجاؤنگا جبتک اوسی منظور ہوگا مجھے سجدہ مین رکھیگا پھر فرمائیگا اِرْفَعْ مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم وَقُلْ

---

[۱] بعد مستحق عذاب ہونیکے اور بعد عذاب ہونیکے لئے دعا فرما رہے ہین یعنے یا اللہ انکو دوزخ مین گرنے سے بچالے [۲] روی البخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن عمران ابن حصین مرفوعاً [۳] متفق علیہ

تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ یعنی سر اوٹھاؤ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کچھہ کہو سنا جاتا ہی اور جسکی چاہو شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کیجاتی ہی اور جو چاہو طلب کرو دئے جاتے ہو پھر سر کو اوٹھاؤنگا اور اپنی پروردگار کی ایسی حمد وثنا کرونگا جو وہ مجکو سکھلائیگا پھر مین شفاعت کرونگا تو میرے لئی ایک حد ٹھرائیگا (یعنی گنہگارون کی ایک خاص جماعت جیسی بے نمازیون کی شفاعت کا حکم ہوگا) تو مین نکلونگا (مقامِ دعا) اور آگ سی اونکو نکالکر جنت مین داخل کرونگا۔ پھر دوبارہ اور سہ بارہ بھی پہلی دفعہ کی طرح شفاعت فرمائینگے یہانتک کہ آگ مین وہی شخص باقی رہیگا جسکو قرآن نے روکا ہی یعنے جسپر ہمیشہ دوزخ واجب ہے (کفار) پھر آپنے یہ آیت تلاوت فرمائی عَسَىٰٓ اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا اور فرمایا وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَهٗ نَبِیَّکُمْ یعنی یہہ ہی مقامِ محمود ہی جسکا خدانے تمہاری نبی سی وعدہ فرمایا ہی[1] اور عام شفاعت کی تو بہت سی حدیثین ہین چند یہان لکھی جاتی ہین چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بیشک امید کرتا ہون کہ قیامت کے دن شفاعت کرونگا موافق اوس چیز کے جو زمین پر ہی جہاڑ اور ڈھیلے سی اور بھی فرمایا کہ[2] خُیِّرْتُ بَیْنَ اَنْ یُّدْخِلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ لِاَنَّهَا اَعَمُّ اَتَرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِیْنَ وَلٰکِنَّهَا لِلْمُذْنِبِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ یعنی میری نصف امت جنت مین

---

[1] امام احمد و بیہقی اور طبرانی اوسط مین (زرقانی)، [2] ابن ماجہ امام احمد و ترمذی و ابن حبان ابی صحیح مین (کنز العمال)

(بے حساب و عذاب) داخل کرینگے اور شفاعت مین مجھے اختیار دیا گیا مین نے شفاعت کو اختیار کیا اسلیے کہ وہ عام ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ شفاعت متقیون کیلیے ہے نہین وہ
گنہگاروں پر خطاوارون کیلیے ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ شَفَاعَتِی لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِی یعنے
میری شفاعت جو میری امت سے بڑی گناہ کرنیوالے ہین اون کے لیے ہے۔ **پانچوین شفاعت**
رفع درجات مین ہے اسکے تو معتزلہ بھی قائل ہین کوئی منکر نہین اور بعضی شفاعتین خاص بھی ہین
جیسے روضۂ مبارک کی زیارت کرنیوالون کے لیے یا اوس شہر مبارک مین رہکر تکلیف اوٹھانیوالونکے
لیے جیسا کہ فرمایا لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَاءِ الْمَدِیْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِی اِلَّا
کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی کوئی شخص یہان کی محنت اور مشقت پر صبر نہین کرتا مگر یہہ کہ
قیامت کے دن مین اوسکا شفیع ہونگا۔ اور اوسمین مرجانیوالون کے لیے جیسا کہ فرمایا اَوَّلُ
مَنْ اَشْفَعُ لَهٗ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ ثُمَّ اَهْلُ مَکَّةَ ثُمَّ اَهْلُ الطَّائِفِ یعنی مین پہلے
مدینے والونکی شفاعت کرونگا پھر مکے والونکی پھر طایف والونکی۔ اور جو موذن کی طرح
کہہ کر بعد اذان یہہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الخ تو اوس کے لیے بھی شفاعت
ثابت ہوگئی اور اوس کے لیے بھی جسکی نیکیان اور برائیان برابر ہون جیسے اصحاب اعراف جو
بسبب شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت مین داخل ہونگے اور کثرت سے درود شریف
پڑھنیوالون کے لیے بھی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ قَدْرَ

---

[1] ابو داؤد و ترمذی [2] صحیح مسلم [3] البزار [4] ابن شاہین وغیرہما (زرقانی) [5] صحیح مسلم [6] طبرانی (مواہب)

حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ چونکہ اندنون بہی بعضی بدمذھب منکرِ شفاعت ہورہی ہین لہذا اونکی
تنبیہ کیلئی معنیِ شفاعت اور آیاتِ قرانی سی اوسکا ثبوت دیا جاتا ھی۔ شفاعت شفع سی
مشتق ھی جسکے اصل معنی ایک چیز کا دوسری سی مل جانا ھی جب کوئی مجرم سی ملکے گناہونکی
معافی کی درخواست خداوند عالم کی جناب مین کرتا ہی اِس لئی اوسکو بھی شفیع کہتی ہین محققین نی
لکھا کہ جو شعائین انوارِ رحمتِ الٰہی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر تابان ہین اب
وہ قلبِ شریف جس شخص کے محاذی و مقابل ہوا اوس کے نقصانات کو دور کرکے اپنی کمال سے
اوسکی تکمیل فرمادی یہی مغفرتِ ذنوب ہے اور جو کامل تھا اوسکو اور کمال کو پہونچا دی تو یہی
رفعِ درجات ہے جیسے آفتاب کی چمک پانی پر پڑتی ہے تو پانی کے مقابل جو دیوار رہتی ہی چمک
اوٹھتی ہی شفاعت کا ثبوت قرآن سے پہلی آیت اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ
لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی اگر تو عذاب کری تو وہ تیری بندے ہین اور اگر تو
اونکو معاف کری تو تو ھی زبردست حکمت والا ھی۔ یہہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانا صاف دلالت
کرتا ھی کہ طلبِ مغفرت مسلمانون کے لئی ھی نہ کافرون کے لئی۔ جب حضرت عیسیٰ کیلئی یہہ شفاعت ثابت
ہوئی تو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو ضرور ھی ثابت ہوگی **دوسری آیت**
فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی جو شخص میری راہ پر
چلا سو وہ میرا ھی اور جس نے میری نافرمانی کی سو تو بخشنے والا مہربان ھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہہ فرمانا

کہ جو میری نافرمانی کرے پس بیشک تو غفور و رحیم ہے۔ اس مغفرت کا محمل بھی کافر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ
بالاجماع لائق مغفرت نہیں۔ اس حدیث سے ان دونوں آیتوں کی دلالت اور بھی اکد ہو جاتی ہے جو بیہقی اور
مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پڑھا فَمَن تَبِعَنِی
فَاِنَّہٗ مِنِّی وَمَن عَصَانِی فَاِنَّکَ غَفُورٌ رَّحِیمٌ اور قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی پڑھا اِن
تُعَذِّبْہُمْ فَاِنَّہُمْ عِبَادُکَ الآیہ پھر ہاتھہ اوٹھا کر فرمایا اُمَّتِی اُمَّتِی پھر آپ روی اللہ عزوجل نے
جبریل علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ کیوں روتے ہو چنانچہ
حضرت جبریل علیہ السلام نے خدمت میں حاضر ہو کے پوچھا کہ خدای تعالی سبب اِسکا پوچھتا ہے آپنے فرمایا کہ غم امت کے
باعث روتا ہوں۔ حالانکہ یہہ سبب خدای تعالیٰ کو معلوم تہا جب حضرت جبریل نے جا کر عرض کی تو حکم ہوا کہ
جاؤ اور اونسے کہو کہ اِنَّا سَنُرْضِیکَ فِی اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ یعنی ہم تمکو تمہاری امت میں راضی
کرینگے ناخوش نکرینگے **تیسری آیت** لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ
عَہْدًا یعنی نہیں اختیار رکہتے لوگ شفاعت کا مگر جسنے کہ رحمٰن سے اقرار لیلیا **چوتھی آیت** وَلَوْ
اَنَّہُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَہُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَہُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ
تَوَّابًا رَّحِیمًا اور اگر جب وہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس آئیں پس اللہ سے مغفرت چاہیں
اور آپ بھی اونکیلیے اللہ سے بخشش طلب کریں تو البتہ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان پائینگے اس آیت سے
صاف ثابت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گنہگار ظالموں کے لیے بخشش چاہینگے اللہ تعالے بخش دیگا

لہ اس آیت کی تفسیر بھی مقام محمود میں انشاء اللہ تعالیٰ آئیگی

اور یہ بھی ثابت ہے کہ شفاعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اہل کبائر کے حق میں دنیا میں بھی مقبول ہے تو آخرت میں ضرور بھی
قبول ہوگی اور اسیطرح آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ میں کہ اللہ تعالیٰ کا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مسلمانونکی طرف سے طلب مغفرت کا حکم فرمانا دلیل اسبات کی ہو کہ وہ
استغفار اونکے لئے نافع ہے اور سب مسلمانوں میں اصحاب کبائر بھی داخل ہیں تو اونکو بھی شامل ہے **پانچوین آیت**
فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اسکی بھی اسلوب طرز کلام سے فی الجملہ شفاعت ثابت ہوتی ہے
ورنہ کافروں سے خاص نفی شفاعت کے اسوقت میں کیا معنے ہونگے کہ جب اراده ہو کہ اونکی حال کی بُری تصویر
کھینچی جاوے اور اونکی پوری یوتیا بت کیجاوے کیونکہ اس مقام کا یہہ مقتضی ہے کہ اونکو خاص عیب لگایا جاوے
چھٹی آیت لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ یعنی خدا کے پاس شفاعت نفع نہیں کرتی مگر اوسکے
لئے کہ جسکے واسطے اذن ہوچکا۔ یہان اذن صیغۂ ماضی ہے اور جن کے لئے شفاعت کا اذن ہوچکا ہے وہ مومنین ہیں جیساکہ
احادیث سابقہ سے ثبوت ہوچکا صحیح بخاری مسلم ونسائی میں ہے کہ اُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ یعنی مجھے شفاعت عطا
کیگئی صحیح مسلم میں ہے کہ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یعنی میں سب سے
پہلے جنت کا دروازہ ٹہوکونگا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی مسند دارمی
میں ہے اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا اِذَا بُعِثُوا وَمُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوا یعنی میں سب آدمیوں سے
پہلا اوٹہونگا جبکہ وہ اوٹہینگے اور اونکی شفاعت کرونگا جبکہ وہ روکے جائینگے ترمذی میں ہے کہ اِذَا
كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّينَ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ یعنی میں قیامت کے دن انبیا کا

امام ہونگا اور اونکی شفاعت کرونگا کچہہ فخر کی بات نہین اور اسیطرح کی بہت سی صحیح روایتین ہین کہ جن سے
ماذون ہونا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوتا ہے اور نجدیہ جو کہتے ہین کہ شفاعت بعد حکم بیانی اور
بعد اذن ہوگی اور آیت مَن ذَا الَّذِی یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ اپنی دلیل گردانتے ہین پس شفاعت اونکے
پاس یقینی نہین یہ خلاف عقیدۂ اہل سنت و جماعت کے کہ شفاعت اونکی پاس حق ہے اور غلطی کا یہہ سبب ہے کہ وہ
اذن[۱] کے معنے حکم بیانی کے لیتے ہین اور بہت سی جا قران مین یہہ معنی صحیح نہین ہوتے جیسے فَہَزَمُوۡہُمۡ
بِاِذۡنِ اللّٰہِ۔ وَکَمۡ مِّنۡ فِئَۃٍ قَلِیۡلَۃٍ غَلَبَتۡ فِئَۃً کَثِیۡرَۃًۢ بِاِذۡنِ اللّٰہِ تو یہان اذن کے معنے حکم بیانی کے
صحیح نہین ہوتے کیونکہ لشکر کا غالب ہونا الہام یا وحی پر موقوف نہین ہے اور ایسا ہی وَمَا کَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ
تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ کہ جبتک حکم مرنیکا بالہام و وحی نہین آتا کوئی نہین مرتا کہنا غلط ہے بلکہ اسکے
یہہ معنی ہین کہ جو کچہہ ہوتا ہے ہمارے ارادہ سے ہوتا ہے اور بعض احادیث مین جو طلب اذن شفاعت کا ذکر ہے وہ بطور
ادب تجدید اذن ہے۔ ورنہ اجازت دنیا ہی مین ملچکی ہے جیسے بادشاہ نے اپنے مقرب کو کسی کام کی اجازت
دی رکھی تھی لیکن وہ بروقت موقع پھر اجازت طلب کرتا ہے تو بادشاہ پھر اوسی حکم کا اعادہ کرکے لوگون پر اوسکی
عظمت ثابت کرتا ہے جس سے تمام مخلوق مین ماذون ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور ساری مخلوق اوسکی دست نگر ہوتی ہے
اور جو اوس جناب سے منھہ پھیرے تو وہ مردود درگاہ شاہی ہوتا ہے ساتوین آیت[۲] وَلَسَوۡفَ
یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی یعنی بہ تحقیق تمکو تمہارا رب ایسا دیگا کہ جس سے تم راضی ہو جاوگے

[۱] تفسیر عزیزی مین ہے اگر حقیقت شفاعت را بفہمند دریابیم مذہب اہل سنت مثل آفتاب روشن می شود زیرا کہ حقیقت شفاعت انست کہ
کمال نفس کاملۂ انسانیہ انبساط پیدا کند و نفوس ناقصہ اتباع خود را در گیرد و نقصان آنہا در ضمن کمال او منجبر شود۔ پس مدار این
شفاعت بر دو چیز است۔ اول انبساط کمال نفس کامل کہ روز قیامت محض بعنایات بے غایت حق جل و علا موعود است نہ بتوسط
عمل و کوشش و سعی و تلاش زیرا کہ منتہای عمل و کوشش تحصیل کمال خود است احاطۂ آن کمال باتباع خود بوجہے کہ نقصانات آنہا پوشید
... و در رنگ کمال ظاہر کند۔ و این بسط و احاطہ وہبی را در شریعت تعبیر بہ اذن و حکم فرمودہ اند دوم بودن نفس ناقصہ از اتباع اہل کمال کہ بدون ایمان و صحت عقاید محال است این امر آخر را در شریعت باین عبارت تعبیر فرمودہ اند کہ کافر و منافق را
شفاعت نیست الخ [۲] آیات بہت سی ہین معتزلہ و نجدیہ کے جو دلائل ہین وہ جمیع اقسام شفاعت کی نفی کرتے ہین اور ہمارے دلائل شفاعت خاص کا اثبات کرتے ہین اور جب عام و خاص مین تعارض ہو تو خاص عام پر مقدم ہوتا ہے ہمارے
دلائل بھی اون کے دلائل پر مقدم ہوے۔ اور پورے جوابات تفسیر کبیر پارہ الٓمٓ مین ملاحظہ ہو۔ ۱۲

حضرت[1] ابن عباس رضی اللہ عنہما اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رِضَاہُ اَنْ تَدْخُلَ اُمَّتُہُ الْجَنَّۃَ کُلُّہُمْ یعنی آنحضرت کی اسمیں رضامندی ہے کہ تمام امت آپکی جنت میں داخل ہو جاے حضرت حسن[2] بصری سے آیت کی تفسیر کے متعلق سوال ہوا تو آپنے فرمایا کہ وہ شفاعت ہی اور حرب[3] بن شریح نے حضرت امام محمد باقر علی جدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ شفاعت جسکا اہل عراق ذکر کرتے ہیں کیا یہ حق ہے تو فرمایا کہ اِیْ وَاللّٰہِ حَدَّثَنِیْ عَمِّیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِیَّۃِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَشْفَعُ لِاُمَّتِیْ حَتّٰی یُنَادِیْنِیْ رَبِّیْ اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَقُوْلُ نَعَمْ یَا رَبِّ رَضِیْتُ یعنی سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی میں شفاعت کرونگا یہانتک کہ میرا رب مجھسے مخاطب ہوکے فرمائیگا کہ کیا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مجھسے راضی ہو عرض کرونگا ہاں یا رب میں خوش ہوا پھر حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ میری جانب متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ ای عراق والو تم اس آیت کو بڑی امید کی آیت کہتے ہو یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ میں نے عرض کی کہ ہاں ہم بھی یہی کہتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ ہم اہل بیت آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی کو بڑی امید کی آیت کہتے ہیں اور وہی شفاعت[4] ہے جاننا چاہیے کہ باوجود ان آیات قرآنی و احادیث شفاعت جو بلحاظ معنے متواتر ہیں بعضے بد مذہبوں کا کہنا کہ جسکو چاہیگا اپنا شفیع بنا دیگا تخصیص شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باطل کرنا ہی در یہ شفاعت اب بھی ہے اور قیامت میں بھی ہر جا ہوگی مشکوٰۃ میں روایت ترمذی ہے کہ حضرت انس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے عرض کی کہ آپ روز قیامت میری شفاعت فرمانا فرمایا اَنَا فَاعِلٌ یعنی میں کرنیوالا ہوں تو پھر میں نے عرض کی کہ آپکو کہاں ڈھونڈھوں فرمایا پہلے پل پر ڈھونڈھنا تو پل پر مجھکو ڈھونڈھو میں نے عرض کی جو آپ پل پر نہ ملو تو فرمایا میزان کے پاس ڈھونڈھنا میں نے گذارش کی جو میزان پر بھی آپسے ملاقات نہو تو فرمایا حوض کے پاس ڈھونڈھنا

[1] اخرج البیہقی فی شعب الایمان من طریق سعید بن الجبیر ۱۲ [2] ابن ابی حاتم [3] اخرج ابن مردویہ وابو نعیم فی الحلیۃ در منثور
[4] اس آیت کی بقیہ تفسیر کے لئے صفحہ ۱۹۰ تفسیر قادری دیکھو ۱۲

جب حضرت کو تہجد پڑھنے کا حکم ہوا اور مقامِ محمود عنایت ہوا تو آپکے طفیل مین بعد تہجد مسلمانونکو
بھی اوس مقامِ محمود کی ایک جھلک دکھلائی جاتی ہی تو کوئی گنہگار روتا ہی آنسوؤن سے منہہ دہوتا ہے
کسی محب کو آہ وزاری سخت بیقراری ہوتی ہے کسی عارف کو حالتِ شہود اور انوارِ مشہود جلوہ گر
ہوتے ہین تو اپنی خودی کو بہول کر مستغرقِ انوار و محوِ دیدار ہوتا ہی۔ غرض ہر ایک کو اپنی اپنے
سلوک کے موافق حصہ ملتا ہی۔ یہانتک کہ صبح کو اون کے چہرون سے نورِ عبادت چمکتا ہی ؎

تو شبینہ می نمائی بہ برکسے بودی امشب	کہ ہنوز چشمِ مستت اثرِ خمار دارد

حکایت ایک عابد کا بیان ہے کہ مین ایک رات کو وظیفہ نہ پڑھ کے سو گیا کیا دیکہتا ہون
کہ قبلہ کی جانب سے بہت سی لڑکیان حسین خوبصورت میری جانب آرہی ہین اور ایک اونمین
نہایت قبیح و بدصورت ہے مین نے پوچھا تم کسکی ہو اور یہہ بدصورت کسکے لئے ہے اونہون نے کہا کہ
ہم وہ گذشتہ راتین ہین جنمین تو نے عبادت کی تھی اور یہہ تیری آج کی رات ہے اگر تو اسی رات مین
مرتا تو یہی تیرا حصہ تہا۔ **بعد** وعدۂ مقامِ محمود اب ہر ایک مقام مین خواہ وہ حسی ہو یا معنوی
وہان جانا ہو یا نکلنا آپکو دعاءِ استقامت اسطرح تعلیم فرماتا ہی وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ

لہ صوفیہ فرماتے ہین کہ صفتِ فنا مجھے دیکر دریاءِ قدم مین داخل کر پھر بحرِ فنا سے صفتِ بقا عنایت فرماکر باہر نکال تا تیری ساتھہ باقی
اور تیری مشاہدہ مین حاضر رہون سلطانِ نصیر یعنی زینت جبروتی سے مجھے اسطرح مزین فرما کہ سلطان ہو لی مقہور اور سلطان حق غالب
منصور رہے تو جب کسی شئے مین قدم رکھون تو باللّٰہ اور للّٰہ ہو اور جب باہر آؤن تو باللّٰہ و للّٰہ ہو غیر کا گذر نک نہو جب سلطان عالم صلی اللّٰہ علیہ
وآلہٖ وسلم کو تمام معانی مین یہہ مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ اونکی دعا مقبول تھی تو حکم ہوا کہ مخلوق کو بھی آگاہ کر دو کہ حق کا ظہور ہوا اور ظلمات باطل
دور ہوئی چنانچہ فرماتا ہی کہہ دو حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹ ہی جایا کرتا ہی۔ یہان حق سے مراد واجب الوجود جل جلالہ ہی کہ ازلی ابدی
ہی۔ اور باطل سے مراد وجودِ بشری امکانی ہی کہ قابلِ زوال و فنا ہی جب تجلیاتِ لمعاتِ وجودِ حقانی کی چمکتی ہین تو ممکن کا وجودِ موہوم اوسکے روبرو مضمحل و متلاشی
ہو جاتا ہی ؎ ہمہ ہرچہ ہستند از ان کمتر اند کہ با ہستیش نام ہستی برند چو سلطان عزت علم برکشد جہان سر بجیب عدم درکشد چونکہ قرآن بھی اوسکی
صفت ہے اور وہ مظہر حق ہے اسلئے اوسکا بیان فرماتا ہے۔ اور ہم قرآن اوتارتے ہین جو اسرارِ الٰہی کے لئے شفا اور رحمت ہی اور ظالمونکے لئے تو اور نقصان ہی بڑھتا۔

7-80

مُدْخَلَ[1] صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ

سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ اور کہو کہ اے پروردگار مجھے سچی طرح سے (مدینہ مین) داخل کر اور سچی طرح سے

(مکہ سے) نکال اور میرے لئے اپنی پاس سے حکومت دینے والی عنایت فرما حضرت ابن[2] عباس رضی اللہ عنہما فرماتے

ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مین تھے پھر ہجرت کا حکم ہوا اور یہہ آیت (گذشتہ) اتری یعنے

مکہ معظمہ سے لیجا تو سچائی سے لیجا اور مدینہ منورہ مین پہونچا تو سچائی سے پہونچا کسیطرح کی کوئی

برائی پیش نہ آئے اگرچہ کہ مدینہ کا داخل ہونا مکہ سے نکلنے کے بعد ہی لیکن مقصود وہان کا جانا ہے

اسیواسطے اوسکو مقدم فرمایا۔ یا دعا فتح مکہ کی ہی یعنے مکہ مین داخل کر تو مجھے غالب فرما کر داخل کر

غرض مکہ اور مدینہ مین اچھی طرح سے میرا آنا جانا ہو اور دونون شہرون پر میری حکومت اور

میرا ہی قبضہ ہو۔ چنانچہ حسب تعلیم حق وہ دعا اوس زبان مبارک سے نکلی اس لئے اوسکی اجابت و

ظہور کی یون خوشخبری دیتا ہے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ اور کہو حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹ ہی

جایا کرتا ہی۔ روایت[3] ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (روز فتح) مکہ مین داخل ہوئے تو

اطراف بیت اللہ کے تین سو ساٹھہ بت تھے آپ ونمین سے جسکی طرف یہہ آیت پڑھکر لکڑی سے

اشارہ فرماتے تھے وہ گر پڑتا تھا۔ بعضے[4] روایات مین یہہ بھی ہی کہ باوجود اون کے قدم شیشہ سے

[1] مدخل ومخرج دونون مصدر میمی ہین یا ظرف مکان (حاشیہ شیخ زادہ) [2] اخرجہ الامام احمد والترمذی وصححہ وغیرہما (در)
[3] بخاری ومسلم وغیرہما [4] طبرانی وبیہقی دلائل مین (در منثور)

جمع ہوئی تھی جب الٰہیات نبوت اور حشر ونشر اور قضا وقدر کے بعد نماز کا بھی حکم بیان

آیت ۸۲ ہوا تو یہہ قرآن مجید اون سب باتون کا جامع ہوا اب اوسکے شفا ورحمت ہونے کا

وَنُنَزِّلُ بصری باب افعال سے

بیان فرماتا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا

يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ اور ہم قرآن کو اوتار رہے ہین جو ایمان والون کیلئے

شفا اور رحمت ہے۔ اور ظالمون (نافرمانون) کیلئے تو اور نقصان ہی بڑہاتا ہے

تفسیر کبیر مین ہے کہ تمام قرآن مومنین کیلئے شفا ہے خواہ وہ امراض روحانی ہون یا جسمانی روحانی

امراض یا اعتقاد باطلہ یا اخلاق مذمومہ ہین ان دونون کی اصلاح قرآن مجید سے ہوتی ہے

کیونکہ دلائل مذہب حق اور ابطال مذاہب باطلہ اور اخلاق مذمومہ کی برائی اور اخلاق

فاضلہ کی ہدایت جابجا قرآن مین ہے۔ اور امراض جسمانی بھی اوسکے پڑہنے سے دور ہوجاتے ہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ لَّمْ يَسْتَشْفِ بِالْقُرْاٰنِ فَلَا شَفَاهُ اللّٰهُ یعنے

جو قرآن سے شفا نہ لیوے تو پھر خدا اوسکو صحت نہ دیوے۔ ابو سعید خدری فرماتے ہین کہ چند اصحاب

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر مین گئے تھے اور ایک قبیلۂ عرب مین اوترکر اون سے ضیافت چاہی

سانپ اور بچھو کا دم

۱؎ مِنْ بیان کے لئے ہے اس بنا پر کہ مبین سے تقدم بیان جائز ہے (خفاجی)، ۲؎ دیلمی (کنوز الحقایق)،
۳؎ یہہ حدیث صحیح بخاری مین متعدد جا ہے لیکن فقیر نے کتاب الاجارات سے ترجمہ کیا ہے۔ اور
منتخب کنز العمال مین ہے کہ امام احمد اور صحاح ستہ نے بھی اسکی تخریج کی۔ حصن حصین مین بھی
صحاح ستہ سے ہے کہ سانپ اور بچھو کے کاٹے ہوئے پر سورۂ فاتحہ کا منتر پڑھا جائے۔ ترمذی مین ہے
کہ سات مرتبہ پڑھے ۱۲

اونہونے انکار کیا۔ پھر اوس سردارِ قبیلہ کو کسی شئے نے کاٹا (سانپ یا بچھو) اون لوگون نے
اوسکا زہر دفع ہونیکے لئے بہت کچھہ کوشش کی فائدہ نہوا۔ آخر اونہونے کہا اوس جماعت کے پاس چلو
جو یہان آکے اوترے ہیں شاید اونمین کسی کے پاس کچھہ ہو۔ جاکر کہنے لگے کہ اے لوگو ہمارے سردار کو زہر
چڑہ گیا ہے ہمنے بہت کچھہ سعی کی نفع نہوا کیا تمسے کسی کے پاس کچھہ ہے ایک نے کہا ہان اللہ کی قسم مین
منتر پڑھتا ہون لیکن ہمنے تمسے دعوت چاہی تمنے ہماری دعوت نکی مین بھی منتر نہ پڑہونگا جب تک کہ
میرے لئے کچھہ مقرر نکردو پھر اونہونے ایک گلہ[1] بکریون کا ٹھرا دیا۔ پھر وہ صاحب جاکر اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھکر اوسپر پہونکنے لگے وہ بھلا چنگا ہوکے چلنے پھرنے لگ گیا جیسا کہ اوسکو
کچھہ بھی نتھا۔ پھر جو مقرر کیا تہا اونکو دیدیا بعضون نے کہا تقسیم کرڈالو جنہونے منتر پڑھا تھا
اونہونے کہا ابھی تقسیم نکرنا چاہئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکے سب معروضہ
کرینگے پھر دیکھین حضرت کیا حکم فرماتے ہین۔ جب حضور مین حاضر ہوکر عرض کی تو آپنے اوس منتر پڑھنے
والے سے مخاطب ہوکے فرمایا۔ وَمَا یُدْرِیْكَ اَنَّھَا رُقْیَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ اَصَبْتُمْ اِقْسِمُوْا
وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَکُمْ سَھْمًا یعنی تجھے کیا معلوم کہ وہ سورۂ فاتحہ منتر ہے پھر فرمایا تمنے بہت اچھا
کیا تقسیم کرو اور میرا بھی حصہ تمھارے حصون کے ساتھہ نکالو۔ پھر سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ہنسنے لگے ابوداؤد[2] و نسائی مین ہے کہ جسکی عقل بگڑ گئی ہو اوسپر تین دن صبح و شام سورۂ فاتحہ

دیوانہ کا علاج

[1] بعض روایات مین تیس بکریان مذکور ہین چارون اماموں کے پاس قرآن یا اسماءِ الٰہی سے منتر پڑھنا اور اوسپر اجرت لینا جایز ہے ۱۲ [2] ابو نعیم (منتخب کنز العمال)

آسانیِ ولادت

پڑھی جب ختم کری اپنی تہوک کو جمع کرکے تہوکے حضرت بی بی عایشہ فرماتی ہین کہ قبل
نزول یا بعد نزول القران مین سے تعویذ بناکر لٹکانے مین کچہہ مضایقہ نہین حضرت ابن عباس فرماتے
ہین کہ آسانیِ ولادت کے لئے ایک باسن پر ان آیات کو لکہے۔ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ
الی اخر الایۃ وَکَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا الایۃ وَلَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِھِمْ عِبْرَۃٌ لِاُ
وْلِی الْاَلْبَابِ الی اخر الایۃ پہر دہوکر اوس حاملہ کو پلا دے اور اوس کے پیٹ اور مونہہ پر

آیاتِ شفا

چھینٹے دیوے۔ امام سبکی فرماتے ہین کہ آیاتِ شفا کا مینے بارہا تجربہ کیا ہی اور وہ چہہ ہین
وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ۔ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ
یَشْفِیْنِ۔ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ امام قشیری کا ایک لڑکا بیمار
ہوا جسکی زندگی سے مایوسی ہوگئی تھی۔ آپنے اللہ تعالی کو خواب مین دیکہا اور اوس بچے کی

دعاءِ شفاءِ مریض

حالت عرض کی تو ارشاد ہوا کہ آیاتِ شفا کو جمع کرکے اوسپر پڑھکر پہونک۔ اور
باسن مین لکہکر پہر دہوکر اوسکو پلا۔ انہوں نے اوسیطرح کیا اللہ پاک نے شفا عنایت فرمائی
قرآن تو اللہ کا کلام ہے لیکن اوراد و ادعیہ سے بھی شفا ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث مین ہے

---

۱ ابن السنی (منتخب) ۲ خفاجی حاشیۂ بیضاوی ۱۲ بعض نے مترجموں نے قرآن کے ترجمہ مین شفاءِ روحی کی قید بڑھائی ہے اس لئے ہمنے اس بحث کو طول دیا کہ تا نئی نسل والے اپنی غفلت سے ہشیار ہووین اور شراب آمیز دوائین پی کر مرنیسے بہتر ہے کہ قرآن کی آیات پیتے ہوے مرین ۳ ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم و ابن ابی شیبہ (حصن) ۱۲

کہ جو شخص ایسے بیمار کی عیادت کو جائے کہ جسکی عمر آخر نہوئی ہو اور اوسکے پاس سات مرتبہ اسطرح کہے اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْم رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم اَنْ یَّشْفِیَکَ (یعنی مین اللہ بزرگ اور پروردگار عرش بزرگ سے سوال کرتا ہون کہ تجھے شفا دیوے) اللہ تعالی اوس بیماری سے اوسکو صحت سرفراز فرمائیگا اور جس[1] کسیکو درد یا جسم مین کوئی شکایت ہو تو اپنا سیدھا ہاتھ اوس مقام پر رکھکر تین بار بسم اللہ اور سات مرتبہ یون کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ یعنی اللہ اور اوسکی قدرت کی پناہ مین آیا اوس برائی سے کہ جسکو مین پا رہا ہون اور جسکے کہ مین ڈر رہا ہون اور[2] اطفال کا تعویذ یہہ ہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ اور عبداللہ[3] بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بچون سے جو سمجھدار ہوتا اوسکو یہہ سکھلاتے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ عِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔ اور جو بچے سمجھدار نہوتے آپ اسکو ایک کاغذ مین لکھکر اونکے گلے مین ڈالتے **امام بخاری** ادب المفرد باب مایقول الرجل اذا خدرت رجلہ مین اپنی سند سے روایت کرتے مین خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اُذْکُرْ

علاج درد

تعویذ اطفال

[1] مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ (حصن)، [2] بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و بزار (حصن) ۱۲
[3] ابوداؤد و ترمذی و نسائی و حاکم (حصن حصین)

اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیۡکَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ
عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو ایک شخص نے اون سے کہا کہ جسکو تم سب سے زیادہ محبت کرتے ہو
اوسکو یاد کرو تو اونہوں نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن السنی کی روایت میں
زیادہ ہی کہ اوسیوقت پاؤں اچھا ہو گیا ملا علی قاری شرح شفا میں تحت حدیث لکھتے
ہیں کہ قصد بہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مدد چاہنے کی ضمن میں محبت کا اظہار بھی مقصود تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے بھی اسیطرح مروی ہے بعضی نجدیہ سست عقیدت والے گھبرا اٹھینگے کہ صحابہ اور زبان
غیر خدا کی یاد مگر یاد رکھیں کہ زبان ہی موقوف نہیں بلکہ صحابہ کی آنکھوں میں بھی وہی نقشہ
پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھرتا تھا ورنہ ایسی آنکھوں کو پسند نہیں فرماتے تھے
امام بخاری ادب المفرد باب العیادۃ من الرمد میں اپنی سند سے روایت
کرتے ہیں عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ذَهَبَ بَصَرُهٗ
فَعَادُوْهُ فَقَالَ كُنْتُ اُرِيْدُهُمَا لِاَنْظُرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الخ
یعنی حضرت قاسم بن محمد نے کہا کہ ایک صحابی کی آنکھیں جاتی رہیں لوگ اونکی عیادت کو
گئے تو انہوں نے کہا کہ آنکھوں سے تو میری یہی غرض تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرن

لـه عن ابن السنی (حرز الثمین) ۱۲

(آپنے بعد انتقالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہہ فرمایا) سیرین روایت ہے کہ ایک صحابی نے حضرت صلی اللہ وسلم کے انتقال کی کیفیت سنکر یون دعا کی کیا اللہ میری آنکھونکا نور چھین لے اب مجھے پسند نہین کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ندیکھکر دوسرونکو دیکھا کرون اوسیوقت نابینا ہوگئے۔ آپکا فقیر عرض کرتا ہے ؎

توٹے وہ ہاتھ جو پہونچا نہ تری قدمون تک	پہوٹے وہ آنکھہ جو تجکو نہ مریجان دیکھا

زبان اور آنکھہ تو کیا شئے ہے صحابہ ہمیشہ جان فدا کرتے تھے آدب المفرد دیکھو کہ حضرت ابو طلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو بیٹھکر اپنا تیردان پہیلادیتے اور عرض کرتے وَجْهِیْ لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ وَنَفْسِیْ لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ یعنی میری ذات آپکی ذات کے بچانیکو حاضر ہے اور میری جان آپ پر فدا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بارہا عرض کرتے لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ وَاَنَا فِدَاؤُكَ یعنی حاضر ہون یارسول اللہ اور تابعدار ہون اور ہین آپ پر فدا ہوجاؤن بخاری[1] مین ہے کہ بی بی ام عطیہ صحابیہ رضی اللہ عنہا جب[2] وہ نامِ مبارک لینا ہوتا تو اپنی باپ کو قربان کرتین پھر وہ نامِ مبارک اپنی زبان پر لاتین فلما قَدِمت اُمّ عطیہ سألتُها اسمعت النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم قالت بابی نعم وكانت

[1] صحیح بخاری باب شہود الحائض العیدین صفحہ (۴۶) ۱۲ [2] نجدیہ موحد اگر صحابہ کے زمانے مین ہوتے تو اونکو بھی مشرک بناتے اور کہتے کہ خدا کی جان عزِ خدا پر کیسی قربان کرتے ہو یہہ شرک ہے ۔ ۱۲

لَا تَذْكُرُهُ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِیْ ۵

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب	ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبیست

حصن حصین میں ہے کہ قضاء حاجت اور دفع ضرورت کے لئے اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھی پھر یہہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ[1][2] اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔ یعنی یا اللہ تحقیق کہ میں تیرے سے سوال کرتا ہوں۔ اور تیری طرف ساتھ وسیلے تیری نبی کی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت میں متوجہ ہوتا ہوں ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ میں بتائید آپکے میری رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس میری حاجت مین تا وہ میرے لئے پوری کی جاے یا اللہ آنحضرت کی شفاعت میری حق مین قبول فرما ملا علی قاری شرح حصن حصین مین لکھتے ہیں کہ ایک نسخہ میں بصیغۂ معروف ہے یعنی لِتَقْضِیَ الْحَاجَةَ لِیْ یعنی آپ میری حاجت روائی کیجئے معنے یہہ ہوئے کہ آپ میری حاجت حاصل ہونیکے لئے سبب ہو جائے تو ایسی وقت میں اسنادِ مجازی ہے انتہی ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم اور بیہقی نے تصحیح بھی کی کہ ایک اندھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ

[1] ملا علی قاری شرح حصن حصین میں لکھتے ہیں یا محمد التفات الیه وتضرع لدیه لیتوجه بروحه الی الله تعالی ویغنی السائل عما سواه وعن التوسل الی غیر مولاه الخ ۱۲

[2] قال الزرقانی والباء فی بك للاستعانة ۔ ۱۲

میری بینائی کے لئے دعا کیجئے۔ آپنے فرمایا اگر چاہو تو دعا کرون اور اگر چاہتے ہو تو صبر کرو کہ یہہ تمہارے لئے بہتر ہو اوسنے کہا دعا فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرکے یہہ دعا پڑہو اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الخ وہی دعاء سابق علامہ[1] زرقانی شرح مواہب مین لکہتے ہین کہ بیہقی مین یہہ زیادتی ہے کہ فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ بینا ہوگیا اسیطرح امام بخاری نے تاریخ مین اور ابو نعیم اور نسائی اور طبرانی سے بھی ثابت ہے الخ بعضی بدمذہب اس دعا کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مخصوص سمجہتے ہین حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ نے اس دعا کے استعمال کا حکم فرمایا ہے چنانچہ بیہقی اور طبرانی نے معجم کبیر مین بطرق متعددہ روایت کی کہ ایک شخص حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی ایک حاجت کے لئے اکثر آیا کرتا اور آپ اوسکی طرف التفات نہ فرماتے تھے اوسنے عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرکے اپنی حال کی شکایت کی۔ ابن حُنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وضو کرکے مسجد مین دو رکعت نماز پڑہ پھر یہہ دعا اللّٰھم انی اسئلک الخ (دعاء گذشتہ) پڑہ۔ اوسنے اوسیطرح کرکے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گیا دربان اوسکا ہاتہہ پکڑکے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لایا آپنے اوسکو اپنے فرش پر بٹھایا اور اوس سے حاجت پوچھکر اوسکا کام کردیا اور فرمایا کہ جب تجھے کوئی ضرورت

[1] الجزء الثانی والفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف۔ ۱۲

پیش آئے تو یہی بیان کرنا۔ وہ شخص خوش ہوکر عثمان بن حنیف کے پاس آکر کہا کہ خدا تمکو اچھا بدلہ دے شاید آپنے میری مقدمے مین حضرت عثمان سے کہا تھا آپنے کہا واللہ مین نے اون سے کچھہ نہین کہا ہان مگر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پاس ایک اندھا حاضر ہوکر اپنی بصارت کے لئے مدد چاہی تھی آپنے اسیطرح اوسکو ارشاد فرمایا تھا جسطرح مین نے تمسے کہا فَعَلِمْتُ مِنْهُ اَنَّ التَّوَسُّلَ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُوْجِبٌ لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ یعنی مین نے اس سے یہہ سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے مرادین پوری ہوتین ہین۔ علامہ[1] قسطلانی فرماتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہنا اور آپکا وسیلہ لینا اور آپکو شفیع بنانا ہر حال مین ہوا ہی آپکی پیدایش سے پہلے اور آپکے بعدِ خلقت یعنے اس زندگانی دنیا مین اور بعدِ رحلت مدتِ برزخ مین اور اٹھے بعد قیامت مین پھر ہر ایک کی دلیل بیان فرمائی ہی۔ **غرض** جیسے ایک بیہودہ فرقہ تعویذات کے اثر کا منکر ہی اوسیطرح

[1] علامہ قسطلانی نے مواہب مین مقصد عاشر زیارت قبر شریف کے بیان مین فرمایا واعلم الاستغاثۃ ہی طلب الغوث (الاعانۃ والنصر) فالمستغیث یطلب من المستغاث بہ ان یحصل لہ الغوث منہ فلا فرق بین ان یعبر بلفظ الاستغاثۃ او التوسل او التشفع او التجوہ او التوجہ لانہما من الجاہ والوجاہۃ ومعناہ علو القدر والمنزلۃ وقد یتوسل بصاحب الجاہ الی من ہو اعلی منہ (کالتوسل بالمصطفیٰ الی اللہ، ثم ان کلا من الاستغاثۃ والتوسل والتشفع والتوجہ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما ذکرہ فی تحقیق النصرۃ ومصباح الظلام واقع فی کل حال قبل خلقہ وبعد خلقہ فی مدۃ حیاتہ فی الدنیا وبعد موتہ فی مدۃ البرزخ وبعد البعث فی عرصات القیمۃ الخ۔ ۱۲

ایک احمق گروہ سفلی عمل گنڈے اور توتگے اور فال مین مصروف ہے - افراط و تفریط ہوگئی اسیواسطے سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا سیدہارا ستہ بتلایا ہی - جسطرح آپنے اچھے عملون کے اثر کو ثابت فرمایا اوسیطرح آپنے بُری عملون سے ڈرایا اور فرمایا کہ جس[1] نے داغ دیا اور منتر پڑھا وہ توکّل سے خارج ہوگیا اور فرمایا کہ جس[2] کسی نے کچھہ باندہ لیا وہ اوسی پر چھوڑ دیا گیا **حاصل** کلام قرآن مجید جو مسلمانون کے لئے سببِ شفا و رحمت ہے کافرون کے حق مین باعثِ نقصان وخسارت ہو جانا کوئی بعید بات نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بھی اون ظالمون کے لئے سببِ ناشکری ہوجاتے ہین جسطرح کہ فرماتا ہے وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ

83 آیت

اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ[3] ج وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا[4] اور ہم جب انسان پر نعمت بھیجتے ہین تو موںھہ پھیر لیتا اور پہلوتھی کرتا ہے اور جب اوس کو تکلیف پہونچتی ہی تو ناامید ہوجاتا ہے یعنی جب دولت ملتی ہی تو غرور مین آکر اللہ کو بھول جاتا ہی اور جب دینا نہ ملی تو وہ حزن و غم گھیر لیتا ہے کہ یادِ خدا کی فرصت نہین ہوتی - غرض ہر حال مین یہہ بیچارہ اللہ سے غافل ہی ہا اور غلام کے لئے بھی

اپنا عمل یا قلب ہے یعنی تقدیم لام عین پر جیسے رأی مین راٰ یا نأی کے معنے نہض کے ہین ۱۲

[1] امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم (کنز العمال) [2] امام احمد و ترمذی و حاکم (کنز العمال)
[3] ابن جریر و ابن ابی شیبہ وغیرہما عن مجاھد نائی بجانبہ ای تباعد منا ۱۲
والنائی البُعد لیکن یہان مراد تکبر ہے (کبیر) [4] یئوسا ای شدید الیاس من رحمۃ اللہ (بیضاوی)

مالکان مجازی بھی دو طریقوں کا برتاؤ کرتے ہیں پہلے انعام واکرام سے خوش کرنا اور جو اس سے بھی
نہ مانے تو تادیب و سرزنش سے راستے پر لانا جب دونوں طریقے بھی نافع نہ ٹھہرے تو تہدید اُسطرح
آیت ۸۴ فرماتا ہے قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝
کہو (اے پیغمبر) کہ ہر ایک اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے پس تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ کون سیدھی
راہ پر ہے ہر شخص ایسے طریقہ پر عمل کرتا ہے کہ جو اوس کے حال کا ہمشکل ہوتا ہے خواہ وہ ہدایت ہو
یا ضلالت یا یہ کہ اوسکی نیت سے اوسکو اعمال کا ثواب ملتا ہے جب انسان اور اوسکی جبلت کا
بیان ہو چکا تو اب اوس سوال کا بیان فرماتا ہے کہ جو کافروں نے روح کے متعلق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ چل رہا تھا جب آپکا گذر قوم یہود پر ہوا باہم کہنے لگے کہ آپ سے روح کا سوال کرو
کسی نے کہا کہ نہ کرو۔ آخر اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ مَا الرُّوْحُ
یعنی روح کیا ہے پھر ایک ساعت حضرت ٹھہر گئے میں نے سمجھا کہ وحی اوترتی ہے اللہ تعالیٰ نے
آیت ۸۵ اس آیت کو اوتارا وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ
اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور تم سے روح کی (کیفیت) دریافت کرتے ہیں تو کہدو کہ

لہ اخرج ابن جریر وابن منذر عن ابن عباس فی قوله کان یؤسًا قال قنوطا وفی قوله علی شاکلته
قال ناحیته وعن الحسن علی نیته (در) زجاج نے کہا کہ شاکلہ طریقہ اور مذہب ہے کیونکہ هذا طریق
ذو شواکل ای یتشعب منه طرق کثیرة کہتے ہیں ۔۱۲

میرے رب کی حکم سی ہی اور تمکو تہوڑا سا ہی علم دیا گیا ہی تفسیر کبیر مین ہے کہ اِس آیت مین جو
روح کا ذکر ہی اوسمین مختلف اقوال ہین لیکن اصح[1] قول یہہ ہے کہ اوس سے مراد وہی روح کا ذکر ہی
جو سببِ حیات ہے اب رہا معرفتِ[2] حقیقتِ روح ہونا بڑی تعجب کی بات ہے جب اللہ تعالی کی
معرفت ممکن بلکہ حاصل ہے تو روح کی کیا حقیقت اور سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
شان مین تو ارشاد ہوتا ہی اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن اور عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور كَانَ
فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور قرآن کی یہہ صفت کہ لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْن
اور حضرت کی یہہ دعا کہ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْاَشْيَاءَ كَمَا هِیَ تو اب جسکی یہہ شان پاک اور
یہہ وصفِ مبارک ہو اوس کے لایق یہہ بات ہرگز نہین ہو سکتی کہ ایک مشہور مسئلہ مین کہدین کہ
مجھے اسکا علم نہین۔ ہمارا اختیار یہہ قول ہی کہ اونہون نے روح سے سوال کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ احسن وجوہ
اوسکا جواب دا فرمایا چنانچہ اونہون نے ماہیتِ روح سی سوال کیا تہا تو جواب ملا کہ ہان وہ موجود ہے
لیکن اِس اجسام و اعراض سے مغایر کیونکہ اجسام ایسی اشیا ہین جو امتزاجِ اخلاطِ عناصر سی حادث ہوتے
ہین اور روح ایسی نہین بلکہ وہ جوہرِ بسیط مجرد ہی صرف وہ کُن فرماتی ہی ہو گئی ہی یا یہہ کہ
اونہون نے پوچہا تہا کہ روح قدیم ہی یا حادث جواب ملا کہ امرِ رب یعنی اوسکا فعل ہے جب وہ اوسکی
ایجاد و تکوین سے ہوئی تو حادث ہوئی پھر روح کی حادث ہونے پر یہہ دوسری دلیل فرمایا کہ

---

[1] فخر الدین رازی و بغوی [2] تفسیر کبیر جزء پنجم صفحہ ۴۳۹، والتعجب ممن یقرأ هذه الآيات الكثيرة الخ
ویروی هذه الاخبار الكثيرة ثم يقول توفی رسول الله صلى الله عليه وسلم وما كان يعرف الروح وهذا من العجائب

تمکو تہوڑا سا ہی علم دیا گیا ہی یعنی روح مبدأ فطرت مین علوم و معارف سے خالی رہتی ہی پہر علوم و معارف حاصل کرتی ہی اور ایک حال سے دوسری حال کی طرف بدلتی رہتی ہی تو یہہ تغیر و تبدل علامت حدوث ہے الخ امام قشیری فرماتی ہین کہ صوفیہ افعال ذمیمہ اور اخلاق خبیثہ کو نفس[۱] کہتی ہین اور وہ دو قسم پر ہین۔ ایک تو بندہ کا سب ہے نا ہی جیسی مخالفات حق گناہ کبیرہ و صغیرہ۔ اور دوسری اخلاق رذیلہ جیسی کبر و غضب کینہ و حسد و بدخلقی بےصبری وغیرہ اور خصوص نفس کا یہہ خیال کہ کوئی نہ کوئی کام اوسکا اچہا ہی اور وہ ضرور اوسکی قدر و منزلت کا مستحق ہی یہہ سب سے زیادہ مشکل ہی جسکو شرک خفی کہتی ہین۔ پس اسیوسطی ترک نفس اور ان اخلاق کا معالجہ بہت ہی دشوار[۲] ہوگیا۔ اور یہہ بہی ہو سکتا ہی کہ نفس ایک لطیفہ ہی جو اس قالب مین رکہا گیا ہی اور وہی محل اخلاق مذمومہ ہے۔ جیسی اس قالب مین روح[۳] محل اخلاق محمودہ ہی۔ اور ہر ایک ایک دوسری کا مطیع ہی۔ مجموعہ کا نام انسان ہی۔ اور نفس و روح اجسام لطیفہ سے ایسی ہی ہین جیسی ملائکہ اور شیاطین صفت لطافت سے موصوف ہین (اور وہ دونون لطافت مین

بیان نفس

[۱] نفس کا اطلاق حقیقت ماھیت اور خون پر جیسی فقہا کہتی ہین ماله نفس سائلة اور قالب و شخص پر بھی ہوتا ہے اور کبہی جو منشا صفات ذمیمہ ہوتا ہی اوسکا نام بہی نفس رکہتی ہین اور وہ سب دشمنون سی قوی دشمن ہے کیونکہ اوسکے شر سی بچنا بہت مشکل ہی۔ دیکہو جب کسی دشمن سے صلح ہوتی ہی تو انسان کو بےفکری حاصل ہو جاتی ہی اور جو نفس سے صلح کری تو نفس اوسکو ہلاک ہی کر ڈالی اسیوسطی اوسکا جہاد بہی جہاد اکبر ہوا۔ [۲] اگرچہ کہ بہوکے پیاسے رہنا جاگنا سفر کرنا اور ریاضات وغیرہ جو قوت کو کم کرتی ہین یہہ بہی کہ نفس مین داخل ہین لیکن اخلاق مذمومہ کا معالجہ سب سے مشکل ہی [۳] روح جوہر نورانی علوی ربانی ہی اور نفس ظلمانی سفلی شیطانی ہی اور قلب دونون جانب منقلب ہے پس روح طیب و طاہر اور موافقت اوسکا کام ہی اور نفس خبیث ہی مخالفت مین صبح و شام ہی۔ دل جب روح کی طرف مائل اور اوسکی صفات سے متصف ہے تو نفس بہی ان دونون کا مطیع ہوگیا اور جو دل نفس کیجانب متوجہ ہوا تو کام اولٹا ہوگیا۔ ۱۲

مشترک ہونے سے ایک نہین ہوسکتی) اور جسطرح کہ محلِ[۱] رؤیت آنکھہ اور محلِ سماعت کان سونگھنیکا محل
ناک اور چکھنے کا محل زبان ہے پھر باوجود اسکی سمیع و بصیر اور شام و ذایق وہ مجموعہ ہی جسکو انسان
کہتے ہین اسیطرح قلب و روح محلِ اوصافِ حمیدہ ہین اور نفس محلِ اوصافِ مذمومہ۔ پھر
دیکھو تو نفس بھی اوس مجموعہ کا ایک جزا اور قلب بھی اوسی کا ایک جزء ہے اور (باعتبار عرف کے)
حکم و اسم اوس مجموعہ کی طرف منسوب ہے اور ارواح اعیانِ لطیفہ (جوہر مجرد) ہین جو ان اجسام
مین ودیعت و امانت رکھی گئی ہین اللہ جل شانہ کی عادت یون جاری ہوئی ہی کہ جبتک کہ ارواح
جسم مین رہتی ہین قالب کو زندگی عنایت فرماتا ہی۔ اور حالتِ خواب مین روح کو گوایک قسم کی
جدائی ہوتی ہی لیکن بیدار ہوتی ہی پھر وہی پہلا علاقہ پیدا ہوجاتا ہی۔ اور انسان روح
و جسم کا نام ہی اور اسی مجموعہ سی حشر بھی ہوگا اور اسی پر ثواب و عذاب بھی ہوگا۔ اور
ارواح مخلوق ہین اور جس نے اونکو قدیم کہا اوس نے بڑی خطا کی۔ اور سر بھی شاید ایک لطیفہ ہو
جو اسی قالب مین بطور امانت رکھا گیا ہو۔ اور اصولِ صوفیہ سی یہہ ثابت ہوتا ہی کہ سر محلِ
مشاہدہ ہی جیسا کہ ارواح محلِ محبت اور قلب[۲] محلِ معرفت ہے اور صوفیہ نے یہہ بھی کہا کہ سر وہ ہے

---

[۱] ہر حاسہ کو جو ایک قوت مخصوص ہے وہ باعتبار عالم ترکیب مقید کے ہی اور جب عارف میدانِ عالمِ اطلاق کی سیر کرتا ہے
تو اوسکا ادراک ہر حاسہ کی قوتِ مخصوص کا مقید نہین رہتا۔ بلکہ کبھی ایک ہی حاسہ سی سنتا دیکھتا چکھتا اور
سونگھتا ہی یا بے حاسہ کے بھی پالیتا ہے (حاشیۂ قشیری) ۱۲

[۲] علامۂ علاؤ الدین قونوی نے کہا کہ یہہ سب ایک ہی حقیقت یعنے لطیفۂ انسانیہ کے نام ہین اور
اعتباراتِ مختلفہ سے یہہ اختلاف پیدا ہوتا ہے (شرح قشیری)

کہ جس پر تو مطلع ہووے۔ اور سر السر وہ ہی کہ جسکی اطلاع حق کی سوا کسی کو نہیں ہوتی۔ صوفیہ کے
اصطلاحات مین سر روح سی الطف اور روح دل سی اشرف ہے (کیونکہ دل کا تعلق علم سے ہے
تو جب اس بات کا علم حاصل ہو چکا کہ پروردگار مہربان ہی اور اس علم پر مداومت بھی ہوئی تو
اب روح کو اوسکی محبت پیدا ہوئی۔ اس لئے محسن کا چاہنا روح کی طبعی خاصیت ہے پھر جب
مقام محبت مین قدم ثابت ہو گیا تو اوس محبوب کا مشاہدہ بھی ہمیشہ ہونے لگا۔ اور عالم غیب
وشہادت کی خاص خاص باتین بھی اوس پر ظاہر ہونے لگین یہی آدمی جانتا ہی پھر چاہتا ہے
پھر مشاہدہ کرتا ہی پس افضلیت کا یہی سبب ہے کہ مشاہدہ محبت سے بلند تر ہی اور محبت علم سے
بڑھکر) اور کبھی خدا اور بندہ کے درمیان جو احوال پوشیدہ رہتی ہین اوسکو سر کہتی ہین۔
(فَمَن لَّمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ سِرٌّ فَهُوَ مُصِرٌّ) یعنی کوئی ایک علاقہ بندہ مین اور خدا
مین ایسا ہو جو سب سے پوشیدہ ہو۔ اور جو یہ حال نہین صاحب کمال نہین کسی نے کہا جسکا
دل تمام نقصانون سے پاک ہوا وہی سر سی خاص ہوا۔) مقولہ ہی صُدُورُ الاَحرَارِ
قُبُورُ الاَسرَارِ۔ یعنی اچھی لوگون کے سینے اسرار کی خزینے ہین۔ امام[1] غزالی فرماتی ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا[2] کہ ابن آدم مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہی کہ جب وہ درست ہوتا ہی سب جسم درست
ہوتا ہی اور جب وہ بگڑتا ہی تو سب جسم بگڑتا ہی اَلاَ وَھِیَ القَلبُ آگاہ رہو کہ وہ دل ہی اس
حدیث سی ثابت ہو گیا کہ دل ہی اصل ہی اور وہی جسم مین حاکم اور امیر ہی اور باقی سب تابع

[1] احیاء العلوم [2] بخاری وغیرہ

لہذا ہم معنیِ قلب و روح و نفس و عقل بیان کرتے ہین - اور علما مین ایسے لوگ کم ہین جو ان الفاظ
کی معانی کا اختلاف اور اون کا مصداق جانتے ہون لفظِ اول قلب ہے اسکی دو معنی ہین
اول تو گوشت کا ٹکڑا گاودم جو سینے کی بائین جانب ہی اور اوسکے بیچ مین خلو ہی جسمین سیاہ خون
رہتا ہی جو منبع اور معدن روح کا ہی - اسطرح کا دل تو بہائم بلکہ مردہ مین بھی موجود ہوتا ہے
دوسری معنی دل کے یہہ ہین کہ وہ ایک لطیفۂ روحانی ربانی ہی جسکو قلبِ جسمانی سے تعلق ہی اور
یہی لطیفہ حقیقتِ انسانی کہلاتا ہی اور مدرکِ عالم - مخاطب معاتب بھی ہی اور اسی سے
بازپرس ہے اور قولِ خداوندی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ مین اوسیکی طرف
اشارہ ہی اور اس لطیفہ کو جو قلبِ جسمانی سے علاقہ ہی وہ بیان مین نہین آسکتا بلکہ کشف و
مشاہدہ کی ضرورت ہے ع ذوقِ این مے نشناسی بخدا تا نچشی ؛ ہان اسقدر کہہ سکتے ہین کہ یہہ تعلق
ایسا ہی ہی جیسے مکین کا مکان سے یا پادشاہ کا رعیت سے - دوسرا لفظ روح ہی اسکی بھی دو
معنی ہین ایک یہہ کہ روح ایک جسمِ لطیف ہے جسکا منبع قلبِ جسمانی کا خلو ہی اور
وہانسے بذریعہ شریانون کے تمام اعضاءِ بدن مین پہیلتی ہی جیسا ایک چراغ کسی گھر مین رکھدو
اور اوس سے چارطرف روشنی پہیل جاوے - یہہ معنی روح کی اصطلاح اطبا کی ہی دوسری معنی
وہی لطیفۂ ربانی ہی جو کہ حقیقتِ قلب ہے پس قلب و روح کا ایک لطیفہ پر اطلاق ہوتا ہے
اور یہی معنی مراد ہین اس آیت شریف مین جو قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ہی تیسرا لفظ نفس ہے

اسکی بھی دو معنی ہین اوّل یہہ کہ نفس انسان مین وہ شئی ہی جو قوتِ غضب اور شہوت و صفات
مذمومہ کی جامع ہی اور اسی نفس سے مجاہدہ کرنا چاہئے اسکو خوب توڑنا چاہئے اور وہی مراد اس حدیث
شریف مین بھی ہے جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اَعْدٰی عَدُوِّکَ[۱]
نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ یعنی سب مین زیادہ تیرا دشمن تیرا ہی نفس ہے جو تیری پہلو مین ہے

نفس گر کہنی مین ہوتا تو یہہ کہہ کیون ہوتا		میری پہلو ہی مین ہے دشمنِ جانی افسوس

دوسری معنے نفس کے وہی لطیفہ ربانی ہی جو روح و قلب کے دوسری معنے تھے اور اسی اعتبار سے وہ
حقیقتِ انسان ہے جس کے باعث وہ تمام حیوانات سے علیحدہ ہو گیا۔ اور نفس بحسبِ اختلافِ احوال
صفاتِ مختلفہ کی ساتھہ موصوف ہوتا ہی۔ پس ریاضتون سے صفائی اور ذکرِ حق سے نورانیت پیدا ہو جاتی ہے
خواہشات کا اثر اور بُری صفات دور ہو جاتی ہین تو اوسکو نفسِ مطمئنہ کہتی ہین جسکی طرف
اِس آیت مین اشارہ ہی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً
مَّرْضِیَّةً یعنی ای چین پکڑی ہوئی جی۔ اپنی رب کی طرف چل تو اوس سے راضی وہ تجھسی راضی
اور جب اوسکا سکون کامل نہین ہوتا مگر نفسِ شہوانی کو روکتا رہتا ہے اور اوسپر اعتراض کرتا رہتا ہے
تو اوسکو نفسِ لوّامہ کہتی ہین اِسلئے کہ وہ اپنی مالک کو عبادتِ مولیٰ مین قاصر پاکر ملامت کرتا ہے
اوسکا ذکر بھی خدای تعالیٰ نی فرمایا ہی لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اور جب نفسِ شہوانی کی

[۱] بیہقی کتاب زہد مین و فیہ ما فیہ

روک نکری بلکہ مقتضائے شہوات اور حرکاتِ شیطانی کا مطیع و منقاد ہو جاوے تو اوسکو امّارہ بالسوء کہتی مین جیسا کہ فرمایا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ یعنی مین اپنے جی کو پاک نہین کہتا جی تو برائی سکہاتا ہی چوتہا لفظ عقل ہے اور وہ بھی معانی مختلفہ مین مشترک ہی لیکن دو معنی اوسکی یہان بیان ہوتی ہین اوّل تو یہہ کہ کبھی عقل بولتی ہین اور اوس سے مقصود علم حقائق اشیا کا ہوتا ہی دوسری یہہ کہ عقل سے مراد وہ مدرِک و عالِم ہی کہ علم جسکی صفت ہے اور یہہ بھی وہی لطیفۂ ربانیہ ہی جسکا بیان اوپر ہو چکا۔ جاننا چاہئے کہ ان چارون الفاظ قلب و نفس و روح و عقل کے مدلول جدا جدا موجود ہین یعنی قلبِ جسمانی (گوشت کا لوتھڑا) اور روح جسمانی اور نفس شہوانی اور علوم اور پانچوین معنی یعنی لطیفہ مدرکہ انسانی وہ ان چارون لفظون مین مشترک ہی اور قرآن و حدیث مین بھی مراد ہوتا ہے تو اس صورت مین لفظ چار ہوے اور معنی پانچ اور ہر لفظ کے دو دو معنی ہوے اجوبتہ الغزالیہ مین فرمایا کہ روح عرض نہین کہ بدن مین حلول کری جیسا کہ سیاہی کا حلول سیاہ چیز مین اور علم کا عالم مین ہوا کرتا ہی بلکہ وہ جوہر ہی کہ اوسمین اپنے آپکو اور اپنے خالق کو پہچاننے کا مادہ ہے اور روح کو جسم نہین کہسکتی روح محلون مین حلول کرنے اور جسمون کے ساتھ متصل ہونے سے پاک ہی اور وہ لامکانی[1] ہی کسیکو یہہ شبہہ نہو وی کہ روح کو اللہ تعالی سے تشبیہ ہوتی ہی کیونکہ

[1] علماءِ ظاہری علامہ فخر الدین رازی نے روح کی جو لامکانی ہے نہیں منکر تھی اونکو یون جواب دیا ان المساواة فی امر لیس بمتحیز و لا حال فی المتحیز مساواة فی صفة سلبیة والمساواة فی الصفة السلبیة لا توجب المماثلة واعلم ان جماعة من الجہال یظنون انہ لما کان الروح موجود الیس بمتحیز ولا حال فی المتحیز وجب ان یکون مثلا للہ او جزءاً للالٰہ وذلک جہل فاحش وغلط قبیح وتحقیقہ ماذکرناہ فی ان المساواة فی السلوب لو اوجبت المماثلة لوجب القول باستواء کل المختلفات وآن کل ماہیتین مختلفتین ان یشترکا فی سلب کل ما عداہما عنہما فلتکن ہذہ الدقیقہ معلومہ فانہا مغلطة عظیمة للجہال (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۳۰)

انسان کو حی عالم سمیع بصیر قادر مرید متکلم کہتی ہین اور اللہ تعالیٰ بھی ایسا ہی ہے حالانکہ
اسمین تشبیہ نہین ہے کیونکہ یہہ صفتین اللہ تعالیٰ کی اخص صفات مین سے نہین ہین اسیطرح حیز مکان
اور جہت سے پاک ہونا بھی اوسکی اخص صفات مین سے نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اخص صفات مین سے
تو قیومیت کی صفت ہے یعنی وہ بذاتِ خود موجود ہی اور اوسکے ماسوا سب اوسی سبب سے موجود ہین
بلکہ اشیا کیلئے تو بذاتِ خود عدم ہی وجود تو اون کو عاریتاً غیر کی جہت سے ہی اللہ تعالیٰ کی لئے
وجود صفتِ ذاتی ہی عاریتاً نہین اور یہہ صفت یعنی قیومیت اللہ تعالیٰ کی غیر مین نہین پائی جاتی
مِن رُّوحِی مین جو معنی نسبت کے ہین وہ اسطرح جیسے کہ آفتاب کی زبان سے نکلی اَفَضْتُ عَلَی الْاَرْضِ
مِنْ نُّوْرِی یعنی مین نے زمین پر اپنی نور کا فیضان کیا تو یہہ بات سچ ہو گی اور یہان نسبت کے یہہ معنی
ہونگے کہ جو روشنی زمین کو حاصل ہی وہ کسی کسی جہت سے آفتاب کے نور کی جنس مین سے ہی اگرچہ یہہ نسبت اوسکے
بہت ہی ضعیف ہے۔ اور یہہ تو معلوم کر لیا ہی کہ روح جہت اور مکان سے پاک ہی اور تمام
اشیا کی علم اور اطلاع پانیکی اوسکو قوت ہے اور شئی جسمانی مین یہہ مناسبات نہین ہوتین دپس
انہی مناسبات کی وجہ سے خدای تعالیٰ نے روح کو اپنی طرف منسوب کیا اور مِن رُّوحِی فرمایا)
اور قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کی یہہ معنے ہین کہ عالم دو قسم پر ہی ایک عالَمِ امر اور دوسرا عالَم
خلق جس شئی کی مساحت اور اندازہ ہو سکے وہ عالَمِ اجسام اور عالَمِ عوارض مین سے ہی اوسکو
عالم خلق سی کہتی ہین اور یہان خلق کے معنی تقدیر و اندازہ کی ہین ایجاد و پیدا کرنیکی نہین جیساکہ

کہتے ہیں خَلَقَ الشَّیْءَ اَیْ قَدَّرَہٗ یعنی چیز کا اندازہ کیا۔ اور جس چیز کا اندازہ اور مقدار نہو اوسکو
امرِ ربّی کہتے ہیں اور اوسی امرِ ربّی کہنا اُن ہی مناسبات کی جہت سے ہے۔ اور جو چیزیں
اِس جہت سے ہیں خواہ ارواحِ بشری ہوں یا ارواحِ ملائکہ اونکو عالمِ امر سے کہتے ہیں پس عالمِ امر سے وہ
موجودات مراد ہیں جو حس۔ خیال۔ جہات۔ مکان اور حیّز سے خارج ہیں اور مقدار کے نہونیکی
وجہ سے مساحت اور اندازہ میں داخل نہیں ہیں اِسی بات سے روح کی قدامت کا ایک فرقہ کو وہم ہوا ہے
مگر وہ اونکی جہالت ہے بلکہ روح کو غیر مخلوق اس اعتبار سے کہیں گے کہ اوسکا مقدار نہیں کیونکہ وہ منقسم
اور ذی اجزا اور ذی مکان نہیں ہے اسکی حدوث کی دلیل طویل ہے اور اوسکے مقدمات بہت ہیں
حق تو یہہ ہے کہ جب نطفہ میں روح کی قبول کرنیکی استعداد ہوئی تو روح پیدا ہوئی جیسا آئینہ میں
صیقل کرنیکے وقت صورت پیدا ہوتی ہے[1] جو شخص کہتا ہے کہ قوام روح کا بغیر بدن کے نہیں ہوتا اگر وہ
قبر میں جسم کے ساتھہ روح کی تعلق اور پھر روح اور جسم میں مفارقت اور قیامت میں پھر تعلق ہونیکا انکار
کرے تو اوسکا انکار باطل ہے کیونکہ روح کا قوام بغیر بدن کے مشکل نہیں ہے بلکہ بدن کے ساتھہ اوسکا تعلق

[1] مرزا حیرت نے ترجمہ کی نقل کو یہان ختم کر دیا شاید یہہ بقیہ مضمون پسند خاطر نہیں آیا جسمین بعث و حشر کا ذکر ہے پھر صفحہ ۲۴ مقدمۂ تفسیر الفرقان میں جو زہر اُگلے ہیں وہ یہہ ہیں روحی کا لفظ صاف شہادت دیتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی روح انسان میں پہونکی ہے پھر کیونکر خیال ہو سکتا ہے کہ ہم خدا کی روح کو فانی اور حادث کہینگے بلکہ روح کو باقی اور قدیم نہ کہنے پر کفر لازم آتا ہے روح کا فانی یا حادث ماننا خدا کا فانی اور حادث ماننا ہے پھر لکھا کہ روح ایک کتابی امر ہے جو بقدر محنت ہوش سنبھالنے کے بعد ہر شخص کو مل سکتی ہے سبحان اللہ اڈیٹر اخبار ابھی روح کو خدا بنایا قدیم و غیر حادث کہا اور ابھی وہ امر کہ حاصل کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے معاذ اللہ یہہ ہے خدای پاک سے
استہزا اَللّٰہُ یَسْتَہْزِئُ بِہِمْ وَیَمُدُّہُمْ فِیْ طُغْیَانِہِمْ یَعْمَہُوْنَ ۔۱۲

مشکل ہی کہ بدن سے کیونکر متعلق ہوئی حالانکہ روح عرض نہین بلکہ وہ تو جوہر بذاتِ خود (یعنے
بلا قیام بالغیر) موجود ہی اور اپنی ذات اور صفات سے اپنی خالق اور اوسکی صفات کو پہچانتی ہی
اور وہ اس پہچاننی مین کسی عضو اسکی طرف محتاج نہین ہے کیونکہ جن چیزون کو اسنے پہچانا ہے وہ محسوس
نہین انسان تعلقِ بدنکی حالت مین قادر ہی کہ اپنی نفس کو تمام محسوس چیزون سے غافل کری یہانتک کہ
آسمان اور زمین سے بھی سوا اس حالت مین اپنی ذات اور اوسکی حدوث اور خالق کیطرف اوسکے
محتاج ہونیکو جانتا ہی حالانکہ کسی محسوس چیز کا اوسکو شعور نہین ہوتا سو بغیر شعور محسوسات کے اوسنے
اپنی ذات کو پہچانا۔ چنانچہ ابتداءِ تصوف مین صوفی کو ہمیشہ اللہ تعالی کا ذکر کرنا اوس حالت مین
پہونچاتا ہے کہ اوسکی ذہن مین اللہ تعالی کے سوا کسی شی محسوس اور معقول کا شعور نہین ہوتا ہی۔ اور اوس
شعور کا بھی شعور نہین ہوتا بلکہ محض اللہ تعالی کیطرف مشغول ہوتا ہے کیونکہ شعور کے شعور مین بھی خدا سے
غفلت لاحق ہوتی ہی۔ پس جو حق کی معرفت کے لئی مجرد ہوا بدن اور قالب کی طرف کیون محتاج ہوگا
اور جسم سی کیون نہ بذاتِ خود مستغنی ہوگا جو حواس کا مرکب ہے اور محسوسات ہی کو دیکھتا ہی جسنے
روح کی حقیقت اور اوسکا بذاتِ خود قوام معلوم کرلیا اوسکو روح کا جسم سی الگ ہونا مشکل نہین
معلوم ہوگا۔ بلکہ روح کا جسم سی اتصال مشکل معلوم ہوگا یہانتک کہ جان لے کہ اتصال کے یہی معنی
ہین کہ جسم مین تاثیر اور تصرف اور حرکت روح ہی سے ہی۔ جیسا کہ انگلیونکی حرکت ارادہ کے حرکت دینے سے
معلوم کرلیتا ہی حالانکہ اوسکو یقین ہے کہ ارادہ انگلیونمین نہین ہے لیکن جسم اوسکا مسخر ہی سو اس تسخیر کا

پیدا ہونا اور نہ زایل ہونا اور رجوع کرنا جایز ہی اور عقل انہین سے کسیکو محال نہین جانتی ہے جایز ہے کہ اسکی رجوع اور زوال کے لئی اسباب ملکی اور فلکی اور یقینی ہون جسکو قوتِ بشری احاطہ نہین کرسکتی سو ایسی وجہ شریعت مین روح کا جسم سی الگ ہونا اور پھر عود کرنا جو وارد ہوا ہی اوسکی تصدیق واجب ہے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف مین فرماتے ہین کہ روح مین کلام کرنا بہت مشکل ہی اور چپ رہنا اہل عقل کا کام ہی حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ روح ایک شے ہی جسکو اللہ تعالی نی اپنی علم سی برگزیدہ کیا اوسکو موجود سی زیادہ تعبیر کرنا جایز نہین اور بطور تاویل کے کہسکتے ہین جیسی کلام اللہ کی تفسیر جو منقول ہی وہی بیان کرنا ضرور ہی اور تاویل سو وہ عقل سی ہو سکتی ہی جسکا احتمال معنی غیر قطعی ہی اور روح کا سوال جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی ہوا تھا اوسمین بھی کسی نے کہا کہ وہ جبریل علیہ السلام ہین کسی نے کہا وہ ایک فرشتہ ہے کسی نے کہا وہ ایک خلقت ہے کہ عرش کے بعد سب سے بزرگتر ہی جب یہ منقول ہی تو یہ روح سوا ہی جو بدن مین ہے تو اس اعتبار سی گفتگو روح مین جاری ہو گی اور ایسی وقت مین کلام ممنوع نہین اور بعضی علما کا قول ہے کہ روح کُن سی نہین نکلی اگر کُن سی نکلتی تو اوسکی مذلت ہوتی بلکہ وہ سبحانہ تعالی کی جمال اور جلال کے

لہ قال انہ من امر ربی بمعنی انہ لا یحدث ولا یدخل فی الوجود الا لاجل ان اللہ تعالی قال لہ کن فیکون دل ذلک علی انہ جوہر لیس من جنس الاجسام بل ہو جوہر قدسی مجرد واعلم ان اکثر العارفین المکاشفین من اصحاب الریاضات وارباب المکاشفات والمشاہدات مصرون علی ہذا القول جازمون بہذا المذہب قال الواسطی خلق اللہ الارواح من بین الجمال والبہاء فلولا انہ سترہا لسجد لہا کل کافر (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۴۰)

درمیان ملاحظہ اشارہ کی ساتھ نکلی ہی اللہ تعالیٰ نے سلام کی ساتھ اوسکو خاص کیا اور اپنی کلام
سے اوسکو حیات دی پس وہ ذلتِ کُن سے آزاد اور پاک ہی اور ابو سعید خدری سے لوگون نے سوال
کیا کہ کیا روح مخلوق ہی کہا ہان اور اگر یہہ نہوتا تو ربوبیت کا اقرار نکرتی اور بعضون نے کہا کہ
وہ جوہر مخلوق ہے مگر سب مخلوقات سے لطیف تر اور سب جواہر سے نورانی اوسکی سبب غائب چیزین دکھلائی
دیتی ہین اوسکی باعث اہلِ حقایق کو کشف ہوتا ہی سعید بن مسیب نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ فرمایا مومنین کی ارواح برزخ مین آسمان اور زمین کے درمیان جہان چاہین وہان جاتی ہین اور
حدیث[1] مین ہے کہ تمہاری اعمال تمہاری کنبی والون اور قرابتدارون پر جو مردی ہین پیش ہوتے
اگر وہ عمل حسنہ ہین تو وہ خوش ہوتی ہین اور اگر دوسری قسم کی ہون تو یون دعا کرتے ہین کہ الٰہی انکو
موت نہ دی جبتک کہ تو انکو ہدایت دی جیسا کہ تونے ہمکو ہدایت دی اور بعض متکلمین اسلام اسطرف گئے
ہین کہ وہ اجسامِ لطیفہ ہین کہ اجسامِ کثیفہ سے ایسی گھل مل گئی ہین جیسی پانی سبز شاخ مین گھل مل
جاتا ہی یا آگ کوئلی مین، اب مین قطعی طور سے حکم نہین کرتا بلکہ بطور تاویل بیان کرتا ہون واللہ
بہتر جانتا ہی کہ روحِ انسانی[2] علوی آسمانی عالمِ امر سے ہی اور روحِ حیوانی کہ بشری ہے عالمِ خلق سے ہے

[1] امام احمد اور بیہقی وغیرہ وغیرہ - اصل حدیث تفسیر قادری صفحہ ۳۲ مین ملاحظہ ہو - ۱۲ [2] روح انسانی انسان مین ایک لطیفہ ہی جو عالم اور مدرک ہی روح حیوانی پر راکب عالمِ امر سے نازل اوسکی کنہ سمجھنی سے عقول عاجز کبھی وہ روح مجرد کبھی وہ بدن مین منطبق روحِ اعظم وہی روح انسانی مظہر ذات الٰہی بحیثیت ربوبیت ہی اس سبب سے وہانتک کوئی نہین جا سکتا اوسکی حقیقت کو پا نہین سکتا - اللہ کو ہی اوسکی کنہ معلوم - غیر دین اوسکی حقیقت غیر مفہوم - وہی عقلِ اول اور حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور نفسِ احدی اور وہی اول موجود جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہی - وہی خلیفہ اکبر جوہر نورانی اوسکی جوہریت مظہرِ ذات اور اوسکی نورانیت مظہر علم ہی - باعتبار جوہریت کے نفس واحدہ نام اور باعتبار نورانیت کے عقل اول لاکلام - جسطرح کہ اوسکی لئی عالم کبیر مین مظاہر و اسما ہین چنانچہ عقل اول قلم اعلیٰ نور نفس کلیہ لوح محفوظ وغیرہ اسیطرح اوسکی عالم صغیر انسانی مین بھی بحسب ظہورات و مراتب کی اصطلاح اھل اللہ وغیرہم مین ظہورات و اسما ہین چنانچہ سر - خفا - روح - قلب - کلمہ روع - فواد - صدر - عقل - نفس - (تعریفات سید شریف)

اور روحِ حیوانی بشری روحِ علوی کا محل اور مورد ہی اللہ تعالیٰ نے دونون مین یہہ علاقہ
پیدا فرما کے ارواحِ حیوانات کی جنس سے اوسکو علٰحدہ فرما دیا اور اوسکو محلِ نطق و الہام بنایا جیسا کہ سبحانہٗ
فرماتا ہی وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا یعنی قسم ہی نفس کی اور جسنے
اوسکو برابر کیا پھر اوسکو اوسکی بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام کیا۔ اور نفس جو روحِ حیوانی
آدمی کا ہی اوسکا پیدا ہونا روحِ علوی سے عالمِ امر مین ایسا ہی ہے جیسا کہ عالمِ خلق مین آدم سے حوا کا
پیدا ہونا ہی۔ اور اون دونون مین عشق و محبت اسطرح ہی کہ مفارقت سے موت آجاتی ہی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہی وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا یعنی اوس سے اوسکی زوجہ بنائی تاکہ وہ اوس سے سکون و
آرام پاوی۔ پس آدم علیہ السلام نے حوا سے سکون و آرام پایا اور روحِ انسانی علوی نے روحِ حیوانی سے
سکون حاصل کیا اور اوسکو نفس بنا دیا اور روح نے جب نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس
قلب سے مراد وہ لطیفہ ہی جسکا محل پارۂ گوشت ہے اور یہہ پارۂ گوشت عالمِ خلق سے ہی اور وہ لطیفہ
عالمِ امر سے ہے۔ اور قلب کا روح اور نفس سے عالمِ امر مین پیدا ہونا ایسا ہی جیسا کہ اولاد کا آدم و حوا سے
عالمِ خلق مین پیدا ہونا ہی اب قلوب مین سے ایک قلب باپ کا تابع اور اوسکی طرف مائل ہی اور ایک
قلب اوسکی جانب متوجہ ہونے مین متردد ہی۔ اور توجہِ قلب سے حکمِ سعادت و شقاوت ہوتا ہی

بیان قلب

اور عقل[1] روحِ علوی کا جوہر اور اوسکی زبان اور اوسکی راہ نما ہی جسنے صرف عقل سے کام لیا اور

بیان عقل

[1] بعضون کے پاس محلِ عقل دماغ ہے اور بعضونکے پاس قلب۔ جب اوسکی تدبیر سرکشی مین ہوتی ہی تو محل اوسکا دماغ کہتے ہین اور جب نیک تدبیر کرتی ہی تو مسکن اوسکا قلب کہتے ہین (عوارف) ۱۲

نورِ شرع سی مدد نہ لی وہ دینوی زندگی مین طرح طرح سی بھرہ مند ہوا (عالیشان عمارتین بنائین مختلف کلین نکالین تارِ برقی کا سلسلہ قایم کیا) مُلک جو ظاہرِ کائنات ہے اوس سے چند روز فائدہ اُٹھایا (مری بعد کچھہ بھی ہاتھہ نہ آیا) اور جس کسی نے نورِ شرع سی اپنی عقل کو روشن کیا وہ بصیرت سے موئید ہوا۔ ملکوت پیشِ نظر ہوگیا جو باطنِ کائنات ہے جسکا مکاشفہ اہلِ دل کو ہوتا ہی وھب بن منبہ سے روایت ہے کہ ستر کتابون سے ثابت ہوا۔ کہ کُل مخلوق کو ابتداءِ دنیا سی آخر تک جسقدر عقل دیگئی ہی وہ بمقابل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل کے ایک ذرہ کے مانند ہی۔ غرض اوسکی تدبیر قلبِ نیک اور نفسِ مطمئنہ کے لئی مثل اوس تدبیر کے ہی جسطرح کہ باپ نیک اولاد کے لئے اور شوہر زوجۂ صالحہ کے لئے کرتا ہی۔ اور اوسکی تدبیر قلبِ بد اولاد اور نفسِ امارہ کے لئے مثل اوس تدبیر کی ہی جو باپ اولادِ سرکش کے لئی اور شوہر بُری زوجہ کے لئی کرتا ہی پس قلب کبھی متوجہ کبھی رو گردان۔ روحِ علوی تو اِس کوشش مین ہے کہ کسیطرح اپنی مولا کی طرف خود بھی رجوع کری اور دوسری مخلوق کو بھی اوسطرف لیجاوی جب روح ترقی کرتی ہی تو قلب بھی اوسکی جانب متوجہ ہوتا ہے جسطرح نیک لڑکی کو باپ کی محبت ہوتی ہی اور جب قلب متوجہ ہوگیا تو نفس جو بجای مادر ہی وہ بھی اپنی لڑکے (قلب) کا مشتاق ہوگیا) خواہشات دور ہوگئی رغبتِ دنیا سی جاتی رہی اِس شعر پر عمل ہوا ہے

از ہرچہ بمردگی جدا خواہی شد	زان بہ کہ بہ زندگی جدا باشی از و

باپ روح بیٹا قلب مان نفس سب کے سب اچھے ہوگئی۔ گھر کا گھر درست ہوگیا) اور کبھی

نفس جو کہ والدہ ہی اپنی وضعِ جبلّی سے زمین کی طرف گرتا ہی اور عالمِ سفلی کی جانب اوسکا
میلان ہوتا ہی تو قلب معکوس بھی اوسی طرف متوجہ ہو جاتا ہی جیسا بچہ مادرِ نالائقہ کیطرف متوجہ
ہو جاتا ہی اور والدِ کامل کی طرف متوجہ نہین ہوتا تو ایسے وقت مین والد جو روح ہی طبعی
طور پر وہ بھی لڑکی کا ساتھہ دیتا ہی اور اپنی مولا کی اطاعت سے مونھہ پھراتا ہی سب گھر کا گھر
ویران و تباہ ہو جاتا ہی پس نفس و روح کا باہم مقابلہ ہی کبھی قلب کی مالک و حاکم روح
ہو جاتی ہی۔ اور کبھی خواہشاتِ نفس اوسکے قابض و متصرف ہو جاتے ہین اسی بنا پر حکم سعادت
و شقاوت ظاہر ہوتا ہی اور لطیفہ سِر کو گروہِ صوفیہ مین سے بعضون نے اوسکو قلب کے بعد اور
روح کی قبل رکہا ہی اور بعضون نے اوسکو روح کی بعد اور اوس سے اعلیٰ اور الطف گردانا ہی
اور کلام اللہ مین ذکر روح اور نفس اور اوسکی صفات اور عقل اور فواد کا ہی اور ہمنی کہین کلام اللہ
مین ذکر سِر کا اوس معنی کی ساتھہ نہین پایا جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہی ہم کہتی ہین واللہ تعالیٰ
داناتر ہی کہ وہ چیز جسکا نام سِر رکہا ہی کوئی شی مستقل بنفسہ نہین ہے جسکا وجود روح و نفس کی
طرح ہو ہان اسیقدر ہی کہ جب قلب روح کا ہمرنگ ہوتا ہی اور ایک وصف زاید اپنے مین حاصل کرتا ہے
تو اوسکو قلب سے صاف تر دیکہکر سِر کہتی ہین اور اسیطرح روح مین ایک ترقیِ خاص دیکہکر اوسکو
سِر کہتی ہین مختصراً ملخصاً اس بیان مین صوفیہ کی اقوال تو بہت ہین لیکن اسقدر سمجھنا چاہئے کہ عام گو

ف اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ۔ یعنی اور اگر ہم چاہتی تو اوسکو
ساتھہ اوسکو اُٹھا لیتی لیکن وہ زمین کی طرف ٹھہرا اور اپنی خواہش کی تابعداری کی (عوارف)

کثرت سے ہین اللہ تعالی نے اس دو عالم مین اونکو حصر فرما دیا ایک عالم خلق دوسرا عالم امر فرمایا
اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ جو ظاہری حواس خمسہ سے پایا جاوے وہ عالم خلق ہے اور جو باطنی حواس سے
پایا جاوے وہ عالم امر ہے چونکہ کوئی شی اسکی پیدایش مین واسطہ نہین ہے اور اوسکو امر کُن سے اللہ تعالے
پیدا فرمایا اسلیے اوسکو عالم امر کہتے ہین اور اوسکا امر قدیم ہے اور جو امر قدیم سے ظہور مین آوے گو وہ
حادث ہے لیکن باقی رہیگا یعنی ازلی تو نہین لیکن ابدی ہے۔ اور عالم خلق کی پیدایش اشیا کی واسطہ سے
ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ تو اوسکا
نام خلق رکہا گیا اور اللہ نے اوسکو فنا کے لیے پیدا کیا ہے تو اب قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ مین روح کا بیان
ہوا کہ وہ عالم امر و بقا سے ہے نہ عالم خلق و فنا سے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معرفت روح کیسی حاصل ہوگی سچ
پوچھو تو تمام ارواح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی روح سے پیدا ہوئی ہین۔ حضرت شیخ الہند محدث دہلوی اخبار الاخیار
مین یہہ نظم تحریر فرماتے ہین ۵

خیر الوری امام رسل مظہر اتم صلی اللہ علیہ وسلم	او از خدا و ہر چہ جز او منتشی از و
او جان جملہ عالم و حق جان جان شمار	حق را بغیر واسطۂ ذات او مجو

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس جان عالم ہے جسنے آپکو پہچانا اوسنے اللہ کو جانا یہی معنی مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ[۱]

[۱] ابن حجر مکی صواعق مین حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کا کلام بتاتے ہین امام غزالی رسائل غامضہ مین مرفوع کہتے ہین کنوز الحقائق
مین دیلمی کی طرف منسوب ہے حضرت شیخ محی الدین عربی فتوحات باب ۱۷۷ مین ھٰذا حدیث ثابت فرماتے ہین۔
ادب الدنیا من ماوردی کی یہہ لفظ ہین عن عایشہ رضی اللہ عنہا قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی
یعرف الانسان ربہ قال اذا عرف نفسہ ۱۲

فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کہی ہین جاننا چاہیے کہ ارواح دو قسم پر ہین ایک تکلیف و عذاب مین دوسرے ثواب و آرام مین جو معذب ہین وہ خود ہی گرفتار ہین سیر و ملاقات کیسی۔ اور جو آرام مین ہین وہ جہان چاہتی ہین سیر کرتے پھرتی ہین حدیث مین ہے کہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ فَاِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ یُخَلّٰی سَرْبُهٗ یَسْرَحُ حَیْثُ شَاءَ[1] یعنی دنیا مسلمان کا قیدخانہ اور کافر کی بہشت ہے جب مسلمان مرتا ہی تو اوسکی راہ کہولدی جاتی ہی کہ جہان چاہی سیر کری اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا یعنی جو لوگ اللہ و رسول کی حکم پر چلتی ہین اون کے ساتھ ہین جنکو اللہ نی سرفراز فرمایا نبی۔ صدیق۔ شہید اور نیک بخت اور اونکی رفاقت خوب ہی اور یہہ معیت دنیا اور برزخ اور قیامت مین ہر جگہہ ہی حدیث مین ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ[2] طبرانی وابن مردویہ سی ہے کہ ایک شخص[3] نے حضور مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ میری نزدیک میری اہل و مال سی زیادہ محبوب ہین اور مین جب کبھی آپکو یاد کرتا ہون تو بیقرار ہو جاتا ہون یہانتک کہ آپکا جمال مبارک آکر دیکہتا ہون مجھے میری انتقال اور آپکے وصال کا خیال آتا ہی تو سمجھتا ہون کہ آپ جنت مین جاینگی تو انبیا کی ساتھ رہینگی اور اگر مین جنت مین داخل ہوا بھی تو آپکو کیسی دیکھہ سکونگا تو اللہ تعالیٰ نی آیت وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ کو اتارا اور یہہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

[1] ابن ابی شیبہ موقوفا اور اسکی قریب قریب امام احمد و طبرانی حاکم۔ ابونعیم مرفوعاً [2] امام احمد۔ صحیح بخاری و مسلم ابوداؤد و ترمذی اور نسائی (شرح شفا) [3] امام بغوی نے تفسیر مین کہا کہ اوس صحابی کا نام ثوبان تہا۔ ۱۲

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي یعنی ای نفسِ مطمئنہ اپنی رب کی طرف پھر چل تو اوس سے راضی وہ تجھسی راضی پھر میری بندون مین ملجا اور میری بہشت مین داخل ہوجا- یہہ قول انتقال کی وقت روح کو کہا جاتا ہی یعنی اون کے زمرہ مین داخل ہوجا اور اون کے ہمراہ رہ آور اللہ تعالی نی شہدا کی حال سی خبر دی کہ يَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ یعنی خوش ہوتی ہین اونکی طرف سے جو پیچہی اون کے مین در ابہی اون سے نہین ملے تو یہہ بعد آنیوالی بہائیونکی ملاقات کی خوشی کرنا اور باہم مبارکبادی دینا ارواح کے ملاقات کی صریح دلیل ہی- خواب و کشف مین زندہ کی روح بہی مردی کی روح سی ملاقات کرتی ہی ابو عبد اللہ بن ہبیرہ نی اپنی سند سی روایت کی کہ زندونکی روحین مردونکی روحون سے خواب مین ملتی ہین مختصراً ابن سیرین تعبیر منام مین لکہتی ہین کہ مردہ خواب مین زندہ کی آکر اپنا جو حال بیان کری وہ اسیطرح ہے تعبیر کی ضرورت نہین بعضی مردی خواب مین آکر وہ حال بتاتی ہین کہ زندہ کو اوسکی خبر بہی نتہی اور وہ خبر سچی ہوتی ہی کبہی ایسی مال کی خبر دیتا ہے جسکو اوس نے دفن کیا تہا اور اوس کے سوا کسیکو اوسکا حال معلوم نتہا اور بعضی وقت ایسی ایسی امور کی مردی اطلاع دیتی ہین کہ زندہ کو یقین تہا کہ میری سوا اوسکو دوسرا نہین جانتا ہی چونکہ بعد انتقال علم و ادراک روح سی بعضی لوگ منکر ہین اس لئے چند حدیثین شرح صدور وغیرہ سی جنمین ارواح کا بعد انتقال اہل دنیا کو دیکہنا اونکی باتین سننا اور اسی قسم کے امور جنکا تعلق دنیا سی ہی لکہی جاتی ہین-

ارواح کی ملاقات کے بیان مین

حضرت[۱] رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا جبکہ مومن کی جان قبض کیجاتی ہی تو اہل رحمت
اوسکا استقبال کرتی ہین جیسا کہ تم خوشخبری دینوالی کا استقبال کرتی ہو۔ اور وہ کہتی ہین کہ اپنی
دوست کو مہلت دو تا کہ آرام لیوی کیونکہ وہ کرب شدید مین تھا۔ پھر اوس سے پوچھتی ہین کہ فلان نے
کیا کیا کیا فلان عورت نے نکاح کرلیا اگر وہ اوسکی پہلے ہی مرگیا ہے تو کہتا ہی کہ افسوس وہ تو میری پہلے ہی
مرچکا ہی وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہکر کہتی ہین کہ اُسکی مان ہاویہ کی طرف لیگئی ہین بُری مان ہے
اور بُری پرورش کرنیوالی ہی (مان سی مراد شاید اوسکی اعمال ہون) اور فرمایا کہ تمھارے
اعمال تمھاری اقارب و عشائر پر جو مرگئی ہین پیش کئی جاتی ہین اگر اچھی ہوں تو خوش ہوتی ہین اور
باہم مبارکبادی دیتی ہین اور کہتی ہین کہ الٰہی بیشک یہ تیرا فضل و رحمت ہے اپنی رحمت کو اوسپر
پورا کر اور اوسی پر اوسکو موت دے۔ اور گنہگار کا عمل پیش کیا جاتا ہی تو کہتی ہین الٰہی اوسے
عمل صالح کی توفیق دی جس سے تو راضی ہو اور وہ اوسکو تجھسی نزدیک کردی عبید[۲] بن عمیر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا اگر مین اون لوگونکی ملاقات سے مایوس ہو جاؤن جو میری گھر والونسے
مرچکی ہین تو مین اس غم کی ماری مرجاؤنگا۔ ابن ماجہ مین محمد بن المنکدر سی مروی ہے وہ کہتی ہین کہ
مین حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پاس ایسی وقت گیا کہ آپ حالت موت مین تھے مینے کہا اِقْرَأْ
عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنِّی السَّلَامَ یعنی میری طرف سے حضور اقدس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیجیے

---

[۱] متعدد طرق سے ابن ابی الدنیا و طبرانی اوسط مین و سعید بن منصور اپنی سنن مین و بزار و ابن ابی شیبہ نے [۲] امام احمد زہد مین اور ابن ابی الدنیا۔ ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو مسلمانونکی روحین ایک دن کی مسافت پر سے
ملاقات کرتی ہین حالانکہ ایک نے دوسری کو کبھی نہ دیکھا تہا میت اپنے نہلانیوالی اور تجہیز و
دفن کرنیوالی کو پہچانتی ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت اپنے نہلانیوالی کفن دینیوالے اوٹھانیوالے
اور قبر مین اتارنیوالے کو پہچانتی ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ اپنے کاندھون پر
اٹھاتے ہین تو اگر نیک ہوتا ہے تو کہتا ہی مجھے آگے بڑھاؤ اور جو برا ہو تو کہتا ہی کہ ہائی خرابی کہان لئے جاتے ہو
ہر شے اوسکی آواز سنتی ہی سوائے آدمی کے اگر وہ سنے تو بیہوش ہوجاوے۔ غور کا مقام ہے کسقدر صریح لفظ
صحیح حدیث کے ہین کہ یَسۡمَعُ صَوۡتَهَا كُلُّ شَيۡءٍ اِلَّا الۡاِنۡسَانَ اب یہان کسیطرح مجاز کا احتمال
نہین ہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافرونکی لاشون پر جو بدر مین قتل ہوئی تہی تشریف فرما ہوکر فرمانے لگے
کہ ای فلان ابن فلان کیا تمنے پایا جو تمہارے رب نے تمسے سچا وعدہ کیا تہا مین نے تو پالیا جو سچا
وعدہ مجھسے اللہ تعالی نے کیا تہا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ایسے جسمون سے کلام
فرماتے ہین کہ جس مین روح نہین فرمایا مَا اَنۡتُمۡ بِاَسۡمَعَ لِمَا اَقُوۡلُ مِنۡهُمۡ یعنی جو کچہہ مین کہہ رہا ہون
تم کچہہ اونسے زیادہ اوسکو نہین سنتے مگر اونہین یہہ طاقت نہین کہ مجھے پلٹکر جواب دین دفن
تلقین کے وقت کیا کہنا چاہئے طبرانی عبدالرحمن بن علا بن اللحلاج سے کہ اونکے والد نے اونسے

بیان تلقین

۱ امام احمد اور حکیم ترمذی نوادر الاصول مین عبداللہ بن عمرو سے ۲ امام احمد و طبرانی اوسط مین
اور مروزی اور ابن مندہ ابو سعید خدری سے ۳ صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے
۴ صحیح بخاری مسلم مین ہے۔ ۱۲

فرمایا کہ میری بیٹی جب تو مجھی لحد مین کہی تو بسم اللہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُولِ اللہ کہنا پھر مجہپر آہستہ[۱]
آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری سرہانے سورۂ بقر کا شروع (مفلحون) تک اور اوسیکا خاتمہ
(اٰمَنَ الرَّسُولُ) پڑھنا کیونکہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہہ پڑھتی سنا ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مری اور اوسکی قبر پر مٹی برابر کر چکو تو تمسے کوئی اوسکی سرہانے کھڑا ہو
اور فلان بن فلان کہکر پکاری پس مشک وہ سنیگا لیکن جواب نہ دیگا دوبارہ پھر یونہین ندا کری
وہ سیدہا ہو بیٹھیگا پھر تیسری بار بھی اوسیطرح کہی اب وہ کہیگا کہ ہمین ارشاد کر اللہ تجہپر
رحم کری مگر تمہین اوسکی جواب کی خبر نہین ہوتی پس اوسوقت یون کہنا چاہئی اُذْکُرْ مَا[۲]
خَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا شَھَادَۃَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُولُہٗ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم) نَبِیًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا پس مشک منکر ونکیر اوسوقت ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتی ہین چلو
ہم اسکی پاس کیا بیٹھین جسکو لوگ اوسکی حجت سکھا چکی اور اگر ماں کا نام یاد نہو تو حضرت حوا کی
طرف منسوب کری یا فلان ابن حوا کہی۔ ابن مندہ نے دوسری طرح ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی

[۱] شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ مین اسکے نیچی لکھتے ہین چون دفن کنید مرا پس بنرمی وسہولت بیندازید بر من خاک را یعنی اندک اندک اندازند و این اشارت است بآنکہ میت احساس میکند و دردناک میشود بانچہ دردناک میشود بآن زندہ ۱۲ [۲] طبرانی کبیر مین اور ابن مندہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سی۔ ۱۲ [۳] یاد کر وہ بات جس پر تو دنیا سی نکلا تھا اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکی بندی اور اوسکی رسول ہین اور یہہ کہ تو نے پسند کیا اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور قران کو پیشوا۔ ۱۲

کہ اونھون نے کہا جبکہ مین مرجاؤن اور تم مجکو دفن کر چکو تو چاہیے کہ ایک آدمی میری سرہانے
کھڑا ہو کر کہے کہ ای صُدی بیٹی عجلان کے یاد کر اوس چیز کو کہ جسپر تو دنیا مین تھا گواہی اِس بات کی
نہین ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے رسول ہین[1] سعید بن
منصور نے راشد بن سعد اور صخرہ بن حبیب اور حکیم بن عمیر رضی اللہ عنہم سے روایت کی اون سب نے کہا کہ جبکہ میت کی قبر
برابر کی جاوے اور لوگ چلے جائین تو مستحب سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شخص قبر کے پاس کھڑا ہو کر اسطرح کہے
یَا فُلَانُ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی ای فلان کہہ لا الٰہ الا اللہ اسکو تین بار کہے
یَا فُلَانُ قُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
یعنی ای فلان کہہ رب میرا اللہ ہے اور دین میرا اسلام ہے اور نبی میرے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہین پھر چلا جاوے یہہ فقیر کہتا ہے کہ حضرت[2] امام احمد رضی اللہ عنہ سے تلقین بعد دفن کے متعلق
سوال کیا گیا تو آپ نے اوسکو مستحسن اور اچھا سمجھا اور قابل عمل جانا اِس لئے ہم حنبلیون کے پاس
تلقین قبر ثابت اور بعد دفن بھی مسنون و مستحب ہے[3] جب مٹی برابر ہو جاوے یا فلان ابن فلانہ تین بار کہے پھر یون کہے

---

[1] ابو امامہ صحابی ہین اور یہہ تینون تابعیون سے تلقین مروی ہے محدثین اس حدیث کے اور شواہد بتلاتے ہین ابن حجر مکی شرح مشکوۃ مین اعتضد بشواہد یرتقی بہا الی درجۃ الحسن اسیطرح علامہ ابن الصلاح نے بھی کہا اور حافظ ابن حجر نے تلخیص حبیر مین اسکی دلائل بیان فرمائی ہین کہ ضیاء مقدسی نے کتاب الاحکام مین اور دوسرے محدثین نے بھی اسکی تخریج کی ہے مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۳۱ مین ہے کہ شعیبہ بن ابی شیبہ فرماتی ہین کہ میری والدہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ بعد دفن مین اونکی قبر کے پاس کھڑی ہو کر اسطرح کہون کہ ای ام شیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو غرض اوسیطرح جب کر چکی تو خواب مین آکر فرماتی ہین کہ اگر تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے میری مدد نکرتے تو قریب تھا کہ مین ہلاک ہو جاتی پس ای بھائیو جب تم کسی مسلمان بھائی کے دفن مین شریک ہو تو مٹی برابر ہوئے بعد اسطرح کہدو کہ ای فلان ابن فلان کہہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یا یون کہہ اَللّٰہُ رَبِّیْ وَالْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلِیْ اوسوقت عذر وحیلہ مت کرو کہ ہمین تلقین بہت نہین آتی ان تین کلمون کا یاد کر لینا آسان ہے انتہی۔ [2] کتاب الروح لابن القیم صفحہ ۱۷ [3] نیل المآرب شرح دلیل الطالب صفحہ ۷۶

اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ
اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَةِ قِبْلَةً وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ
وَاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ
حنفیہ کے پاس بھی تلقین بعد دفن جائز بلکہ بہتر ہی اسواسطی بعضون نے کہا کہ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ [له] کے
حقیقی معنی یہی ہین یعنے بعد دفن تلقین کرنی چاہیے اور یہی اہل سنت جماعت کی طرف منسوب ہے
اور اسکا خلاف یعنی تلقین نہ کرنا معتزلہ کا مذہب ہے اور بعضون نے کہا نہ اوسکا حکم کرے نہ اوس سے
منع کرے اور بیشک لفظ موتی کو اپنی حقیقت پہ ہی رکھنا چاہیے مگر یہہ کہ کوئی دلیل قائم ہو تو
اوسوقت اوسکو معین کرنا واجب ہوگا اور یہہ سوال کہ مقصود تلقین سے شیطان سے بچنا ہے اور بعد موت

له لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سوای صحیح بخاری کے صحاح ستہ مین حدیث موجود ہے قرب موت تو تلقین بالاجماع مستحب ہی لیکن بعد دفن بعضون کو کلام ہی کہتے ہین کہ تلقین کی حدیث ضعیف ہے اگر فرضاً حدیث ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال مین ضعیف حدیث پر عمل ہوتا ہی علاوہ یہہ کہ اس صحیح حدیث لَقِّنُوْا سے جب علمانے استدلال کیا ہی تو اب منکرین اس حقیقی معنون سے کیون انکار کرتے ہین مجمع البحار مین ہے وَلَا یَبْعُدُ حَمْلُهٗ عَلَی التَّلْقِیْنِ بعد الدفن واستحبه اکثر الشافعیة الخ حالانکہ اون منکرون کا امام ابن القیم کتاب الروح صفحہ [illegible] مین یون لکھتا ہی ویدل علی هذا ایضا ما جری علیه عمل الناس قدیما والی الاٰن من تلقین المیت فی قبره ولولا انه یسمع ذالک وینتفع به لم یکن فیه فائدة وکان عبثا پھر حدیث طبرانی کو بیان کرکے لکھا کہ اگرچہ وہ ثابت نہ ہو تو بھی اتصال عمل کا ساتھ تلقین تمام امصار واعصار مین بدون انکار کے اوس پر عمل کرنیکے لئے کافی ہی اللہ تعالی نے کبھی یہہ عادت جاری نہین کی کہ جو امت مشارق ومغارب مین پھیل جاوے اور وہ ساری امتون سے عقل مین زیادہ اور معارف مین بڑہی ہوئی ہو اور وہ امت ایسے شخص کے خطاب کرنے پر اتفاق کرے جو کہ نہ سنے نہ عقل رکھے اور اس خطاب کو اچھا سمجھے اور اس امت مین سے کوئی اوسکا انکار نہ کرے بلکہ اول آخر کے لئے طریقہ مقرر کر جاوے اور اوسمین پچھلا پہلے کی پیروی کرے انتہی ۔ ۱۲

کیا فائدہ اوسکا یہہ جواب ہے کہ سوال (منکر ونکیر) کے وقت دل کو استقامت ہوتی ہی اس لیے اوسکی ضرورت ہے ہان اب اسیوقت مین قرب موت جو تلقین کی جاتی ہی اوسکی لیے کوئی اور دلیل ہونی چاہیے چنانچہ کمال الدین ابن الہمام فتح القدیر صفحہ ۲۸۲ مین تحریر فرماتے ہین وَاَمَّا التَّلْقِیْنُ بَعْدَ الْمَوْتِ وَهُوَ فِی الْقَبْرِ فَقِیْلَ یُفْعَلُ لِحَقِیْقَةِ مَا رَوَیْنَا وَنُسِبَ اِلٰی اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَخِلَافُهٗ اِلَی الْمُعْتَزِلَةِ وَقِیْلَ لَا یُؤْمَرُ بِهٖ وَلَا یُنْهٰی عَنْهُ وَلَا شَكَّ اَنَّ اللَّفْظَ لَا یَجُوْزُ اِخْرَاجُهٗ عَنْ حَقِیْقَتِهٖ اِلَّا بِدَلِیْلٍ فَیَجِبُ تَعْیِیْنُهٗ وَلَا احْتِیَاجَ اِلَیْهِ فِیْ حَقِّ التَّذْکِیْرِ لِتَثْبِیْتِ الْجَنَانِ وَعَلٰی کُلِّ حَالٍ یُحْتَاجُ اِلٰی دَلِیْلٍ آخَرَ فِی التَّلْقِیْنِ حَالَةَ الْاِحْتِضَارِ الخ مختصراً ملخصاً۔ علامہ ابن نجیم بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۱۸۴ مین تحریر فرماتے ہین کہ قرب موت تلقین کرنیکے لیے یہہ حدیث صحیح دلیل ہی کہ جسکا آخر کلام[1] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو تو وہ جنت مین داخل ہوگا اور اسکے لیے لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ کی حدیث سے استدلال کی ضرورت نہین کیونکہ اوسکی حقیقی معنی تلقین بعد موت ہین اور اسمین اختلاف ہے اور یہہ کہنا کہ مجاز بطورِ تَسْمِیَةً لِلشَّیْءِ بِاسْمِ مَا یَؤُوْلُ اِلَیْهِ ہی یہہ ایسا قول ہی کہ جسپر کوئی دلیل نہین اس لیے کہ حقیقت اصل ہی اور محقق نے فتح القدیر مین اسکا رد بسیط طور سے کیا ہی انتہی اور قاضی خان[2] مین ہے کہ اِنْ کَانَ التَّلْقِیْنُ لَا یَنْفَعُ لَا

---

[1] اخرجہ الامام احمد کذا فی نیل المآرب وابن حبان وغیرہ (عینی شرح ہدایہ) [2] عینی شرح ہدایہ

یَضُرُّ اَیْضًا فَیَجُوْزُ یعنی تلقین اگر نفع نہین دیتی ہی تو ضرر بھی نہین دیتی پس جائز ہوگی
محقق ابن عابدین نے رد المحتار جلد اوّل صفحہ ۶۲۸ مین بیان فرمایا کہ معراج مین تلقین بعد دفن
نہ کرنا لکھی پھر یون لکھا کہ خبازیہ ور کافی مین شیخ زاہد صفّار سے منقول ہی کہ یہ کلام معتزلہ کے
قول پر مبنی ہی کیونکہ بعد موت پھر زندہ ہونا اوس فرقہ کے پاس محال ہی لیکن اہل سنت کے
پاس حدیث لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی سکہاؤ تم مردون کو تمھارے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اپنی حقیقت پر محمول ہی سواسطی کہ اللہ تعالیٰ اونکو زندہ کرتا ہی جسطرح کہ حدیثون مین آیا ہے
اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہی کہ آپنے بعد دفن تلقین کا حکم فرمایا ہے
پس یون کہے یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اُذْكُرْ دِيْنَكَ الَّذِيْ كُنْتَ عَلَيْهِ مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ
اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ
دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَّ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ اِخْوَانًا انتہی مگر شرح منیہ مین لکھا ہی کہ جمہور اوسے مجاز مراد لیتے ہین
لیکن تلقین بعد دفن سے منع نکرنا چاہیے کیونکہ اوسمین کسی قسم کا ضرر نہین بلکہ اون مین
نفع و فائدہ ہی سواسطی کہ میت کو ذکر سے انس و اطمینان حاصل ہوتا ہی جسطرح سے حدیثون مین

ؔ کافی وہ معتبر کتاب ہے کہ نقل مذہب مین معتمد ہے علامہ ابن عابدین رد المحتار جلد اوّل صفحہ مین تحریر فرماتے ہین واعلم ان من کتب مسائل الاصول کتاب الکافی للحاکم الشہید وھو کتاب معتمد فی نقل المذہب شرحہ جماعۃ من المشائخ منھم الامام شمس الائمۃ السرخسی وھو المشہور بمبسوط السرخسی قال العلامۃ الطرسوسی مبسوط السرخسی لا یعمل بما یخالفہ ولا یرکن الا الیہ

آیا ہی الخ انتہی یہہ فقیر کہتا ہی کہ معراج مین ظاہر روایت کیطرف عدم تلقین کو منسوب کرکے پھر اوسکا حاکم شہید سی کافی مین معتزلہ کی طرف منسوب کرنا اوسکی عدمِ صحتِ نقل کی دلیل ہے اسیواسطی فتاوی عالمگیری مین اوس روایت کو لکھکر لکھدیا کہ تلقین پر ہم عمل کرتے ہین موت کے وقت بھی اور دفن کے وقت بھی اسیطرح قنیہ او رمضمرات مین ہے نحن نعمل کہنا علامت افتا ہی لہذا ہم مسلمان بھائیونکو چاہیئے کہ تلقین سے مردی کو فائدہ پہونچائین نہ یہہ کہ غیرونکو تلقین سے منع کرین۔ یہہ انکارِ تلقین منکرینِ سماعِ موتی کے سب حیلے مین اوس زمانے مین معتزلہ تھے اس زمانہ مین نجدیہ ہین۔ ایسی وقت مین تو انکا خلاف ہی ضرور ہی جسکی تائید مین احادیث واقوالِ فقہا بھی موجود ہین شافعیہ[1] کے پاس بھی تلقین بعد دفن مستحب ہے

بیانِ آزمایش قبر برزخ اور سوالِ منکر و نکیر براء[2] ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب فرشتے اچھی روح کو قبض کرکے ساتوین آسمان پر لیجاتی ہین تو اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ میری بندہ کا نام علیین مین لکھو اور اوسکو زمین کی طرف واپس لیجاؤ اسلیے کہ مین نے اوسی مین سے اونکو پیدا کیا اور اوسیمین اونکو پھر لیجاؤنگا

سوال منکر و نکیر

[1] حوالہ [illegible] وغیرہ-۱۲

[2] امام احمد نے روایت کی ابوداؤد نے اپنی سنن مین حاکم نے مستدرک مین ابن ابی شیبہ نے مصنف مین بیہقی نے عذابِ قبر مین طیالسی و عبد بن حمید نے اپنی مسند و نحین ہناد بن سری نے زہد مین ابن ابی حاتم و ابن جریر وغیرہم صحیح طریقوں سے-۱۲

[2] امام احمد نے روایت کی ابوداؤد نے اپنی سنن مین حاکم نے مستدرک مین ابن ابی شیبہ نے مصنف مین بیہقی نے کتاب عذاب قبر مین طیالسی عبد بن حمید نے اپنی مسند وغیرہ ہناد بن سری نے زہد مین ابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم صحیح طریقوں سے-۱۲

آیا ہی الخ انتہی یہہ فقیر کہتا ہی کہ معراج مین ظاہر روایت کیطرف عدم تلقین کو منسوب کرکی پھر اوسکا حاکم شہید سے کافی مین معتزلہ کی طرف منسوب کرنا اوسکی عدم صحتِ نقل کی دلیل ہے اسیواسطے فتاوی عالمگیری مین اوس روایت کو لکھکر لکھدیا کہ تلقین پر ہم عمل کرتے ہین موت کے وقت بھی اور دفن کے وقت بھی اسیطرح قنیہ اور مضمرات مین ہے نَحْنُ نَعْمَلُ کہنا علامت افتا ہی لہذا ہم مسلمان بھائیونکو چاہیئے کہ تلقین سے مردی کو فائدہ پہونچائین نہ یہہ کہ غیرونکو تلقین سے منع کرین۔ یہہ انکارِ تلقین منکرین سماعِ موتی کے سبب چلے مین اور زمانے مین معتزلہ تھے اس زمانہ مین نجدیہ ہین۔ ایسے وقت مین تو انکا خلاف ہی ضرور ہی جسکی تائید مین احادیث واقوالِ فقہا بھی موجود ہین شافعیہ[۱] کے پاس بھی تلقین بعدِ دفن مستحب ہے

بیانِ آزمایشِ قبر (برزخ) اور سوالِ منکر و نکیر براء[۲] ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب فرشتے اچھی روح کو قبض کرکی ساتوین آسمان پر لیجاتی ہین تو اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ میری بندہ کا نام علیین مین لکھو اور اوسکو زمین کی طرف واپس لیجاؤ اسلیے کہ مین نے اوسی زمین سے اونکو پیدا کیا اور اوسیمین اونکو پھر لیجاؤنگا

سوال منکر و نکیر

---

[۱] والامر لنووی وغیرہ ۔۱۲

[۲] امام احمد نے روایت کی ابوداؤد نے اپنی سنن مین حاکم نے مستدرک مین ابن ابی شیبہ نے مصنف مین بیہقی نے عذابِ قبر مین طیالسی عبد بن حمید نے اپنی مسند وغیرہ مین ہناد بن سری نے زہد مین ابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم صحیح طریقوں سے ۔۱۲

[۲] امام احمد نے روایت کی ابوداؤد نے اپنی سنن مین حاکم نے مستدرک مین ابن ابی شیبہ نے مصنف مین بیہقی نے کتاب عذابِ قبر مین طیالسی عبد بن حمید نے اپنی مسند وغیرہ ہناد بن سری نے زہد مین ابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم صحیح طریقون سے ۔۱۲

آتی ہین پھر اوسکو بٹھا کر پوچھتی ہین الخ حضرت جلال الدین سیوطی نی شرح الصدور
اور درّ منثور مین ستر حدیثون کو ستائیس ۲۷ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل فرمایا اور ابتدا مین فرمایا
کہ آزمایش قبر اور سوالِ منکر و نکیر مین اسقدر حدیثین ہین جو تواتر کو پہونچگئین ہین
اور باتفاقِ اہلِ سنت عذابِ قبر حق ہی فقیر کہتا ہی کہ قرآن مجید مین بھی عذاب
قبر کا ذکر متعدد جا ہوا ہی ذرا حاشیہ ملاحظہ ہو بعضی زندیق و ملحد عذاب قبر کا انکار کرتے ہین

سلہ اللہ تعالی نے انسان کے لیے تین گہر مقرر فرمائے ہین ایک دار دنیا دوسرا برزخ تیسرا دار القرار دنیا تو یہی جس مین رہتی ہین برزخ کہتے ہین پردے کو جو درمیان دو شئی کے حائل ہو مراد اوس سے وہ زمانہ ہی جو مرنے سے لیکر قیامت تک ہی یعنی عالمِ قبر اور دار القرار وہ جنت ہی یا نار اسکی بعد پھر کوئی اور گہر نہین ۱۲

سلہ جواب اجمالی یہہ ہی کہ اللہ سبحانہ نے اپنی رسول رؤف رحیم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی طرف دو قسم کی وحی نازل فرمائی اور اون دونون پر ایمان لانا واجب فرمایا ایک کتاب دوسری حکمت چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ - وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ - وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ ان تینون آیتون مین باتفاقِ سلف حکمت سے مراد سنت ہی جسکی خبر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے دی گئی ہی اوسپر ایمان اور اوسکی تصدیق ویسی کہ وہ وارد ہوئی ہی واجب ہی۔ یہہ وہ اصل ہے کہ اس پر سب اہلِ اسلام کا اتفاق ہے۔ حدیثون کا وہی انکار کریگا جو اہلِ سنت سے خارج ہوگیا ہی خود حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خبردار ہو کہ بیشک مین کتاب دیا گیا ہون اور مثل اوسکی ساتھ اوسکے الحدیث پس کتاب اور سنت ایک دوسرے کی بہائی بہن ہین دونون سے بھی استدلال کیا جاتا ہی۔ تو اب حدیث کو ماننا قرآن سے ثابت ہوگیا تو اوسپر عمل کرنا بھی ضرور ہے جواب تفصیلی یہہ ہی کہ نعیم برزخ اور اوسکی عذاب مین چند آیتین قرآن مین مذکور ہین (۱) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی ۝ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسکی تفسیر مرفوعاً مروی ہی فرمایا کہ معیشتِ ضنک عذابِ قبر ہے۔ اسکو سعید بن منصور نے اور مسدد نے اپنی مسند مین اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے اور صحیح کہا ہی اور بیہقی نے عذابِ قبر مین اور اسکی مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہی جسکو بزار و ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے (۲) وَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِکَ قرطبی فرماتے ہین کہ یہہ عذابِ قبر ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے اسکا ذکر اس قول کے

لیکن یہہ نہین سمجھتے کہ بصر کا ادراک ایک ایسی چیز ہے کہ اوسکا پیدا کرنیوالا خاص حقتعالی ہی ہی آدمی کو اوس مین کسی طرح کا دخل و اختیار نہین جب کبھی چاہتا ہی تو اوس

پیچھے کیا ہی فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ اور یہہ دن وہی آخر دن ہے ایام دنیا سے پس یہہ دال ہے اس بات پر کہ وہ عذاب کہ جس مین وہین عذاب قبر ہے اس لئے فرمایا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ کیونکہ وہ غیب ہی (۳) زر بن حبیش نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا عذاب قبر مین یہہ آیت اتری اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنے قبور مین حضرت ابن عباس نے اسکی تفسیر مین فرمایا کہ ہرگز یون نہین قریب ہے کہ تم جان لوگے یعنی جو عذاب کہ قبر مین تم پر نازل ہوگا پھر ہرگز یون نہین قریب ہے کہ تم جان لوگے یعنی آخرت مین جبکہ تم پر نازل ہوگا یہہ تکرار دو حالتون کے لئے ہوئی اوّل قبر مین دوسرا آخرت مین (۴) وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۔ یہہ ظالمون کو موت کے وقت خطاب ہوتا ہی اور فرشتے راست گو ہین اور اونہون نے اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ اسوقت ذلت کا عذاب دئے جائینگے سو اگر یہہ عذاب تا انقضاء دنیا اونسے تاخیر کیا جائے تو یہہ صحیح ہوگا کہ اونسے اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ کہین یعنی تم آج کے دن جزا دئے جاؤگے (۵) فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ نزول اس آیت کا اگرچہ آل فرعون کے حق مین ہی مگر جو لوگ کہ کافر ہین اونکا حکم بھی مثل انہین کے ہی کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا قرطبی فرماتے ہین کہ یہہ برزخ کا عذاب یعنی عذاب قبر ہے ۔ زمخشری نے کہا کہ اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا جاتا ہی ۔ ابن ابی شیبہ و بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جبکہ کوئی شخص تم مین سے مرجاتا ہی تو اوسپر ٹھکانا صبح و شام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت سے ہو تو اہل جنت سے اور جو وہ اہل نار سے ہے تو اہل نار سے کہا جاتا ہے کہ یہہ تیرا ٹھکانا ہی یہانتک کہ تجھے قیامت کے دن اللہ تعالی اپنی طرف اٹھائیگا ۔ ابن مردویہ نے اتنا اور زیادہ کیا کہ پھر یہہ آیت پڑھی اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا الخ اس آیت مین عذاب دارین یعنی دار برزخ اور دار القرار کا صریح ذکر فرمایا اب کسی طرح غیر کا احتمال باقی نہین رہا (۶) يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۔ یعنی اللہ تعالی اون لوگون کو جو قول ثابت پر ایمان لائے دنیوی زندگی مین اور آخرت مین بھی ثابت رکھتا ہی مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے

ادراک کو زید کے لئے پیدا کر دیتا ہی عمرو کے لئے نہین مثلاً کبھی بہت لوگون کو
تہوڑی کر دکھاتا ہی اور تہوڑون کو بہت جیسا کہ خود کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے
وَاِذْ یُرِیْکُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ
اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ کفار بدر کے دن ہماری آنکھون مین تہوڑے کر دئے گئے تھے چنانچہ ایک آدمی میرے
بازو تھا مین نے اوس سے کہا کہ یہ تو ستر آدمی نظر آتے ہین اوس نے کہا نہین بلکہ وہ سو ہین
یہانتک کہ ہمنے ایک آدمی کو اونمین سے پکڑ کے اوس سے پوچھا اوس نے کہا کہ ہم ہزار تھے
انتہی بلکہ بدر کے دن تو شیطان نے فرشتون کو لڑتے ہوئے دیکھا اور مشرکون نے اونکو نہ دیکھا

بقیہ حاشیہ - روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ آیت عذاب قبر مین اُتری ہے
اوس سے کہا جاتا ہی کہ تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہی میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہین پس یہہ قول ہے اللہ تعالی کا یُثَبِّتُ اللّٰهُ الخ - دنیا مین ثابت رکھنے سے یہہ مراد ہی کہ مومنین
کلمۂ توحید پر قائم رہتے ہین - فتنۂ دین کے وقت کسی طرح کا تزلزل اونکو نہین ہوتا ہی گو وہ آگ ہی
مین کیون نہ ڈال دئے جائین اور کفار و مبتدعین کے شبہون سے کسی طرح کا شک اونکے دلون مین
نہین آتا اگرچہ جان و مال کی آفت ہی مین کیون نہ مبتلا ہو جائین - آخرت مین ثابت رکھنے کا
یہہ مطلب ہی کہ قبر مین منکر و نکیر کے سوال کے وقت بتائید الہی و برکت رسالت پناہی جھٹ پٹ
بے دھڑک جواب باصواب دیدیتے ہین ذرا بھی توقف نہین کرتے نہ اونکی زبان لڑکھڑاتی ہے
نہ اونکے دلون مین کسیطرح کی دہشت سماتی ہے ہی طرح مواقف حشر و نشر مین بھی احوال قیامت سے نہ ڈرینگے
اور اور آیتین بھی ہین مثلاً وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ الخ
فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ الخ - یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ - رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ
وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ الخ وغیر ذلک عمدۃ القاری و کتاب الروح وغیرہ مین بسط سے بیان ہی یہہ مختصر
تفسیر طویل ہو جاتی ہی اور بہت دہرم کو شاید جب بھی فائدہ نہ ہو - اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا وَاِذْ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَھُمْ اِلیٰ قولہ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ ابن جریر و بیہقی محدثین نے اس میں حدیثیں مروی کی ہیں۔ پس معلوم ہو گیا کہ بصر کا ادراک مخلوق خدا تعالیٰ ہے جسکو چاہتا دیتا ہے جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے امام غزالیؒ نے فرمایا کہ عذاب قبر وغیرہ اس جہت سے ہمکو نہیں معلوم ہوتا کہ اس آنکھ میں لیاقت اون امور کے دیکھنے کی نہیں ہے جیسے باتیں اور دوسری جو آخرت سے متعلق ہیں وہ سب عالم ملکوت کی چیزیں ہیں جو ہمیشہ ظاہر میں نظر نہیں آتیں دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اوترنے کے وقت حالانکہ انکو دیکھتے نہ تھے اور اوسپر بھی انکا ایمان تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو دیکھتے ہیں۔ اگر تمکو اس پر ایمان

ل احیاء میں موت کی حقیقت میں فرمایا واضح ہو کہ لوگ موت کی حقیقت میں بہت سے گمان اور خیالات کر کے غلطی پر ہیں مثلاً بعض گمان کرتے ہیں کہ موت نیست ہو جانا ہے نہ حشر ہوگا نہ نشر نہ ثواب ہے نہ عذاب۔ انسان کی موت ایسی ہی ہے جیسے اور حیوانات کی یا سوکھی گھانس کی یہہ رای ملحدین اور ان لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔ اور بعض یہہ گمان کرتے ہیں کہ موت سے آدمی نیست ہو جاتا ہے مگر قبر سے لیکر حشر تک نہ کسی عذاب سے درد پاتا ہے نہ ثواب سے راحت اور بعض یہہ کہتے ہیں کہ روح باقی رہتی ہے موت سے نیست نہیں ہوتی اور ثواب عذاب روحوں کو ہے جسموں کو نہیں اور جسم ہرگز نہ اٹھائے جائینگے نہ پھر سے زندہ ہونگے اور یہہ سب اقوال گمان خراب اور حق سے پھرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ایک گڑہا ہے آگ کے گڑہوں میں سے یا ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے رواہ الترمذی یہہ حدیث اور اسکی جیسی بہت سی حدیثیں آئیں ہیں نص صریح ہیں اس باب میں کہ موت کے معنی صرف حال بدل جانا ہیں اور میت کو واسطے جو کچھہ سعادت و شقاوت ہونے کو ہوتی ہے وہ مرتے ہی بلا تاخیر ہو جایا کرتی ہے۔ صرف بعض قسم کے عذاب و ثواب البتہ پیچھے رہتے ہیں انتہی ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے پاس عذاب میت کے لئے اس جسم کا ہونا شرط نہیں بلکہ اگر میت کے اجزا متفرق بھی ہو جائیں پہچانے نہ جائیں مٹی میں مٹی ہو جائیں تو اونہی اجزا میں اللہ تعالیٰ حیات عنایت فرماکر عذاب کرتا ہے وَاِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ ذٰلِکَ لَقَدِیْرٌ ۔ ۱۲

نہو تو اوّل اصل ایمان فرشتون اور وحی پر درست کرنا ضروری ہی اور اگر اوس پر ایمان
رکہتی ہو اور جایز جانتی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز کو دیکہہ سکتی ہین جسکو اونکی امت نہین دیکہہ سکتی
تو یہہ باتین مُردے کے حق مین کیون نہین جایز ہین جسطرح فرشتے آدمیون اور حیوانون کے مشابہ نہین
اسیطرح سانپ بچہو مردے کی قبر مین کے دنیا کے سانپ بچہو جیسے نہین انکی جنس اور ہی ہے وہ اور ہی
حس سے معلوم ہوا کرتے ہین الخ اگر اللہ تعالی عذاب قبر سب کو دکہلا دیتا تو تکلیف کی
حکمت اور ایمان بالغیب جاتا رہتا یہہ بھی اوسکی رحمت ہے کہ دنیا مین بھی ایک اوسکا نمونہ سوتے ہوئے کو
دکہلایا جاتا ہی کبھی خواب دیکہتا ہی کہ مجہے سانپ یا بچہو کاٹتا ہی اور اوسکو اسکا درد بھی ہوتا ہے
اور اُٹھے بعد اوسکا اثر بھی نظر آتا ہی لیکن جاگنے والونکو اوسکے اطراف کچہہ بھی نظر نہین آتا اور
کبھی کہاتا پیتا ہی اُٹھے بعد اوسکا مزہ مونہہ مین باقی رہتا ہی اور بہوک پیاس جاتی رہتی ہے
اور اوس سے بڑہکر تعجب ہے ہی کوئی شخص نیند مین کہڑا ہوکر مارتا پکڑتا ہی گویا بیدار ہی حالانکہ
وہ سو رہا ہی اور اوسکو کچہہ بھی خبر اسکی نہین ہوتی - بات یہہ ہی کہ روح پر یہہ حکم جاری ہوتا ہے
تو روح خارجی طور سے بدن سے استعانت لیتی ہی - اور جو پوری طور سے مدد لیتی تو بیدار ہو جاتا
جب روح کا عذاب و ثواب بطریق تبعیت کے جسم کو خواب مین پہونچتا ہی تو برزخ مین بطریق اولی

۱؎ اللہ تعالی نے برزخ کے احکام کو روحون پر رکہا ہی اور بدنون کو انکا تابع کیا ہی جسطرح دنیا مین روحین بدنون کی تابع مین اور جسمون کی ایذا سے ایذا پاتی ہین اور انکی راحت سے لذت لیتی ہین اور جسم ہی یہان نعیم و عذاب کے کام کرتا ہی اسیطرح برزخ مین جسم روحون کی نعیم و عذاب مین تابع ہے اور وہان ارواح ہی مباشر نعیم و عذاب کی ہوتی ہین پس یہان بدن ظاہر اور روحین پوشیدہ ہین اور بدن ارواح کیلئے مثل قبور ہین اور وہان روحین ظاہر اور بدن اپنی قبور مین پوشیدہ ہین خلاصہ یہہ کہ احکام برزخ کے ارواح پر جاری ہوتی ہین پھر نعیم و عذاب انکی بدن کے اجزا کی طرف سرایت کرتی ہین جیسی کہ احکام دنیا بدنون پر جاری ہوتی ہین پھر بلحاظ ثواب عذاب اپنی روحون کی طرف سرایت کرتے ہین - اسکو خوب یاد رکھو یہہ بہت سے اعتراضون کو دفع کر دیگا - ۱۲

ہونا چاہئے کیونکہ وہان تجرّدِ روح اِس سے بڑھکر ہی حالانکہ جسم سے بھی ایک قسم کا تعلق ہے جب قیامت ہوگی ورجسمونکا حشر ہوگا اور لوگ اپنی قبرونسے نکل کھڑے ہونگے اب اسی وقت مین عذاب و ثواب جسم و روح دونون پر برابر ہوگا۔ یہی مسلک ہے صوفیۂ کرام کا بھی جسطرح سابق مین امام قشیری سے ثابت کیا گیا۔ آج کل کے بعض صوفیانِ خام و ملحدین نافرجام خوابِ غفلت سے بیدار ہووین اور سلف کی پیروی کرین اور جب یقیناً معلوم ہوچکا کہ بندے پر مرنیکے بعد سخت عذاب یا آسایشِ جاودانی ہوگی تو چاہئے کہ اوسکی تدبیر کرین۔ اور کیفیتِ عذاب ثواب مین گفتگو کرنی اور اونکی تفصیل معلوم کرنی محض فضول و تضییع اوقات ہے۔ عاصی محمد عمر کان اللہ لہ ناظرین تفسیر سے عرض کرتا ہے کہ گو بحث طویل ہوئی لیکن آج کل کی دہریّت کے لحاظ سے یہ سب کچھ نقل کیا گیا خداوندِ عالم ہمکو اور ہماری احباب کو عذابِ قبر سے بچاوے۔ اور معیّتِ اقدامِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا مین قبر مین حشر مین ہر جگہ عنایت فرمائے وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ۔

بیان مین احوال مُردون کے قبور مین کہ وہ وہان نماز اور قرآن پڑھتے ہین خوش و خرم باہم ملاقات کرتے ہین صحیح مسلم اور بہت سی حدیث کی کتابون مین متعدد صحابہ سے مروی ہے کہ شبِ معراج مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر موسیٰ علیہ السلام پر ہوا اور وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام

مُردون کا قبور مین نماز و قرآن پڑھنا

ا؎ ابو یعلی و بیہقی و ابن مندہ ۔ ۱۲

اپنی قبرون مین نماز پڑہتے ہین ابو نعیم نے جبیر سے روایت کی انہون نے کہا کہ قسم ہے اوسکی کہ سوا اوسکے اور کوئی معبود نہین کہ مین نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کو اونکی لحد مین رکہا اور میرے ہمراہ حمید طویل بھی تھے جب ہمنے اونپر اینٹون کو برابر کیا تو ایک اینٹ گر پڑی ناگاہ وہ اپنی قبر مین نماز پڑہ رہے تھے چونکہ آپ اپنی دعا مین کہا کرتے تھے کہ الٰہی اگر تو نے کسیکو اوسکی قبر مین نماز عطا کی ہو تو مجھے بھی عنایت فرما سو اللہ تعالیٰ ایسا نہین ہے کہ اونکی دعا کو رد فرمائے[۱] ایک روایت مین ہے کہ جب ہم طرف سے قبر ثابت بنانی کی گذرتے تھے تو ہم قرأتِ قرآن سنتے تھے[۲] ابو حماد جو معتبر اور پرہیزگار آدمی ہین فرماتے ہین کہ مین جمعہ کے دن دوپہر کے وقت قبرستان مین داخل ہوا جس قبر پر میرا گذر ہوتا اوس سے مین قرأتِ قرآن سماعت کرتا حضرت[۳] ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ بعض صحابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا اور اونکو گمان نہ تھا کہ وہ قبر ہے یکایک اوسمین ایک شخص سورۂ ملک (سورۂ تبارک) پڑہ رہا تھا یہانتک کہ اوسکو ختم کیا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اِس واقعہ کی خبر دی تو آپنے فرمایا وہ مانعہ وہ منجیہ ہے عذابِ قبر سے اوسکو نجات دیتا ہے نسائی مین ہے کہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جس کسی نے

---

[۱] اخرجہ ابن جریر فی تہذیب الآثار و ابو نعیم ۱۲ [۲] اخرجہ ابن مندہ ۱۲ [۳] اخرجہ الترمذی و حسّنہ والحاکم والبیہقی ابو قاسم سعدی کتاب الروح مین فرمایا کہ اسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تصدیق ہو گئی کہ مردہ اپنی قبر مین پڑھتا ہے اس لیے کہ عبد اللہ نے آپ کو اسکی خبر دی اور آپنے اوسکی تصدیق فرمائی۔ امام کمال الدین زملکانی نے فرمایا کہ جبکہ کرامتِ الٰہی اولیا کے لئے یہہ ہوئی کہ وہ قبر مین طاعت و عبادت پر قادر رہتے ہین تو انبیا علیہم السلام تو بطریق اولیٰ قادر ہونگے۔ اور اور روایات اسی قسم کے حافظ ابنِ رجب و حافظ ابو بکر خطیب و ابنِ مندہ اور حاکم و نسائی و بیہقی وغیرہم سے مین اصل شرح الصدور دیکھو ۱۲

تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کو ہر رات پڑہا تو اللہ تعالی البتہ اوسکو عذاب قبر سے اوسکو بچایگا اور ہم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اوسکا نام مانعہ رکہتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا[۱] جبکہ تم مین سے کوئی اپنی بہائی کا والی ہو تو اوسکو اچہا کفن دی۔ کیونکہ وہ اپنی قبرونمین ایک دوسیرکی زیارت کرتے ہین

بیان مین زیارتِ قبور کے اور مُردی اپنی زیارت کرنیوالونکو جانتی دیکہتی سلام کا جواب دیتی اونسی اُنست پاتی مین صحیح مسلم مین

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرستانکی طرف نکلی اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ **نسائی و ابن ماجہ** نے بریدہ رضی اللہ عنہ سی روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو سکہلایا کہ جب قبرستان کی طرف نکلین تو یون کہین اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ اَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ **مسلم** نے حضرت ام المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سی روایت کی کہ مین نے عرض کی کہ اونکو لئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح کہون۔ فرمایا اسطرح کہو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ

---

[۱] اخرجہ الترمذی وابن ماجہ ومحمد بن یحیی الہمدانی فی صحیحہ وابن ابی الدنیا والبیہقی فی شعب الایمان علما نی فرمایا کہ مراد اچہا کفن دینی سی بیاض و نظافت ہی گران قیمتی کی ضرورت نہین بلکہ اوس سے ممانعت آئی ہے ۱۲۔ ابن ابی الدنیا اور ابن الجوزی نے اپنی سند سی روایت کی جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ بعضی مردون کا کفن ناقص ہونے سے خواب مین نہین آئے اور پہر بعد مین جو بعضے لوگ مرے اونکے کفن مین اون سابقین کا کفن رکہدیا تو وہ کفن پہنکر خواب مین آگئے ۔۱۲

مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ترمذی وبیہقی و ابن ابی شیبہ وغیرہم متعدد صحابہ سے اہل قبور پر سلام کرنیکی روایتین ثابت فرماتے ہین[۱] ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنے بہائی کے قبر کی زیارت کرتا ہے اور اوسکے پاس بیٹھتا ہے وہ انس پاتا ہے اور اوسپر رد کرتا ہے یعنی سلام کا جواب دیتا ہے[۲] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جسوقت آدمی کسی قبر پر گذرتا ہے جسکو پہچانتا ہے اوسپر سلام کرتا ہے تو وہ اوسکو سلام کا جواب دیتا ہے اور پہچانتا ہے اور جب کسی قبر پر گذرتا ہے جسکو نہین پہچانتا ہے پھر اوسپر سلام کرتا ہے تو وہ بھی اوسکو سلام کا جواب دیتا ہے امام احمد و حاکم نے ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ فرماتی ہین کُنْتُ اَدْخُلُ الْبَیْتَ فَاَضَعُ ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ اَبِیْ وَزَوْجِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ یعنی جب مین گھر مین جاتی تو اپنا کپڑا رکھدیتی اور کہتی کہ وہ تو میرے باپ اور خاوند ہین (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم) جب انکے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو مین اوس گھر مین داخل ہوتی مگر میرے کپڑے مجھپر کسے بندھے ہوتے بسبب حیا کے عمر رضی اللہ عنہ سے[۳] عطاف رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ سے روایت کی کہ انہون نے کہا کہ مین نے قبور شہدا کی زیارت کی۔

[۱] اخرجہ ابن ابی الدنیا فی کتاب القبور ۱۲ [۲] اخرجہ ابن ابی الدنیا والبیہقی فی شعب الایمان ایسکے قریب قریب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا مروی ہے جسکو علامہ ابن عبد البر نے استذکار و تمہید مین روایت کی اور عبد الحق نے تصحیح کی شرح الصدور ملاحظہ ہو۔
[۳] اخرجہ الحاکم وصححہ والبیہقی فی الدلائل ۱۲

اور اونپر سلام کیا تو جواب سلام کو سنا اور کہا کہ ہم تمکو پہچانتے ہین جیسے بعض ہمارے بعض کو پہچانتے ہین یہہ سنکر میری رونگٹی کہڑی ہوگئی ایک[1] روایت مین ہے کہ اوس بی بی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک سے بھی جواب سلام کو سنا مختصراً حکایت[2] ایک شہید نے بعد موت اپنی

[1] اخرجہ ابن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت والبیہقی فی الدلائل حکایت سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ ہم ہمراہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مقابر مدینہ مین داخل ہوئے آپ نے ندا کی یا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تم ہمکو اپنی خبر بتاتے ہو یا چاہتے ہو کہ ہم تمکو خبر دین سعید کہتے ہین ہمنے ایک آواز سنی وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ تم ہمکو خبر دو جو کچھہ ہمارے بعد ہوا ہو حضرت امیر نے فرمایا کہ تمہاری بی بیون کا تو نکاح ہوگیا اور تمہارے مال بٹ گئے اور اولاد یتیمون کے گروہ مین ہوگئی اور مکان جسکو تمنے تعمیر کیا تہا اوس مین تمہارے دشمن بس گئے ہمارے پاس کی خبرین تو یہہ ہین اب تمہارے پاس کی کیا خبر ہے ایک مردہ نے عرض کی کہ کفن پارہ پارہ ہوگئے اور بال جہڑ گئے کہالین ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے آنکہین بہہ کر گالون پر آگئین نتہنون سے پیپ اور گندا پانی بہہ رہا ہو اور جو ہمنے آگے بہیجا اوسکو پایا اور جو پیچہے چہوڑا اوسکا نقصان کیا اور ہم اپنے اعمال مین گرو ہین اخرجہ الحاکم فی تاریخ نیسابور والبیہقی وغیرہما اسکے قریب قریب ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور مین امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی حکایت شیخ ابو سعید خراز رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے مکہ معظمہ مین باب بنی شیبہ کے پاس ایک جوان کو مرا ہوا دیکہا جب مین نے اوسکی طرف نظر کی تو اوس نے تبسم کیا اور مجہسے کہا کہ اے ابو سعید کیا تو نہ جانا کہ احباء اللہ زندہ ہین گو وہ مرگئے وَاِنَّمَا یُنْقَلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ وہ تو ایک گہر سے دوسرے گہر کی طرف نقل کرتے ہین حکایت شیخ علی رودباری فرماتے ہین کہ مین نے ایک فقیر کو لحد مین رکہا جب اوسکا کفن سرہانے سے کہولا اور اوسکا منہ مٹی پر رکہا تاکہ اللہ اوسکی غربت پر رحم کرے تو اوس نے اپنی دونو آنکہین کہولدین اور مجہسے کہا کہ اوسکے سامنے مجہے ذلیل کرتے ہو جس نے مجہہ ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے مین نے کہا یا سیدی اَحَیَاۃٌ بَعْدَ الْمَوْتِ کیا مرنیکے بعد زندگی ہے کہا ہان مین زندہ ہون اور ہر محب اللہ کا زندہ ہے اور مین قیامت کو ضرور اپنی جاہ سے تیری مدد کرونگا امام قشیری نے ان دو حکایتون کو اپنی مشہور رسالہ مین بیان فرمایا اسکے سوا بعد موت کلام کرنیکی اور حکایتین بھی نقل کی ہین حکایت[2] کلام زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ بعد موت کو بیہقی نے دلائل النبوۃ مین ذکر فرمایا اور کہا کہ اسناد صحیح ہے اور اوسکے لئے شواہد ہین فاذا الصوت من تحت الثیاب فکشفنا عن وجہہ فقال ھذا احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم قال ابو بکر الصدیق خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ ابن عساکر کی طویل حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبر پر جاکر یون کہنا یَا فُلَانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ اوس جوان کا قبر مین سے جواب دینا یا عمر قد اعطانیھما ربی فی الجنۃ مرتین یعنی اے عمر رضی اللہ عنہ مجہے میرے رب نے یہہ نعمت جنت مین دوبار عطا فرمائی الخ کلام ثابت

بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بعد موت اخرجہ البخاری فی تاریخہ وابن عساکر [2] اخرجہ ابن ابی الدنیا عن طوبۃ بنت ... عن سعید ... ۱۲

دوست کی مدد کی اور اوسکو دشمن کے قتل مین شریک ہوا مختصرًا اس بیان مین کسقدر طرحکی ایذا ہی اوس سبب سے میت ایذا پاتا ہی قبرون کو روندنا یا اوس پر بول و براز کرنا منع ہی حضرت[1] ام المؤمنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ میت کو اوسکی قبر مین وہ چیز ایذا دیتی ہی جو اوسکو اوسکی گہر مین ایذا دیتی ہی عقبہ[2] بن عامر صحابی فرماتی ہین کہ مجہہ آگ پر یا تلوار پر چلنا گو وہ میری پاؤن کو کاٹ دی بہتر معلوم ہوتا ہی اس سے کہ مین کسی مسلمان کی قبر پر چلون اور مین قبرونمین قضائی حاجت کرون یا درمیان بازار کی اور لوگ دیکہتی ہون یہہ دونون برابر معلوم ہوتی ہین سلیم ابن عمیر کا گذر ایک قبرستان پر ہوا اور پیشاب کا غلبہ ونپر ہوا اور وہ روکے ہوئی تہی کسی نی کہا اگر آپ اوتر کر پیشاب کر لیتی تو اچہا تہا فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِی الْاَمْوَاتَ کَمَا اَسْتَحْیِی مِنَ الْاَحْیَاءِ یعنی اللہ کی قسم مین بیشک مردون سے اوسیطرح شرماتا ہون جسطرح کہ زندون سے شرم کرتا ہون عمارہ بن حزم فرماتی ہین کہ رسول اللہ نے مجہکو ایک قبر پر بیٹہا ہوا دیکہکر فرمایا ای صاحب قبر قبر پر سی اوتر لَا تُؤْذِیْ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا یُؤْذِیْکَ یعنی صاحب قبر کو ایذا مت دی وہ تجہی ایذا نہین دیتا ہی ابن مسعود سی کسی نی قبر پر پاؤن رکہنا اور اوسکو روندنی کا مسئلہ پوچہا فرمایا کَمَا اَکْرَہُ اَذَی الْمُؤْمِنِ فِیْ حَیٰوتِہٖ فَاِنِّیْ اَکْرَہُ اَذَاہُ

[1] اخرجہ الدیلمی [2] اخرجہ ابن ابی شیبہ والحاکم واخرجہ ابن ماجہ من حدیث مرفوعًا ۱۲ [3] اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب القبور [4] اخرج الطبرانی والحاکم وابن مندہ ۱۲ [5] اخرجہ سعید بن منصور مترجم مسند حسن مین ہی امام مالک

وامام احمد وابو داؤد وابن ماجہ وعبد الرزاق وسعید بن منصور وابن حبان ودارقطنی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسر عظم المیت ککسرہ حیا والفاظ امام احمد مردہ کی ہڈی توڑنی

بَعْدَ مَوْتِہٖ جیسی مین مومن کی حیات مین اوسکی ایذا کو ناپسند کرتا ہون بعدِ موت بھی اوسیطرح
مکروہ جانتا ہون ابنِ ابی شیبہ نے بھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسیطرح روایت کی اَذَی الْمُؤْمِنِ
فِیْ مَوْتِہٖ کَاَذَاہُ فِیْ حَیٰوتِہٖ مسلمان کو بعدِ موت ایذا دینی اسیطرح ہی جیسی زندگی مین اوسکو
تکلیف پہونچانی ہی قاسم بن مُخَیْمِرہ (تابعی) فرماتی ہین کہ اگر مین گرم کی ہوئی بھال پر
پاؤن رکھون کہ میری قدم سی پار ہوجاے تو یہہ مجھی اس سے زیادہ پسند ہی کہ کسی قبر پر پاؤن
رکھون ایک آدمی نی کسی قبر پر پاؤن رکھا اور وہ بیدار تھا قبر سی آواز سنی اِلَیْکَ عَنِّیْ
یَارَجُلُ لَا تُؤْذِنِیْ کہ ای شخص میری پاس سے دور ہوجا اور مجھی ایذا مت دی انتہی
فقیر عرض کرتا ہی یہہ تمام حدیثین شرح صدور سی نقل کی گئین جس مین طبقۂ اولی
صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث بھی موجود مین پورا بیان جسکو دیکھنا ہو اصل کتاب
مین دیکھی علماء عقاید کی مشہور کتابون مین تصریح فرمائی کہ معتزلہ وغیرہم کی پاس یہہ بدن
شرطِ ادراک ہی اسی لیے انکی مذہب مین جب آلات بدنی نہ ہی ادراکِ جزئیات بھی نہ
اور ہم اہلِ سنت کے پاس ادراک باقی رہتا ہی۔ قواعدِ اسلام اسی کی تائید کرتے ہین۔ یہی
وجہ ہی کہ قبورِ ابرار کی زیارت اور ارواحِ اولیا سی استعانت نفع دیتی ہی مقاصد اور
اوسکی شرح مین ہی اِنَّہٗ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ وَغَیْرِهِمْ اَلْبِنْیَۃُ الْمَخْصُوْصَۃُ شَرْطٌ فِی الْاِدْرَاکِ

لہ اخرجہ ابن مندہ ۱۲

فَعِنْدَهُمْ لَا يَبْقَى إِدْرَاكُ الْجُزْئِيَّاتِ عِنْدَ فَقْدِ الْآلَاتِ وَعِنْدَنَا يَبْقَى
وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنْ قَوَاعِدِ الْإِسْلَامِ وَلِهٰذَا يُنْتَفَعُ بِزِيَارَةِ قُبُورِ الْأَبْرَارِ
وَالْاِسْتِعَانَةِ مِنْ نُفُوسِ الْأَخْيَارِ الخ صحیح بخاری[1] مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جب کوئی تم مین سے التحیات مین اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہتا ہے تو
ہر نیک بندے کو خواہ وہ آسمان مین ہو یا زمین مین اوسکا سلام پہونچ جاتا ہے فَإِذَا قَالَهَا
أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ الخ ملخصاً حضرت شیخ ہند فرماتے ہین
بالجملہ کتاب و سنت مملو و مشحون اند باخبار و آثار کہ دلالت میکند بر وجودِ علم مرموتیٰ را
بدنیا و اہلِ آن پس منکر نشود آنرا مگر جاہل باخبار و منکر دین[2] جب یہ فرمایا کہ تمکو تھوڑا
سا ہی علم دیا گیا ہے اسلئے ارشاد ہوتا ہے کہ اوس علمِ قلیل کو بھی ہم چاہین تو تمسے لے لے
سکتے ہین باین طور کہ لوحِ دل سے حفظ کو بھلا دین کچھہ بھی یاد نرہے چنانچہ فرماتا ہے

---

[1] بخاری مطبوعہ سید الاخبار دہلی باب الدعاء فی الصلواۃ صفحہ ۹۳۶ — [2] منکرِ دین جب احادیث صحیحہ کو دیکھکر گھبراتے ہین تو قرآن عظیم کو احادیث رسول کریم کے مقابل لاتے ہین۔ اور فائدہ لکھکر جسطرح دل مین آئے معنی بناتے ہین پھر اتراتے بغلین بجاتے ہین ۔ سورۂ روم مین فرمایا وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۔ بعینہ اسیطرح إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ سے لیکر آخر تک سورۂ نمل مین ہے اور سورۂ فاطر مین فرمایا إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ سیاقِ آیات سے ظاہر ہے کہ زندگی کافر تمھارا کلامِ حق نہین سنتے تمھاری بات

7-86 7-87

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا
وَكِیْلًا ۙ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ۝ اور
(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہمنے تمہاری طرف وحی کی ہے اوسکو لیجاویں تو پھر
تم اپنی جانب سے اوسکے لانیکے لئے ہمارے یہاں کوئی ذمہ لینے والا نہ پاؤگے مگر تمہارے رب کی
رحمت (کیونکہ) بیشک اوسکا فضل تمپر بہت ہی بڑا ہے۔ یعنے اگر ہم قرآن کو لیجائیں تو
کوئی دوسرا شخص اوسکو واپس لانیکا ذمہ نہ لیگا لیکن ہماری رحمت اوسکو جانے ہی نہ دیگی۔ اس لئے
کہ ہمارا فضل وکرم بھی تو تمپر بہت ہی بڑا ہے چنانچہ ہمنے تمکو سب کا سردار بنایا مقامِ محمود سے
سرفراز فرمایا۔ تمپر نبوت کو ختم کیا۔ غرض یہہ کہ کونسی نعمت ہے جو ہمنے تمکو نہ دیا ہے

کس خدا را ہیچو تو نشناختہ	کس قدرِ تو ز انکہ	جز خدا نشناخت

بقیہ حاشیہ۔ نہیں مانتے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ احیاء سے مومنین مراد ہیں اور اموات سے کافرین جیسے دوسری
جاے فرمایا اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ الخ افسوس ہے ان منکرین پر کہ باوجود اس تصریحات کے بے محل اِنَّكَ
لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی کہدیتے ہیں حالانکہ صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتولانِ بدر کو پکارنے لگے
تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی تھی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی تو حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اوسکی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم اون سے بڑھکے نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے
ملخصاً۔ بہتر ہوگا کہ وہ حدیث ہم بعینہٖ نقل کردیں در منثور جلد پنجم صفحہ ۱۵۷۔ اخرج مسلم وابن مردویہ
عن انس بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترك قتلی بدر
ایاما حتی جیفوا ثم اتاهم فقام ینادیهم فقال یا امیة بن خلف یا ابا جهل بن هشام
یا عتبة بن ربیعة هل وجدتم ما وعد ربكم حقا فسمع عمر رضی اللہ عنه صوته فجاء
فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم تنادیهم بعد ثلاث وهل یسمعون یقول اللہ
انك لا تسمع الموتی فقال والذی نفسی بیده ما انتم باسمع منهم ولكنهم لا یطیقون
ان یجیبوا۔ مقتولانِ بدر کو ندا کرنے کی حدیث امام احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی ابو طلحہ سے بھی

صحیح بخاری صفحہ ۶۴۲ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْہُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ الخ یعنی حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین مسجد مین نماز پڑہ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو پکارا تو مین نے آپکو جواب نہ دیا پھر مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نماز پڑہ رہا تھا آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالی نے ارشاد نہین فرمایا اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو جب تمکو پکارین علامہ عینی فرماتے ہین کہ جواب دینا واجب ہے اور نماز نہین ٹوٹتی وَجَبَ الْاِجَابَۃُ وَلَا تَبْطُلُ الصَّلٰوۃُ سبحان اللہ یہہ ہی اللہ کا فضل کہ نماز مین روبرو خدا کے کھڑا ہو لیکن اسوقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا واجب اونکا فقیر عرض کرتا ہے ؎

کیا کہین آگے خدا کا نام ہے
اللہ اللہ ہے بڑی شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جب یہہ بیان فرمایا کہ اگر قرآن کو ہم لیجاوین تو تمھارے رب کی ہی رحمت اوسکو واپس لائیگی ورنہ دوسرے کی کیا مجال ہے نہ تو واپس لا سکتے نہ اوسطرح

بقیہ حاشیہ۔ روایت کرتے ہین صفحہ ۱۵۸ جلد پنجم درمنثور دیکھو اور آیت مین اگر بالفرض مردے ہی مراد لین تو نفی اسماع ہے نہ نفی سماع یا وہ سماع مراد ہے جو عرف مین ہے یعنی سماع [illegible] یعنی سماع گوش تک ہوگا جو مخصوص ہے۔ اور فقہا کے کلام بعض صورت مین بھی یہی مراد ہے اسکی تفصیل کے لئے صفحہ ۴۸ حاشیہ تفسیر قادری اور حیات الموات فی سماع الاموات دیکھو ۱۲

بنا سکتی کیونکہ وہ تو معجزہ ہی اس لئے ارشاد ہوتا ہی قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ 17-88
وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝ کہو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اگر انس و جن اس بات پر جمع ہو جاوین
کہ ایسا قرآن لائین تو ہرگز ایسا قرآن نہ لا سکینگے اگرچہ ایک دوسری کا مددگار بھی
ہو وے کیا خدا کا کلام بندونکی بات چیت سی مل جائیگا۔ کیا مخلوق کی بول چال مین
کلامِ خالق کا مزا آئیگا۔ کافر جان پر کہیلے۔ پر ایک سورہ نہ بنا سکے یادریون نے
بہت کچھہ دینِ حق کی بگاڑنے مین کوشش کی۔ پر کوئی صورت بن نہ آئی۔ کہ
قرآنِ مجید کی طرح ایک ہی سورت بن جاتی جتنی انبیا علیہم السلام سی معجزی ظاہر
ہوی۔ وہ اونہین کی زمانے تک رہی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اونہین کے ہمراہ گیا
حضرت مسیح علیہ السلام کی برکت سی جن مریضون نے صحت پائی۔ پھر اوسی زمانے مین اونکو بھی موت
آئی۔ لیکن یہہ قرآنِ عظیم ہماری نبیِ کریم کا زندہ معجزہ ہی۔ جو قیامت تک پایندہ ہے
دیکھو تو اس مختصر کتاب مین ہر ایک مضمون و معنی تفصیل وار ہی اس لئے ارشاد پروردگار ہے
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا 17-89
کُفُوْرًا ۝ اور البتہ ہنے لوگونکے لئے اس قرآن مین ہر ایک مثال پھیر پھیر کر بیان کر دی ہے

سلہ الظہیر المعین والمظاهرة المعاونة والتظاهر التعاون واستظهر به استعان به
(مختار الصحاح) صحیح بخاری مین ہے صرّفنا وجّھنا ۱۲

پھر بھی اکثر آدمی بے انکار کئی نہین رھتی۔ جب موافق دعوی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اعجاز قرآنی دلیل بنائی گئی۔ اور کافرون پر حجت ثابت اور اونکی مغلوبی ظاہر ہوگئی اور ثبوت نبوت مین کوئی شک نرہا تو انہون نے مکر وحیلہ اور سرکشی وعناد سے چھہ معجزے طلب کئے۔ پہلا معجزہ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اور انہون نے کہا کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تم ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ نہ بہانکالو ینبوع وہ چشمہ کہ جسکا پانی نہ سوکہے دوسرا معجزہ اسطرح طلب کیا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ یا تمہارے لئے کھجورون اور انگورونکا ایک باغ ہو پس تم اوسکے درمیان سے نہرین بہا نکالو گویا کافر کہتے ہین کہ ہمارے لئے نہین تو آپ اپنے ہی لئے چشمے نکالئے اور اس مکہ کے پہاڑون کو ایک طرف کر دیجئے تیسرا اور چوتھا معجزہ اسطرح چاہا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ۙ یا تم اپنے زعم کے موافق ہم پر آسمانونکو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دو یا اللہ کو اور فرشتون کو روبرو لاؤ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو ڈرایا تھا کہ کہین آسمان

لہ اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر عن مجاہد فی قولہ ینبوعا قال عیونا ۱۲ لہ اخرج ابن جریر وغیرہ فی حدیث طویل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (در) لہ اخرج ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کسفا قال قطعا (در) وہی جمع کسفۃ کقطعۃ وقطع لفظا ومعنی وہو منصوب علی الحال فی القراءتین ۔۱۲ لہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قبیلا قال عیانا (در) ۔۱۲ مقابلا کوضیع بمعنی مراضع او کفیلا بما تقول وہو حال من اللہ وحال الملائکۃ محذوفۃ لدلالۃ علیہ ای والملائکۃ قبیلا ۔ صحیح بخاری مین ہے قبیلا معاینۃ ۔

آیت ۹۰ تُفْجِرَ نافع وابن کثیر وابو عمرو وابن عامر ساتھ ضم تا اور فتح فا اور کسر جیم ساتھ تشدید کے باب تفعیل سے اگرچہ ینبوع واحد ہے لیکن کثرت انفجار کے لحاظ سے اسطرح کہنا حسن ہے جیسا ضرّبت زیداً کہتے ہین جب ضرب کی

آیت ۹۱

کِسْفًا ابن کثیر وابو عمرو وحمزہ وکسائی ساتھ سکون سین کے یا تو ساکن ہے بلحاظ تخفیف کے یا فعل بمعنی مفعول یعنے مقطوع کے جیسے طحن بمعنی مطحون کے ۱۲

آیت ۹۲

ٹکرے پارہ پارہ ہوکر نہ گرجاے چنانچہ وہ وعید یہہ ہے اَوْ تُسْقِطَ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ الخ
تو اب وہ اوسی کے طالب ہین اور خدا تعالی کو اور فرشتونکو بھی ہمارے سامنی لاؤ تا وہ گواہی
دیوین کہ تم نبی سچے ہو چنانچہ اسیطرح ہے لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا
پانچوین چھٹے معجزہ کی اسطرح درخوست کی اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ[1]
اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ
قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۚ یا تمھارے لیے سونیکا ایک گھر ہو
یا تم آسمان مین چڑھ ہو- اور ہم تمھارے چڑھنے پر بھی ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تم ایک کتاب ہمپر نہ
اوتار لاؤ جسکو ہم پڑھ لین کہدو اے نبی کہ میرا پروردگار پاک ہے مین تو ایک آدمی رسول ہی ہون یعنی جسکا ہم نے
وہ ایسی کتاب ہو کہ اوسمین رب العالمین پاس سے یہہ لکھا ہو کہ اِلٰی فُلَانِ بْنِ فُلَان
اور اسیطرح ہر ایک شخص کے پاس ایک ایک نامہ اوسکے سرہانے دہرا ہو جسکو وہ پڑھ بھی لیا کرے
جاننا چاہئے کہ یہہ ایسی درخوست تھی کہ آنحضرت ہر ایک کافر کو رسول اور صاحب
کتاب بنا دین ورنہ بغیر اسکے ہم تمھارے آسمان پر چڑھ جانیکے بعد بھی تمپر ایمان نہ لائینگے تو آپکو
حکم ہوا کہ اونسے کہدو کہ مین خود بشر رسول ہون پھر دوسرے بندونکو اور خاصکر ناپاک وجود
کیسے رسول بنا سکتا ہون ہان رسول کا یہہ کام ہے کہ معجزہ دکھلانا تو یہہ قرآنِ عظیم کیا کم

[1] ابن جریر عن ابن عباس من زخرف قال من ذہب ۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم عن مجاھد ۱۲

تُنَزِّلَ آیت ۹۳ ع ۱۰

قَالَ ابن کثیر و ابن عامر ساتھ الف ساکن صیغہ ماضی معروف یعنی حضرت نے فرمایا ۱۲

ابو عمرو ساتھ سکون نون کے زا بیچ مخفف کے باب افعال سے ۱۲

معجزہ ہی اور اسکی سوائی بھی بہت سی معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائی پھر اسکی بعد بھی اور
معجزات کی درخوست کرنا بی ضرورت ہے اور اونکی عناد و سرکشی پر دلالت کرتا ہی ورنہ
نبی کی صداقت کی لئی تواتر معجزات شرط نہین اور جو ایسا ہی ہوگا تو یکی بعد دیگرے
معجزات طلب کرتی ہی جائینگی پھر اوسکی حد ہی نہین کہ جسسے معاندین کا جھگڑا ٹوٹے
لیکن ازلی شقی تو فرشتی اترنی اور مردی بات کرنیکی بعد بھی ایمان نہ لائینگی چنانچہ ولو
اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ الخ وغیرہ آیات مین تفصیل سی بیان ہے - جب آنحضرت کو
بشر رسول ہون کہنی کا حکم فرمایا تو اسپر جو کافر شبہہ پیدا کرتے تھی اوسکا بیان فرماتا ہے
۹۴ آیت وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ
اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ اور لوگونکی پاس ہدایت آئی پر بھی اونکو ایمان لانی سے اسی بات نے
روکا کہ انہونے کہا کہ کیا اللہ نے آدمی کو رسول بناکر بھیجا ہی - اسکا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
۹۵ آیت اسطرح تعلیم فرماتا ہی قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ
لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ کہو (ای نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اگر زمین مین فرشتے
اطمینان سی چلتی پھرتی ہوتی تو ہم اونپر آسمان سی فرشتہ کو ہی رسول بناکر بھیجتی - کیونکہ
ہر ایک جنس کا رسول اوسی جنس سے ہونا چاہی کہ اوسی سی زیادہ انست و الفت ہوگی
اور وہی ساری باتونکو اونکی خوب جانیگا - اور اگر فرشتی بھی آتی تو انسان کی صورت مین آتی

قل كفى بالله شهيدا بينى و بينكم ط إنّه كان بعباده خبيرا بصيرا 0

[illegible] آیت ۹۶

وَبَيْنَكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ٥ کہو میری اور تمھاری درمیان

گواہی کو اللہ بس کرتا ہی بیشک وہ اپنی بندونکو خوب جانتا دیکھتا ہی یعنی اللہ تعالی گواہ ہے

کہ مین نے اپنی رسالت پر حسبِ دعوی معجزی دکھلائی اب تمھاری یہہ ہٹ دہرمی کہ فرشتہ

رسول ہونا تھا قابلِ التفات نہین پھر آخرِ آیت مین تہدیداً فرمایا کہ ہم تمھاری ظاہر و

باطن کو جانتی ہین کہ تمھاری دلونمین یہہ جو انکارِ رسالت ہے صرف حسد و حبِّ جاہ و ریاست ہے

و من يهد الله فهو المهتد ج و من يضلل فلن تجد لهم أولياء من دونه ط و نحشرهم يوم القيمة على وجوههم عميا و بكما و صمّا ط مأوهم جهنّم ط كلّما خبت زدنهم سعيرا 0

اَلْمُهْتَدِیْ نافع اور ابو عمرو ساتھہ اظہار یاء ساکن کے حالتِ وصل مین

سَعِيْرًا ٥ اور جسکو اللہ ہدایت دی سو وہی ہدایت پاتا ہی - اور جسکو وہ گمراہ کری آیت ۹۷

نصف

تو پھر تم (ای پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اوس (خدا) کی سوا اونکا کوئی دوست نپاؤگی - اور ہم اونکو

قیامت کے دن اندہی گونگی بہری کرکے منہہ کی بل اٹھائینگی - اونکی جگہہ دوزخ ہی جب

بجھنی لگیگی ہم اوسپر اور بھڑکا دینگی حضرت انس رضی اللہ عنہ سی روایت ہے کہ کسی نے[۲] عرض کی

[۲] الامام احمد والبخاری ومسلم والنسائی وغیرہم - ۱۲

یا رسول اللہ لوگ مونھہ کے بل کیونکر چل سکینگے۔ فرمایا جسنے پاؤنکے بل چلایا کیا وہ مونھہ کے بل چلانے پر قادر نہین حضرت[1] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت مین تین طورسے چلینگے ایک پاپیادہ دوم سوار ہوکر سوم مونھہ کے بل الخ ایک روایت[2] مین تیسرے گروہ کا اسطرح بیان ہے وَفَوجٌ تَسحَبُهُمُ المَلَائِکَةُ عَلٰی وُجُوهِهِم یعنی فرشتے اونکو مونھہ کے بل کہینچینگے۔ چونکہ کافرونکی روحونکو دنیا اور اوسکی لذات سے سخت تعلق ہے اور اونکے قلوب اوسیطرف متوجہ ہین اور عالم انوار و دربار الٰہی سے تو کچھہ بھی تعلق نتھا اسلئے اونکا حشر بھی مونھہ کے بل ہوگا۔ ہم تو قیامت کے متعلق جو کچھہ حضرت صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے اوسپر ایمان لاتے ہین۔ لیکن چونکہ یہ آدمی کی طبعی بات ہے کہ جس چیز سے مانوس نہین ہوتا اوسکا انکار کرتا ہے مثلاً اگر آدمی سانپ کو پیٹ کے بل نہایت تیزی سے چلتا نہ دیکھے تو یہی کہے کہ بدون پاؤن کے رفتار نہین ہوسکتی۔ اور جسنے پاؤن چلتے کسیکو نہ دیکھا ہو وہ پاؤن سے چلنے کو بھی دشوار جانیگا اسی سبب سے آدمی کو چاہیے کہ قیامت کے عجائبات سے جو بات کہ قیاس سے مخالف ہو اوسکا انکار نکرے۔ اسلئے اگر بالفرض دنیا کے عجائبات اوسکی مشاہدے مین نگذرے ہون اور پھر دفعتًہ اوسکے دیکھنے مین آتے ہین تو اوسکا بھی انکار کرنے لگتا ہے حالانکہ واقعی بات ہوتی ہے اسیطرح قیامت کے عجائبات کو جاننا چاہیے

[1] ابوداود والترمذی وحسنہ وغیرہما [2] الامام احمد والنسائی وغیرہما (۲)

اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا ماننا چاہیے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اندھے ہیں یعنی ایسی چیز

نہ دیکھینگے جس سے اونکو خوشی حاصل ہو۔ گونگے یعنی کوئی کلام حجت دلیل کا نہ کہہ سکینگے بہرے یعنی

ایسی بات نہ سنینگے جو اونہیں خوش کرے۔ اور فرمایا کہ آگ بجھنے کے یہہ معنی ہیں کہ جب آتش دوزخ

اونکو جلا دیگی اور کچھہ بھی باقی نہ رہیگا (تو گویا اونکے حق میں یہہ بجھنا ہے) تو پھر نیا گوشت

پوست دیا جائیگا پھر وہی اوسکی تیزی ہوگی جب انہوں نے فنا کے بعد اعادہ کو جھٹلایا

تو اللہ تعالیٰ نے یہہ سزا دی کہ وہ ہمیشہ اعادہ اور فنا میں ہیں یعنی جیسی عمل اوسی جنس کی

جزا چنانچہ اسی طرف اشارہ فرماتا ہے ذٰلِكَ جَزَآؤُهُم بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوۡٓا 17-9

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِيۡدًا ۝ یہہ اونکی سزا اس سبب سے

ہے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں سے انکار کیا۔ اور کہا کہ جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جاینگے

تو کیا ہم از سر نو پیدا کرکے اوٹھائے جائینگے۔ یہہ دکھا جاہلانہ سوال تھا اوسکو اسطرح رد

فرماتا ہے اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ قَادِرٌ 17-9

عَلٰٓى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ وَجَعَلَ لَهُمۡ اَجَلًا لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوۡنَ

اِلَّا كُفُوۡرًا ۝ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ اونہیں سے

۱؎ ابن جریر و ابن ابی حاتم ۲؎ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم (درمنثور) ۳؎ اونکو دوبارہ پیدا کرنیکو لفظ مثل سے تعبیر فرمایا جیسا متکلمین کہتے ہیں الاعادۃ مثل الابتداء یا یہہ کہ دوسری مخلوق ہم انسے بہتر پیدا کر سکتے ہیں تو انکا پیدا کرنا کونسی بڑی بات ہے واللہ اعلم کہا کہ پہلا قول ماقبل کے لحاظ سے مناسب تر ہے (کبیر) فقیر نے اسی کا ترجمہ کیا ۱۲

دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہی۔ اور اونکی لئی ایک وقت مقرر کیا ہی جسمین کوئی شک نہین

پھر بھی ظالم اوسکے انکار کئی بغیر نہین رہی۔ یعنی جسنے بلا مادّہ کی آسمان و زمین کو پیدا کیا وہ اس بات پر قادر ہی کہ

پرانی شئے کو پھر نئی خلقت عنایت فرما دی اور اونکی اٹھنی کے لئی ایک مدت مقرر ہی جو قیامت ہے

جب اپنی انعامات آسمان و زمین کا پیدا کرنا کہ جس سے ہزارون طرح کی فائدہ حاصل ہوتے ہین بیان فرمایا

اور کافرونکی ناشکری و انکار کا ذکر ہوا تو اوسکی بعد اونکی بخالت کا حال اسطرح فرماتا ہے

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ[۵]

ع ۱۱ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ٪ کہدو ای نبی) اگر میری رب کی رحمت کے خزانی تمھارے ہاتھ

مین ہوتی تو تم اوسوقت خرچ ہو جانے کے ڈر سی بند کر کے رکھتے اور انسان بڑا ہی بخیل ہی کیونکہ نفس امارہ مین

جبلّی بخیلی ہے۔ دنیا جمع کرنیکا شوق۔ اور جو مال ہو تو دوسرونکو دینا شاق۔ یہ سب اسی سبب سے ہے

کہ دنیا کی فنا اچھی طرح ذہن نشین نہ ہوئی۔ اللہ کی ملاقات کے ولولی دل مین نہ اٹھی۔ اور جو کامل بات ہو

اور روح مشتاقِ حق ہو تو مال کیا شئے ہے جان پر بنتی ہے ؎

کان درم دادن سخی را لایق است	جان فدا کردن سزائی عاشق است

وہی نفسِ امارہ مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور یہہ رباعی گاتا ہے۔

تجھکو جو جانے اوسکو جان سی کیا کام	فرزند و عیال و خانمان سے کیا کام
دیوانہ بناکے دو جہان دیتا ہے	دیوانے کو تیرے دو جہان سے کیا کام

[۵] ابن جریر و ابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الانفاق قال الفقر و قتورا قال بخیلا ۱۲ قتر علی عیاله ای ضیّق علیهم فی النفقة و بابه ضرب و دخل و قتّر تقتیرا و اقتر ایضا ثلاث لغات و اقتر الرجل افتقر (فتح)

صحیح بخاری مین ہی انفق الرجل املق و نفق الشئ ذہب قتورا مقترا

جب کافروں کو جوابات دیے گئے تو اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو فرعون سے ہوا وہ ہم کو
جھٹلانے کی اسی طرح وہ خرابی ایمان نہ لاتا ہے اور آپ بھی سید الانبیا ہیں آپ کو جھٹلانے والے بھی خراب ہونگے اور
اوسکا بھی جواب ہے کہ کہا تھا فرشتہ رسول کیوں نہ ہوا دیکھو حضرت موسیٰ آدمی ہی پہلے رسول گذر چکے ہیں اور
اوسکا بھی جواب ہے کہ تم [illegible] سرکشی سے معجزہ طلب کرتے ہو [illegible] ہم نہیں [illegible] موسیٰ علیہ السلام کو
نو معجزے ظاہر و باہر دیے جس طرح فرماتا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي
إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ۝ اور البتہ ہم نے
موسیٰ کو نو ظاہر معجزے دیے پھر اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل سے پوچھو کہ جب (موسیٰ) انکے پاس آئے تو فرعون نے
کہا کہ اے موسیٰ میں تو تجھے جادو کیا ہوا جانتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نو ظاہر معجزے یہ ہیں
ید بیضا، عصا، طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈکیں، خون، برسوں کی خشک سالی، میوؤں کا کم ہونا
ایک دوسری جگہ عصا اور ید بیضا ذکر فرما کے فرمایا فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ الخ اور باقی
سات معجزوں کو سورہ اعراف میں بیان فرمایا اور اوسی سورہ میں ہے وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ
لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ یعنی اور فرعون کے لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ تم کوئی
معجزہ بھی ہمارے روبرو لاؤ اور اوسکے ذریعہ سے تم ہم پر اپنا جادو چلاؤ پھر بھی دیکھو کہ ہم تو تمپر ایمان لانیوالے نہیں ہیں

آیت ۱۰۱
فَسَلْ
ابن کثیر و کسائی نے ساتھ فتح سین بغیر ہمزہ کے

ل الظن معناه [illegible] موضع العلم (مختار) ٢ اخرج عبد الرزاق وسعید بن منصور وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم من طرق (در) ترمذی وغیرہ نے صفوان بن عسال سے روایت کی کہ دو یہودیوں نے حضرت رسالت پناہ سے ان نشانیوں کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ شرک اور زنا اور خون ناحق اور اسراف اور جادو نکرو اور کسی بیگناہ کی چغلی حاکم کے پاس نکرو تا وہ اوسکو مار ڈالے اور سود مت کھاؤ اور پارسا بیبی عورت کو تہمت لگانے سے دور رہو اور جہاد سے بھاگو [illegible] شنبہ [illegible] ان دونوں یہودیوں نے آپکے ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں الخ

[illegible] اور تورات میں اسیطرح مذکور ہے [illegible] علاوہ حق و اسیطرح بیان فرمایا [illegible] عبد اللہ بن سلمہ [illegible] کلمات تورات کی وصیتیں [illegible] فرعون [illegible] تعلق [illegible] یہودیوں [illegible] کلمات [illegible] آیات [illegible]

اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے نکلے بعد دوسرے معجزات بھی دئے گئے جیسے عصا سے پتھر کو مار کر پانی نکالنا
ابر کا سایہ کرنا من وسلویٰ کا اترنا۔ وغیر ذلک لیکن یہان وہی نو معجزے مراد ہین جسکو فرعون
اور اوسکی قوم نے اہل مصر سے دیکھا تھا۔ اور وہ اونپر الزام تام تھا اسی سبب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
بَصَآئِرَ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ کہا البتہ تو جان چکا ہی کہ آسمانون
اور زمین کے ربنے ہی ان (معجزات) کو دلیل کے لئے اوتارا ہی۔ اور مین تو بیشک ای فرعون
تجھکو ہلاک ہوا جانتا ہون۔ یعنی البتہ ای فرعون تونے اپنے دل مین جان لیا ہی اور عناد
وسرکشی سے انکار کرتا ہی غرض یہہ معجزات دیکھکر ایمان تو نہ لایا بلکہ اوسکا اور ہی ارادہ ہوا جسطرح
فرمان باریتعالیٰ ہے فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۝
وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ
وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ۝ پھر (فرعون نے) چاہا کہ اونکو زمین سے نکالدے تو
ہمنے اوسکو اور اوسکے سب ساتھ والونکو ڈبا دیا۔ اور اوس (فرعون) کے بعد ہمنے بنی اسرائیل سے
کہا کہ تم زمین مین رہو پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا ہم تمکو سمیٹ کر لے آئینگے۔ فرعون کا ارادہ تھا

ے مثبوراً قال مجاهد هالكاً (ابن کثیر) تبکے معنی مطلق پھیرنے کے ہین اور یہان قرینہ مقام سے مصروف
عن الخیر مطبوع علی الشر کے ہین ۱۲ ے ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس اور آپنے یہہ آیت پڑہی
وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ (در) ے یستفزهم ای یخرجهم (بغوی)

(الاسراء ۱۰۲)
عَلِمْتُ کسائی بصیغۂ متکلم یعنی مین تو خوب جان چکا ہون کہ یہہ معجزات اللہ کے پاس سے آئے ہین اور جو تو نادانی سے اقرار نہ کریگا تو ہلاک ہوگا۔

(الاسراء ۱۰۳) (الاسراء ۱۰۴)
ے ابن جریر ... عن ابن عباس رضی اللہ عنہ لفیفا جمیعا (در) ... مختلطین ... لفیفا ... شامل ہی کیونکہ کہا جاتا ہی لف لفا ولفیفا (خفاجی) اور لفیفا ضمیر کم سے حال ہے ۱۲

شامل ہی کیونکہ کہا جاتا ہی لف لفا ولفیفا (خفاجی) اور لفیفا ضمیر کم سے حال ہے ۱۲

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے نکالی لیکن اللہ تعالیٰ نے اوسیکو ہلاک کیا اور دریا ئے نیل مین معہ لشکر ڈبو دیا چاہ کندہ را چاہ درپیش کی مثل صادق آئی - وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ کا ظہور ہوا - آخرت کے وعدہ سے مراد قیامت ہے - امام بغوی نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ہے جو قریب قیامت ہے اور لوگ مختلف سب اکٹھا ہو جائینگے جب وعدۂ آخرت کا ذکر ہوا اور قرآن مین قطعی طور سے اوسکا بیان ہے اس لئے قرآن کی عظمت وحقیت اسطرح ارشاد فرماتا ہے وَبِالْحَقِّ[1] اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ اور ہمنے اس (قرآن) کو سچائی سے ہی اُتارا اور سچائی سے اُترا - اور ہمنے تو (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) تمکو خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لئے ہی بھیجا ہے - بالحق[2] سے مراد اللہ تعالیٰ ہے یعنے اپنی صفت پر اوس قرآن کو اُتارا - جو تنزیہ سے تشبیہ مین جلوہ گر ہوا حکایت[3] محمد بن سماک بیمار ہوے تو آپکے قارورہ کو کوئی شخص نصرانی ڈاکٹر کے پاس لیگیا - راہ مین ایک بزرگ نے حال دریافت کرکے فرمایا کہ خدا کے دوست کے کام مین دشمن خدا سے مدد لیتے ہو - ابن سماک سے کہو کہ جس جاے درد ہے وہان ہاتھ رکھکر وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ پڑہے - یہہ کہکر

[1] عامل پر تقدیم جار مجرور حصر کے لئے ہے اور جار مجرور ضمیر مفعول سے حال ہے ۱۲ [2] تفسیر کبیر مین ہے کہ نزل بالحق مانند نزل بزید کے ہے (یعنے با ظرفیت کے لئے ہے) تو اس تقدیر پر حق سے مراد محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہین کیونکہ قرآن آپ پر ہی اترا ہے فقیر کہتا ہے حق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ناموں مین سے ایک نام ہے - حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ جب مقام فنا مین بشریت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکلی زائل ہوگئی تو فرق ثانی دیا گیا تا محل وجودی رہے تو یہہ انزال قرآن بِالْحَقِّ مِنَ الْحَقِّ عَلَى الْحَقِّ ہے مختصراً [3] مدارک ۔ فقیر عرض کرتا ہے کہ طبقات کبریٰ مین بھی ہے - بہتر ہوگا کہ ہم بھی ہر درد کے لئے پڑہا کرین - ۱۲

حکمتین قرآن کے متفرق اترنے مین

نظر سے غائب ہوگئے سب حال آکر حضرت سے بیان کیا۔ آپنے اوسیطرح ہاتھ رکھکر پڑھا وقت ثبوت شفا ہوئی اور فرمایا کہ وہ خضر تھے۔ جب قرآن کی نزول کا ذکر آیا تو اوسکی متفرق اُتارنیکی حکمت

اسطرح بیان فرمایا وَقُرْاٰنًا[1] فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ[2] وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا۝

اور ہمنے قرآن کو متفرق بہیجا کہ تم لوگونکی سامنے ٹھہر ٹھہر کے پڑہین۔ اور ہمنے اوسکو اُتارتے اُتارتے

اُتارا۔ ابن[3] عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بندونکی حسب[4] سوال اور موافق اعمال کلام الٰہی اترتا جب وہ کوئی نئی بات نکالتے جواب تازہ اونکو عنایت فرماتا یعنی کسی جا تو اونکی سوال کا جواب جیسے کہین اونکی قول و فعل پر انکار ہے۔ کہین ایک حکم فرمایا جب اوسکی مدت ختم ہوگئی تو پھر دوسرا حکم نازل فرمایا جسکو ناسخ منسوخ کہتے ہین اور یہہ ایک دفعہ مین کب مسطور ہوتا۔ اور ایک حکمت یہہ تھی کہ دوسری نبیونکی سب کتابین مجموعی طور سے ایک ہی دفعہ اترین اور اسیواسطے اون کے اُمتیونکو اُسکا قبول کرنا مشکل ہوتا تھا حتی کہ توراتکے قبول کرنیکے لئے جب پہاڑ یہودیوں پر سایہ افگن ہوا تو اوسوقت اونہونے قبول کیا کیونکہ مجموعی طور سے بہت سے فرایض و مناہی کا قبول کرلینا اور اوسپر عمل کرنا اکثر لوگونکو شاق ہوتا اور گران گذرتا ہے طبعتین نفرت کرتی ہین اور قرآن مجید کی تھوڑا تھوڑا اترنے سے قبول کرنا سہل اور حفظ بھی آسان ہوا۔

---

[1] قُرْاٰنًا منصوب ہے فرقنا سے بنابر اشتغال [2] المکث اللبث والانتظار والاسم المکث بضم المیم وکسرھا وتمکث تلبث (مختار الصحاح) [3] طبرانی وبزار (اتقان) ۱۲
[4] ابن ابی حاتم (اتقان)

امّ[1] المومنین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ پہلی پہل وہ سورۂ مفصل اترا جسمین ذکر جنت و
نار تہا جب لوگ اسلام مین داخل ہوگئی تو پھر احکام (حلال وحرام) اترنے لگی اگر پہلی ہی یہہ حکم
ہوتا کہ شراب نہ پیو تو کہتی کہ ہم شراب ہرگز نہ چہوڑینگی اور جو نازل ہوتا کہ زنا نہ کرو تو کہتی کہ ہم
ہرگز زنا سی باز نہ آئینگی۔ انتہی قرآن مین ایک دوسری جا ایک دفعہ نہ اترنیکا اعتراض
اسطرح مذکور ہی وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً یعنے
کافرونے کہا کہ سب قرآن آپ پر ایک ہی دفعہ کیون نہین اُتارا گیا تو اوسکا جواب عنایت
فرماتا ہی کَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ یعنی ہمنی جدا جدا اسواسطے اوتارا کہ تا (ای نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے
دل کو تقویت دیوین حکمت یہہ ہی کہ جب وحی ہر حادثہ کی موافق بار بار آتی جائیگی۔ اور مقرب
فرشتہ کو حکم ہوتا جائیگا کہ ہمارے حبیب کے پاس جاؤ اور یہہ ہمارا پیغام پہنچاؤ تو محبوب حقیقی کے
پاس سے قاصد کا بار بار آنا جو لطف و مزا دیگا اور دل کو جو فرحت حاصل ہوگی اوسکا بیان
غیر ممکن ہے۔ لیکن اس لطف کو کچھہ تہوڑا وہ جانتی ہین جنکو الہام کا کچھہ ذائقہ ملاہی۔ اور
میراثِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سی حصہ عنایت ہوا ہی ع ذوقِ این مَی نشناسی بخدا تا نچشی ؛ یہی سبب تہا کہ
جب رمضانِ مبارک مین جبریل علیہ السلام کی کثرت سے آمد و رفت ہوتی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
سخاوت بھی ترقی پر ہوتی۔ صحیح بخاری دیکہو۔ اجود مایکون فی رمضان کی معنی سمجہو۔

---

[1] صحیح بخاری

جب بہ دفعات نزول قرآن مین یہہ یہہ حکمتین تہین پہر بہی کافر ایمان نہ لائی اس لیے
اونکو بطور تہدید فرماتا ہی قُلْ اٰمِنُوْا بِہٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
مِنْ قَبْلِہٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْہِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ (سجدہ)
رَبِّنَاۤ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۙ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ ۱۰۷
وَیَزِیْدُہُمْ خُشُوْعًا ۩ کہو (ای پیغمبر) تم اوسپہ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ اور بیشک اس ۱۰۹
(قرآن) سی پہلی جنکو علم دیا گیا ہی جب اونکو پاس پڑہا جاتا ہی تو منھہ کے بل سجدہ مین گر پڑتے
ہین۔ اور کہنی لگتی ہین ہمارا رب پاک ہی تحقیق ہماری رب کا وعدہ ہونیوالا ہی۔ اور
روتی ہوئے منھہ کی بل (سجدہ مین) گر پڑتی ہین اور اونکو اوس سی عاجزی زیادہ
ہوتی ہی۔ یعنی قرآن پر تمہاری ایمان لانی سے کچہہ اوسکا کمال زیادہ نہین ہوجاتا اور نہ لانے سے

ل للاذقان الوجوہ (صحیح بخاری) والاذقان الوجوہ علی سبیل التعبیر عن الکل بالجزء مجازا یہ
دوبار منھہ کی بل گر پڑنا بسبب اختلاف حال کے ہی پہلا وقت انجاز وعدہ ہی دوسرا بعد انجاز۔ یا پہلا حال تعظیم میں دوسرا حالت گریہ مین یا
اختلاف سبب ہی کہ پہلا شکر کے لئی دوسرا تاثیر موعظت کیواسطی (خفاجی) علم معرفت جنکو قبل کون دیگئی جو ارواح سامع للحق من الحق بلا واسطہ
وحجاب تہین اب قفس اجسام مقیدہ مین اور جب قران کی آیتین پڑہی جاتی ہین تو اللہ کی محبت سی بیقرار ہوجاتی ہین اور یہہ خطاب الہی سے
لذت اوٹہاتی ہین۔ خضوع وخشوع اسقدر ہوتا ہی کہ اپنا وجود نذر کرنے پر آمادہ ہوجاتی ہین اور یہہ اشعار زبان پر لاتی ہین سے
دل تو مین دی ہی چکا جان ہی جانا باقی ہ اوسکی بہی دینی کا ارمان ہی جانان باقی ہ یہہ تو ممکن نہین چہوڑ دون جو تیرا خیال ہ
جبتلک تن مین مری جان ہی جانا باقی ہ جب کوئی حیلہ بن نہین آتا ہی تو اونکی مراکب جو اجسام ہین اپنا منھہ مٹی پر رکھدیتی ہین
اور اوسکی عظمت وجبروت کا مشاہدہ کرکے سجدہ مین گر پڑتے ہین اور کہتی ہین کہ ہمارا پروردگار پاک ہی اوسوقت اجلال جلالی اور بڑہ جاتا
ہی اسلئے گریہ وزاری اور خوف بہی زیادہ ہوتا ہی تو منھہ کے بل گرے ہوی روتی ہین اور خشوع وخضوع اونکا زیادہ ہوجاتا ہی شوق دیدار
الہی مین آنسوؤن کا تار بندہتا ہی سے ازان گریانست چشم من کہ از لوح وجود خود ہ بشویم نقش خویش وصورت آن یار بر بندم ہ
کوئی ہجر مین شوق وصال کے لئی آنسوؤن سی منھہ دہوتا ہی کوئی وصال مین ہجر کے خوف سی روتا ہی ۲ ان ثقیلہ سی مخفف ہی ۱۲

کچھہ نقصان نہین ہوتا اور جنکو قبل اُترنے قرآن کے علم دیا گیا ہی یعنی[۱] جنہون نے کہ آسمانی کتابین پڑھی
ہین اور نبوت کی نشانیان معلوم کر چکی ہین جیسے ابن سلام اور جو یہود اونکے تابع ہوئی اور
نجاشی اور اونکے اصحاب نصاری سے جب قرآن سنتی ہین تو ٹھوڑیونکے بل یعنی منھہ کے بل سجدہ مین
گر پڑتی ہین یعنی تم چند جاہل ایمان نہ لائے تو کیا ہوا تمسے بہتر اور تمھارے علما ایمان لا چکے سجدہ مین
ٹھوڑی کا ذکر اس سبب سے ہی کہ اوّل جو چیز کہ سجدہ کرنیوالیکی چہرہ سے زمین کی طرف نزدیک
ہوتی ہی ٹھوڑی ہی اور کہنے لگتی ہین کہ ہمارا رب پاک ہی وعدہ خلافی کرنیسے بیشک ہمارے رب کا
وعدہ ہونیوالا ہی یعنی ضرور وفا ہوگا - وعدہ سے وہ بشارت مراد ہی جو کتب منزلہ
مین حضرت محمد عربی کے آنیکی اور آپ پر قرآن نازل ہونیکی تھی اسیواسطے پہلا سجدہ شکر کا کیا اور
جب قرآن کو سنا اور اوسکی نصیحتونکا اثر ہوا تو روتی ہوئے پھر منھہ کے بل گر پڑتی ہین اور قرآن
مجید کا سننا اونکی عاجزی اور فروتنی کو بڑھاتا ہی - اسی سبب سے بے اختیار رونا آتا ہے
[۲]عبد الاعلی تیمی فرماتی ہین کہ جس علم سے رونا نہ آئے وہ علم اوس عالم کو نفع بھی نہ دیگا کیونکہ
اہلِ علم کی صفت وَیَخِرُّونَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ ہی یعنی عالم لوگ روتی ہوئے منھہ کے بل گر پڑتے ہین

حجتِ زندہ دلی دیدۂ گریان باشد		شاہدِ مردگیِ دل لبِ خندان باشد

[۳]رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ

[۱] ابن جریر عن مجاہد ہم ناس من اہل الکتٰب حین سمعوا ما انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ سلم (در منثور)
[۲] ابن ابی شیبہ و ابن جریر وغیرہما [۳] ترمذی و نسائی ۱۲-

فِی الضَّرعِ الخ یعنی آگ مین وہ شخص داخل نہوگا جو اللہ کی خوف سی رویا ہے یہہ کہ دودہ تہن مین
واپس جاوی۔ یعنی جیسی یہہ محال اوسیطرح وہ بھی محال جب خشوع کا ذکر ہوا اب خشوع کے
ثبات و ترقی کی لئی کیفیت دعا تعلیم فرماتا ہی قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَیًّا مَّا
تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ج وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ
بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝ کہو (ای پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (کہکر) پکارو یا رحمٰن (کہکر) جس (نام سی)
پکاروگی سو اوسکی سب نام بہت ہی اچھی ہین اور تم اپنی نماز نہ پکارکے (بلند آواز سی) پڑہو اور
نہ چپکی سی (بلکہ) درمیانی طریقہ اختیار کرو امام غزالی فرماتی ہین کہ کمال عبد اور اوسکی سعادت
یہہ ہی کہ متخلق باخلاق اللہ ہووی اور تجلی معانی صفات و اسماسی جسقدر ہوسکی متصف ہووے
اور جو صرف اللہ کی نامونکو سن بس کرتا ہی وہ جانوروںسی مشابہ ہی کیونکہ اونکو بھی سماعت کے
لئی کان ہین۔ اور جو اونکی معنی لغت سی سمجھتا ہی تو صرف اوسکو عربیت حاصل ہوئی جسمین
ادیب لغوی اور غبی بدوی برابر ہین اور جو اعتقاد اون نامونکی معانی کی ثبوت کا اللہ پاک
کیلئے بغیر کشف کے رکھتا ہی تو صرف تصدیق حاصل ہوئی اور یہہ وہ رتبہ ہی جس مین عامی بھی

لہ دعا بر دونون جاہ بمعنی تسمیہ یعنی نام رکہنی کے معنی ہین اور وہ متعدی بدو مفعول ہی ایک بسبب استغنا کی ضمیر مقدر ہی یعنی تدعوہ اور دوسرا اَیًّا ہی اور لفظ اَوْ اباحت کی لئی ہی یعنی جمع بین المتعاطفین یا اقتصار علی احدہما۔ اور اَیًّا اسم شرط تَدْعُوْا سی منصوب اور اوسکا جازم بھی ہی وجہت سی عامل و معمول ہی۔ اور اوسکا مضاف الیہ محذوف جسکی عوض اَیًّا کو تنوین آئی ہی۔ تقدیر یون ہی اَیَّ ھٰذَیْنِ الاسمین اور مَا حرف زاید تاکید کی لئی اور بعضونے کہا کہ اسم شرط موکد بہ ہی اور جملہ فَلَہُ الْاَسْمَآءُ کا جواب شرط ہی۔ اور ضمیر لَہٗ مسمیٰ کی طرف راجع۔ اس لئی کہ مفہوم کلام اور قرینہ عقلیہ سی ثابت کہ اسماء مسمی کے ہی ہوتی ہین۔ اور اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَھُوَ حَسَنٌ کی عوض فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی مبالغہ کی لئی فرمایا جب اوسکی سب نام اچھی ہین تو یہہ دونون نام بھی اچھی ہین
حسن اسماء کی یہہ معنی کہ ان ناموں میں جلال و اکرام کی صفات بالاستقلال ہین سہ حُسْنٰی مونث ہی احسن کا جو افعل التفضیل ہی (قاموس)
سہ خفت بمعنی اسر و اخفیٰ وخافت مخافتۃ بمعنیٰ (خفاجی) سہ ابن جریر و ابن المنذر عن مجاہد اَیًّا مَّا تَدْعُوْا قال باسمٍ من اسمائہ (د

شریک ہی بلکہ اگر ایک لڑکی کو سمجہادو تو وہ بھی ان معانی پر اعتقاد رکہسکتا ہی۔ اور یہی درجہ
اکثر علما کا ہی اب غیرونکا کیا کہنا۔ ہان ان علما کی بزرگی اون پر ہی جو ان تین درجون مین
اونکا شریک نہین ہے لیکن با اعتبار پوری کمال کے یہہ بھی نقصان ہی حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ
سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ کا حال ہی۔ مقربونکو ان ناموںکی معانی بطورِ کشف و مشاہدہ حاصل ہوتے
ہین جسمین کوئی شک و شبہہ نہین رہتا پوری طور سی یقین ہو جاتا ہی اور اس مین اور اوس
اعتقاد مین جو باپ اور اوستاد سی بطور تقلید سیکہا تہا گو دلائلِ کلامیہ سی ہی سیکہا ہو بہت ہی
بڑا فرق ہی۔ اور دوسری بات یہہ ہی کہ جب اونکو صفاتِ جمال کا کشف ہوتا ہی اور اوس
صفت کی عظمت اونکی دل مین سما جاتی ہی تو ایک شوق و عشق اوس صفتِ کمال کے حاصل
کرنیکا پیدا ہوتا ہی تو جسقدر ممکن ہو اوسسے حصہ لیتی ہین اور اللہ سی قربِ منزلت حاصل کرتی
ہین۔ اور یہہ شوق نہ پیدا ہونیکی دو سبب ہین یا تو ضعفِ یقین ہی کہ اوس وصف
معلوم کو اوصافِ جلال و کمال سی جسطرح سمجہنا چاہئی تہا نہین سمجہا یا یہہ کہ دل کو دوسرا
شوق گہیر لیتا ہی کہ اپنی محبوبِ حقیقی کی طرف متوجہ ہونی نہین دیتا۔ اوسکی مثال یون سمجہو
کہ ایک شاگرد رشید اپنی اوستاد کا کمالِ علم دیکہتا ہی تو اوسکی اقتدا کرکے چاہتا ہی کہ اوسسے
مشابہ ہو جاؤن لیکن اگر اوسوقت اوسکو فاقہ کشی کی نوبت ہو تو وہ اوس طرف متوجہ
ہونی نہیگی تو اسیطرح جو صفاتِ الٰہی کی سیر کرنیوالا ہی اوسکو چاہئی کہ اپنی دل کو ماسوی اللہ کے

ارادہ سی خالی رکھی کیونکہ معرفت تخم شوق ہی لیکن یہہ تخم ومین جھاڑ ہوگا اور ہولیگا پھیلیگا جو دل کہ خواہشات سی خالی ہو ورنہ وہ تخم کارآمد نہوگا - اسی سبب سے غرض اون منقرّبونکی یہی ہوتی ہی کہ جسقدر ہوسکی اپنی آئینۂ دل کو صاف کیجیے اور اون صفات سی حتی الامکان متصف ہونیکی کوشش کیجیے تا اون محاسن سے مزین ہوکر بندہ ربانی ہو یعنی خدا سی قریب ہو جا الخ [ل]

شانِ نزول اسطرح ہی کہ ایک [سل] مشرک نی آنحضرت سی سنا کہ آپ سجدہ مین یا رحمٰن یا رحیم فرماتے مین کہنی لگا کہ تم تو ہمیں ایک کو پکارتے ہین پھر یہہ دو کو کسطرح پکارتی ہین تو قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ الخ اتری [سلہ] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین پوشیدہ تھی جب نماز صحابہ کو قرآن بلند آواز سی قرائت فرماتی مشرکین سنکر قرآن کو اوتارنیوالے اور لانیوالے کو برا کہتی تو یہہ اتری وَلَا تَجْہَرْ الخ یعنی نہ اسقدر بلند کرو کہ مشرکین سنکی برا کہین نہ اسقدر پست کرو کہ صحابہ کو نہ سنا سکو رسول اللہ [سٰہ] صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مین تمھاری طرف سی گذرا اور تم پست آواز سے قرآن پڑہ رہی تھی - آپنے عرض کی کہ جس سے مناجات تھی اوسکو مینے سنا دیا - فرمایا اِرْفَعْ قَلِیْلًا یعنی تہوڑی آواز بلند کرو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سی فرمایا کہ مین تمھاری طرف سے گیا اور تم آواز بلند کرکے پڑہ رہی تھی عرض کی کہ اونگہنی والونکو بیدار کرتا ہون اور شیطان کو دور - فرمایا اِخْفِضْ قَلِیْلًا یعنی کچہہ آواز کو

[ل] انشاء اللہ اگر خدا چاہی تو سورۂ طٰہٰ مین ہر اک نام خدا کے معنی اور اوس سی بندہ کا کیا حظ ہی پوری طور سے لکھے جاینگے ۱۲ [سل] عن مکحول وکذا عن ابن عباس (ابن جریر) ۱۲ [سلہ] امام احمد و بخاری ومسلم وترمذی ونسائی [سٰہ] ترمذی - ۱۲

پست کرو فقیر کہتا ہی کہ ذکر مین بھی دو گروہ ہوگئے۔ کوئی سِرّی کو بہتر جانتا ہی کوئی
جہری کو لیکن نہ اسقدر جہر ہو جو چلّانے کی قریب ہوجاے ہان بے اختیاری ہوجاے اور خشوع وخضوع بھی
حاصل ہوتا ہی تو مضائقہ نہین لیکن اگر نیت مین ریا کا دخل ہو تو آہستہ ہی چاہئے مسئلہ
جہر کا ادنی درجہ غیر کو سنانا ہی۔ اور سِر کا ادنی درجہ اپنی ذات کو سنانا ہی یہی قول معتمد[1]
اور ماخوذ ہی۔ اور بعضون نے کہا کہ جہر کا ادنی درجہ اپنی کو سنانا ہی اور آہستگی کا کمتر درجہ
حروف کی تصحیح ہی لیکن یہ قول ضعیف ہے ہم اکثر لوگ صرف ہونٹھ ہلانے پر کفایت کرتے اور
سورہ ختم ہونیکی دہن مین رہتی ہین بلکہ حروف ادا کرین جو اپنی کانون تک اوسکی
آواز آئی۔ تا نمازِ سِرّی صحیح ہوجاے جب اپنے اسماءِ پاک سے پکارنیکا ہمکو حکم فرماچکا تو اس مین
اشارہ ہی کہ وہ ہر وقت ہمکو انعاماتِ بےغایات دیگا اور ہماری ہر بگڑی بنائیگا تو اب اس
نعمتِ عظمیٰ پر حمد کرنیکا اسطرح حکم فرماتا ہی وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا
وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ۝ ع ۱۲ ۱۱ ۱۲
اور کہو تمامی تعریف اللہ ہی کی لئی ہی جو اولاد نہین رکھتا۔ اور نہ حکومت مین کوئی اوس کا
شریک ہی۔ اور نہ ذلت مین اوسکا کوئی مددگار ہی۔ اور تعظیم کرو اوسکی بہت ہی تعظیم
روایت ہی کہ جب کوئی لڑکا اولادِ عبد المطلب سے بات کرنے لگتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو یہ آیت سکھاتے[2]

[1] تفسیر احمدی و ردالمحتار ۱۲ [2] ابن ابی شیبہ وعبدالرزاق وغیرہما خفاجی

یعنی افراد وجنس حمد اللہ ہی کی لئی ہی کیونکہ الوھیت خود مقتضی حمد ہی اسلئے کہ وہ کامل الذات منفرد بالایجاد منعم علی الاطلاق ہی نہ اوسکو کوئی ولد ہی کہ سبب بخل ہو۔ اور نہ اوسکو کوئی شریک ہی کہ مانع تصرف ہو کیونکہ وہ مانع یا فوق ہوگا یا کم یا برابر لہذا اُن کی نفی بطور ترقی و عروج کے ہوئی ہی یعنی نہ بیٹا ہی نہ شریک نہ مددگار بلکہ وہی بے غرض فیاض مطلق ہی سبکو پالتا پرورش کرتا ہی۔ کبریا اوسکی ردا اور عظمت اوسکی ازار ہی۔ لہذا ہم عاجزوں کا وظیفہ اللہ اکبر ہر بار ہی۔ ای میری پروردگار آج مبارک رات شب برات مین یہہ

مقـ 17- -18

سورۂ پاک کی تفسیر ختم ہوتی ہی۔ اس قرآن عظیم کی طفیل اور جسپر یہہ اترا ہی اوس نبی کریم کی طفیل ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما۔ خصوص اس تفسیر میں جو کچہہ مجہسی خطا ہوئی ہو مجہسی مواخذہ نکر و قبول فرما۔ ای میرا بندہ ہون تیری نبی جو سیدالانبیا ہین [صلی اللہ علیہ وسلم] اونکا غلام ہون تیری ولی جو سیدالاولیا ہین [رضی اللہ عنہ] اونکا خادم ہون میری بندگی غلامی خادمی صحیح کرکے اپنی پاس بلا۔ سچا کرکے دنیا سی اٹہا تیری بعضی بندے مجہی اچہا گمان کرتے ہین مجہے اونکی گمان کے مطابق کردی۔ ہم سب کے دلونکو سرشار محبت کر دی۔ اور بعضی مجہی یقیناً برا سمجھتی ہین وہ جہوٹے ہو جائین سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ کا ظہور دیکہکر شرمائین۔ اگرچہ میری انست مین بھلے لوگون سے زیادہ دوسری ہی سچی ہین لیکن اگر تیرا فضل و کرم ہو تو سب اچھے ہین میری دوست دشمن سبکو بخش دے ہم سب قیامت مین اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ ہون کوئی کسی سے بدلہ نہ لے ۵

اِنْ تَغْفِرِ اللّٰھُمَّ فَاغْفِرْ جَمًّا	وَ اَیُّ عَبْدٍ لَّکَ لَا اَلَمَّا
گر بخشتا ہو تو یا رب سب کو بخش	کون ہی وہ بندہ جو عاصی نہین